اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (القرآن)
بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً (الحدیث)
کہتے ہیں کہ درخواستی کا ہے اندازِ بیاں اور (العرف)

خُطباتِ درخواستی

(توحید خداوندی)

جلد اول

خطابت کی دنیا کا شاہکار

از افادات

شیخ الاسلام حضرتِ درخواستیؒ کے علمی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی** نور اللہ مرقدہٗ
بانی مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ صاحب درخواستی** مدظلہ امین و ناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

مُرتّب
حافظ محمد نعمان درخواستی
نائب مہتمم: مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ مرکزی گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

صاحب تصنیف۔ ایک نظر میں

نام مولانا **شفیق الرحمٰن** صاحب **درخواستی**ؒ ابن مولانا **عبدالرؤف صاحب درخواستی**ؒ

ولادت ۱۴ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ مطابق 1947ء

وفات ۱۰ شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک ۱۴۲۷ھ مطابق 24 اگست 2007ء

نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادہ و جانشین حضرت مولانا **حماداللہ** صاحب درخواستی مدظلہ نے پڑھایا

تعلیم تکمیل درس نظامی و دیگر علوم وفنون ۱۳۸۶ھ

تدریس حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ و دیگر اسلامی علوم کی تدریس۔ جامعہ مخزن العلوم خان پور ۲۰ سال۔
دار العلوم اسلامی مشن بہاولپور ۲ سال۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ۱۸ سال۔

جانشین علمی جانشین۔ شیخ الاسلام حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا **محمد عبداللہ** صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔

اجازت جنید وقت حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔

خلافت مرشد العلماء حضرت مولانا **عبدالحیؒ** صاحب بہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

مناصب
1۔ شیخ الحدیث و شیخ التفسیر و رئیس دار الافتاء۔ جامعہ مخزن العلوم خان پور ۱۵ سال۔ دار العلوم اسلامی مشن بہاولپور ۲ سال۔
جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ۱۸ سال۔
2۔ بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور۔ تاسیس 1987ء۔ بانی۔ جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات خان پور تاسیس 1987ء۔
بانی۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور تاسیس 1997ء۔
3۔ مہتمم۔ دار العلوم اسلامی مشن بہاولپور 1985-1986ء۔ مہتمم۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور 1987 تا 2007ء۔
4۔ امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان 1987 تا 2007ء۔
5۔ مرکزی سرپرست اعلیٰ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان 1995 تا 2007ء۔

تصانیف تصانیف کی فہرست بیک ٹائٹل پر ملاحظہ فرمائیں۔

صاحب تصنیف ۔ ایک نظر میں

نام مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی ابن مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ۔

ولادت ۷ جمادی الثانی بروز سوموار ۱۳۸۹ھ مطابق 1969ء ۔

تعلیم حفظ قرآن مجید بستی درخواست ۔ دادا جان حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس 1980ء ۔
تکمیل درس نظامی ودیگر علوم وفنون ۔ 1989ء ۔

تدریس حدیث ۔ تفسیر ۔ فقہ ۔ ودیگر اسلامی علوم کی تدریس جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ۔ 1990 سے تاحال ۔

جانشین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ۔

اجازت وخلافت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ۔

مناصب

1- مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ۔
2- مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان ۔
3- نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان ۔
4- چیئرمین : شیخ درخواستی ٹرسٹ خان پور
5- مدیر ۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور ۔
6- مہتمم ۔ جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات خان پور ۔

تصانیف تصانیف کی فہرست بیک ٹائٹل پر ملاحظہ فرمائیں ۔

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (القرآن)
بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (الحدیث)
کہتے ہیں کہ درخواستی کا ہے اندازِ بیاں اور (العرف)

خطابت کی دنیا کا شاہکار

خُطباتِ درخواستی

(توحید خداوندی)

جلد اول

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن درخواستی** صاحب نوراللہ مرقدہٗ
بانی مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

مرتب
حافظ محمد نعمان درخواستی
نائب مہتمم: مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستیؒ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

ضابطہ

جملہ حقوق طبع ونشر بنام مکتبہ شیخ درخواستی محفوظ ہیں

نام کتاب : خطباتِ درخواستی (جلد اول)

از افادات : شیخ طریقت حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہٗ

: حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ

تاریخ طباعت : فروری 2013ء ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

تعداد طبع چہارم : ایک ہزار

طباعت باہتمام : شبیر احمد فاروقی 0300-6714356

انتساب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

خطبات درخواستی۔ جلد اول کو اپنے دادا جان ولی کامل حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب درخواستی نوراللہ مرقدہٗ کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔

جنہوں نے اپنی زندگی کے شب وروز شریعت مطہرہ کی اتباع میں گزارے۔

جنہوں نے زندگی کی کٹھن راہوں میں مصائب اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے قبول کیا لیکن حق اور سچ کے دامن کو نہ چھوڑا۔

جنہوں نے اپنی ساری اولاد کو دین اسلام کی خدمت کیلئے وقف کردیا۔

جن کے اخلاص، دعاؤں اور حسن تربیت کے صدقے پروردگار نے انکے چاروں بیٹوں کو ان کی زندگی میں ان کی نگاہوں کے سامنے قرآن وحدیث کی خدمت کیلئے قبول کرلیا۔

جن کی شفقتوں ومحبتوں کے زیر سایہ میں نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی اور جن کی دعاؤں نے میرے لئے حصول علم اور خدمت قرآن وحدیث کی راہیں آسان کردیں۔

آج جب ان کا ہنستا مسکراتا.........دن کے اجالوں اور رات کی تاریکیوں میں تلاوت قرآن اور ذکر اللہ میں مصروف.........پیارا سا حسین چہرہ نگاہوں کے سامنے آتا ہے تو دل سے یہی دعا نکلتی ہے کہ پروردگار ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور ٹھکانا نصیب فرمائیں اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افقر الی اللہ

حماد اللہ درخواستی

یکم محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

حدیث دل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نحمدهٗ و نصلی علٰی رسوله الکریم ...... اما بعد

خطبات درخواستی۔ جلد اول توحید خداوندی پر مشتمل خطبات کا عظیم الشان مجموعہ ہے۔

پہلا خطبہ۔ توحید باری تعالیٰ،

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ ایک عظیم الشان خطبہ ہے جو پچیس عقائد پر مشتمل ہے۔ جو کہ درحقیقت پچیس خطبات اور پچیس مواعظ ہیں۔

دوسرا خطبہ۔ موحد اعظم حضرت ابراہیم خلیل اللہ

حضرت ابراہیمؑ کی ''دعوت توحید'' انداز دعوت، استدلال عقلی و نقلی، امتحانات و انعامات، فضائل و مناقب پر مشتمل قرآن مجید اور تاریخ کی سیر کراتا ہوا ایک ناقابل فراموش خطبہ ہے جو کہ درحقیقت کئی بیانات کا مجموعہ ہے۔ جو میرا بیان کردہ و تحریر کردہ ہے۔

تیسرا خطبہ۔ سورۂ فاتحہ کی تشریح

سورۂ فاتحہ کی مکمل تشریح و تفسیر اور سورۂ فاتحہ کی فضیلت و جامعیت پر مشتمل ایک بے مثال خطبہ ہے۔ جو کہ درحقیقت پورے قرآن کا ایک اعجاز و خلاصہ منظر پر لاتا ہوا بیان ہے۔ جو میرا بیان کردہ و تحریر کردہ ہے۔

چوتھا خطبہ۔ انوار القرآن

قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کی تفسیر پر مشتمل بر موقع ختم دورہ تفسیر القرآن حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم الشان بیان ہے۔ جو اہل علم اور اہل ذوق کیلئے

ایک بہترین علمی وروحانی تحفہ ہے۔

پانچواں خطبہ۔ انوارالحدیث

بخاری شریف کی آخری حدیث کی تشریح پر مشتمل برموقع ختم بخاری شریف حضرت والدصاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم الشان بیان ہے جو اہل علم اور اہل ذوق کیلئے ایک بہترین علمی وروحانی تحفہ ہے۔

آخری پانچ خطبے

خطبہ حجۃ الوداع، خطبہ جمعۃ المبارک، خطبہ عید الفطر، خطبہ عید الاضحیٰ، خطبہ نکاح ہر عالم اور طالب، ہر مقرر اور واعظ کی ضرورت تھے اور جلد اول کے لائق اور مناسب تھے۔ خطبات درخواستی۔ جلد اول میں اصحاب ثلاثہ کا تعارف اور اصحاب ثلاثہ کی دعائیں اور واقعات اصحاب ثلاثہ ایک حسین ودل نشین اضافہ وکاوش ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس محنت وخدمت کو مقبول ومنظور فرمائیں۔ کتاب کو مقبولیت ومحبوبیت سے نوازیں۔ سب مسلمانوں کیلئے نفع اور ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ میرے لئے، میرے اساتذہ کیلئے، میرے والدین اور پورے خاندان کیلئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افقر الی اللہ

حماد اللہ درخواستی

یکم محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم

صل علی محمد وعلی آل محمد

کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم

انک حمید مجید

اللّٰھم

بارک علی محمد وعلی آل محمد

کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم

انک حمید مجید

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انتساب	3	دوسری جزء اِلا اللہ میں اثبات ہے	75
حدیث دل	4	آیات کا مطلب	76
تعارف اصحاب ثلاثہ	15	توحید کی پہلی دلیل	77
تعارف۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ	17	توحید کی دوسری دلیل	78
تعارف۔ شیخ المحدثین حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ	35	توحید کی تیسری دلیل	78
تعارف۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حماد اللہ درخواستی مدظلہ	53	توحید کی چوتھی دلیل	78
پہلا خطبہ۔ توحید باری تعالیٰ	65	وعظ ونصیحت کے تین طریقے	79
تمہید	70	انعامات کا نتیجہ	79
توحید کا پہلا معنیٰ	71	پہلی حدیث	81
توحید کا دوسرا معنیٰ	72	دوسری حدیث	82
شرک کا معنیٰ	72	تیسری حدیث	82
موحد اور مشرک میں فرق	75	چوتھی حدیث	82
کلمہ طیبہ میں دو جز ہیں	75	توحید کے متعلق پچیس عقائد	83
پہلی جزء لا اِلٰہ میں نفی ہے	75	پہلا عقیدہ۔ اللہ کی ذات موجود ہے	83

مضمون	صفحہ
پہلی دلیل۔قرآنی آیت	83
دوسری دلیل۔امام اعظمؒ کا واقعہ	84
تیسری دلیل۔امام مالکؒ کا واقعہ	86
چوتھی دلیل۔امام احمد بن حنبلؒ کا واقعہ	86
پانچویں دلیل۔امام شافعیؒ کا واقعہ	87
چھٹی دلیل۔ایک بدو کا واقعہ	87
ساتویں دلیل۔ ایک بوڑھی عورت کا واقعہ	87
دوسرا عقیدہ۔اللہ کی ذات احد ہے	88
احد کے معنیٰ میں چار باتیں	89
تیسرا عقیدہ۔اللہ کی ذات صمد ہے	94
چوتھا عقیدہ۔ اللہ کی ذات لم یلد ولم یولد ہے	95
پانچواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات کل کائنات کی خالق ہے۔	95
چھٹا عقیدہ۔اللہ کی ذات کل کائنات پر قادر ہے۔	97
ساتواں عقیدہ۔اللہ سب کا مالک ہے	98

مضمون	صفحہ
آٹھواں عقیدہ۔اللہ کی ذات رازق ہے	99
نواں عقیدہ۔اللہ کی ذات حاضر وناظر ہے	101
اللہ کے سوا کوئی حاضر وناظر نہیں	102
پہلی دلیل۔آیت سورہ آل عمران	102
دوسری دلیل۔آیت سورۃ یوسف	102
تیسری دلیل۔آیت سورۃ قصص	103
چوتھی دلیل۔سیدہ عائشہؓ کا واقعہ	103
پانچویں دلیل۔سیدہ عائشہؓ کا واقعہ	104
چھٹی دلیل۔معراج کا واقعہ	105
ساتویں دلیل۔ہجرت کا واقعہ	106
حضور ﷺ کی موجودگی میں کوئی امام نہیں بن سکتا	106
صحابہؓ کا عقیدہ	108
دسواں عقیدہ۔اللہ کی ذات عالم الغیب ہے	109
پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہے	111
گیارھواں عقیدہ۔علم کلی صرف اللہ کو ہے	113
فرشتوں کا عقیدہ	115
انبیاءؑ کا عقیدہ	115

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حضور ﷺ کا عقیدہ	115	سترھواں عقیدہ۔ عزت وذلت کا مالک اللہ ہے۔	131
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ	116		
صحابہؓ کا عقیدہ	116	اٹھارواں عقیدہ۔ بیماری اور شفا کا مالک اللہ ہے۔	131
بارھواں عقیدہ۔اللہ کی ذات مختارِکل ہے	118		
پہلی دلیل۔آیت سورۃ قصص	118	اُنیسواں عقیدہ۔ اللہ سب کی پکار سننے والا ہے	132
دوسری دلیل۔حضرت نوحؑ کا واقعہ	120		
تیسری دلیل۔حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ	120	ہر پیغمبر نے مشکل میں اللہ کو پکارا	134
چوتھی دلیل۔ابوطالب کا واقعہ	121	مشرکوں پر خدا کی مار	136
پانچویں دلیل۔حضور ﷺ کا واقعہ	122	بیسواں عقیدہ۔اللہ کی ذات معبود و مسجود ہے	137
چھٹی دلیل۔عبداللہ بن اُبی کا واقعہ	122		
ساتویں دلیل۔حضور ﷺ کی شفاعت کبریٰ کا بیان	123	اکیسواں عقیدہ۔اللہ کی ذات نذر و نیاز کے لائق ہے	142
تیرھواں عقیدہ۔اللہ کی ذات مشکل کشا ہے	124	بائیسواں عقیدہ۔قسم صرف اللہ کے نام کی	143
چودھواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات زندگی اور موت کی مالک ہے	125	تیئسواں عقیدہ۔طواف صرف اللہ کے گھر کا۔	144
پندرھواں عقیدہ۔اللہ کی ذات اولاد دینے والی ہے۔	126	چوبیسواں عقیدہ۔ اعتکاف صرف اللہ کی رضا کیلئے	145
سولھواں عقیدہ۔نفع ونقصان کا مالک اللہ ہے	127	پچیسواں عقیدہ۔شرک کے نتائج میں ہے	145

مضمون	صفحہ
تین نبویؐ وظیفے	147
دوسرا خطبہ۔ موحد اعظم ابراہیم خلیل اللہ	151
تمہید	155
حضرت ابراہیمؑ کی خداشناسی وخداپرستی	156
حضرت ابراہیمؑ حضورؐ کے مشابہ	158
حضورؐ حضرت ابراہیمؑ کے مشابہ	158
حضورؐ دعائے خلیل	158
حضرت ابراہیمؑ کا نسب نامہ	158
حضرت ابراہیمؑ کی اپنے باپ کو توحید کی دعوت	159
حضرت ابراہیمؑ کی اپنے باپ اور قوم کو توحید کی دعوت	160
حضرت ابراہیمؑ اور تین عجیب باتیں	163
حضرت ابراہیمؑ کی اپنی قوم کو توحید کی دعوت	169
حضرت ابراہیمؑ کا نمرود سے مناظرہ	170
حضرت ابراہیمؑ کا مذہب	171
حضرت ابراہیمؑ کی وصیت	172

مضمون	صفحہ
حضرت ابراہیمؑ کا حیات بعد الممات کا مشاہدہ	173
حضرت ابراہیمؑ اور تعمیر بیت اللہ	174
حضرت اسحاق کی خوشخبری	175
حضرت اسمٰعیل کی خوشخبری	177
حضرت ابراہیم کی اپنے والد کیلئے دعا	179
حضرت ابراہیمؑ کی دعائیں	179
حضرت ابراہیمؑ......اسوۂ حسنہ	182
حضرت ابراہیمؑ کے آٹھ امتحانات	183
پہلا امتحان۔توحید کا اعلان	184
دوسرا امتحان۔قوم کو توحید کی دعوت	184
تیسرا امتحان۔بتوں کی تباہی	184
چوتھا امتحان۔نارنمرود میں رہائش	185
پانچواں امتحان۔ملک شام کیطرف ہجرت	186
چھٹا امتحان۔ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ جنگل میں	187
ساتواں امتحان۔قربانی کی ابتدا	189
آٹھواں امتحان۔بیت اللہ کی تعمیر	193
دعائے خلیل۔	194

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حوض کوثر کا تعارف	198	سترھویں فضیلت۔ پورا خاندان دنیا کا امام	203
حضرت ابراہیمؑ کے پچیس فضائل	199		
پہلی فضیلت۔ دنیا کی امامت	199	اٹھارویں فضیلت۔ قلب سلیم	203
دوسری فضیلت۔ اللہ کا انتخاب	199	انیسویں فضیلت۔ اسماعیل کی خوشخبری	204
تیسری فضیلت۔ حنیف اور مسلم	199	بیسویں فضیلت۔ خواب کی سچائی	204
چوتھی فضیلت۔ متبوع	199	اکیسویں فضیلت۔ سلام	204
پانچویں فضیلت۔ عطائے خداوندی	200	بائیسویں فضیلت۔ مبارک خاندان	204
چھٹی فضیلت۔ خلیل اللہ	200	تیئسویں فضیلت۔ پسندیدہ خاندان	205
ساتویں فضیلت۔ ہدایت یافتہ خاندان	200	چوبیسویں فضیلت۔ توحید کے علمبردار	205
آٹھویں فضیلت۔ نرم دلی وحوصلہ مندی	200	پچیسویں فضیلت۔ اسوۂ حسنہ	205
نویں فضیلت۔ رجوع الی اللہ	201	**تیسرا خطبہ۔ سورۃ فاتحہ کی تشریح**	207
دسویں فضیلت۔ اسحٰق کی خوشخبری	201	تمہید	210
گیارھویں فضیلت۔ امت کے مقتداء	201	سورۃ فاتحہ کی فضیلت وجامعیت	210
بارھویں فضیلت۔ سچے نبی	202	سورۃ فاتحہ کے نام	213
تیرھویں فضیلت۔ نامور خاندان	202	الحمدللہ رب العالمین کی تشریح	215
چودھویں فضیلت۔ رشد وہدایت	202	الحمدللہ کی فضیلت	217
پندرھویں فضیلت۔ آگ کی ٹھنڈک اور سلامتی	202	فضائل تسبیح وتحمید	219
سولہویں فضیلت۔ دشمنوں سے نجات	203	رب العالمین	222

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
رب العالمین کون؟	223	استعانت کی تشریح	254
ربوبیت کی تشریح	224	اھدنا الصراط المستقیم کی تشریح	255
الرحمٰن الرحیم کی تشریح	228	اقسام ہدایت	256
رحمٰن ورحیم میں فرق	232	درجات ہدایت	256
مالک یوم الدین کی تشریح	234	صراط الذین انعمت علیھم کی تشریح	259
قیامت کے نام	234	کتاب اللہ ورجال اللہ	260
قیامت کے مناظر	236	غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی تشریح	262
قیامت کا دن اور عدل خداوندی	241	مغضوب علیھم اور ضالین کا مصداق	262
چار شہادتیں، ۱۔ انبیاء، علماء کی شہادت	242	**چوتھا خطبہ۔ انوار القرآن**	265
۲۔ ملائکہ معصومین کی شہادت	243	قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کی تفسیر	267
۳۔ اعضاء کی شہادت	243	تمہید	268
۴۔ زمین کی شہادت	243	سورتوں کا ربط	269
اعمال کا وزن	244	سورتوں کا قسم	270
اعمال کا وزن کون کرے گا؟	245	سورتوں کی وجہ تسمیہ	271
ایاک نعبد وایاک نستعین کی تشریح	245	سورتوں کے مکیہ ومدنیہ ہونے کی تحقیق	273
توسّل کی تشریح	246	سورتوں کے رکوع و آیات اور حروف کی تعدادی تحقیق	274
عبادت کی تشریح	246		
عبادت کی اقسام	247	سورتوں کی مجموعی فضیلت	274

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سورتوں کی انفرادی فضیلت	275	سورۃ الفلق کی تشریح	289
سورۃ اخلاص کے فضائل	275	سورۃ الناس کی تشریح	292
معوذتین کی فضیلت	276	**پانچواں خطبہ۔انوارالحدیث**	297
سورتوں کا موضوع	278	بخاری شریف کی آخری حدیث کی تشریح	299
سورۃ اخلاص کا موضوع	278	تمہید	300
سورۃ الفلق کا موضوع	279	مسرت اور خوشی کی وجہ	302
سورۃ الناس کا موضوع	279	اجتماعی دعاء کی وجہ	303
سورتوں کا خلاصہ	279	بخاری کے آخر کا ابتداء کیساتھ ربط	305
سورۃ الاخلاص کا خلاصہ	280	ربط نمبر ۱	305
سورۃ الفلق کا خلاصہ	280	ربط نمبر ۲	306
سورۃ الناس کا خلاصہ	280	ربط نمبر ۳	306
سورتوں کا شانِ نزول	281	ربط نمبر ۴	307
سورۃ اخلاص کا شانِ نزول	281	ربط نمبر ۵	307
معوذتین کا شان نزول	282	ربط نمبر ۶	310
سورتوں کی تشریح	282	ربط نمبر ۷	311
سورۃ اخلاص کی تشریح	282	ربط نمبر ۸	311
وجود خداوندی کے دلائل	283	ربط نمبر ۹	311
فائدہ	285	ربط نمبر ۱۰	311

مضمون	صفحہ
ترجمۃ الباب کی غرض	312
ترجمۃ الباب کی تشریح	312
میزان ایک ہوگا یا زیادہ؟	315
موزون لہم۔کن کے اعمال تولے جائیں گے۔	315
موزون۔کس کو تولا جائے گا؟	316
وازن۔تولنے والا کون ہوگا؟	317
مقام وزن۔ اعمال کس جگہ تولے جائیں گے	318
حکمت وزن اعمال	318
کیفیت وزن اعمال	319
باب کی پہلے باب سے مناسبت	319
حدیث کی باب سے مناسبت	319
حدیث کی سند پر بحث	320
حدیث کی تشریح	321
خطبہ حجۃ الوداع	325
خطبہ جمعۃ المبارک	327
پہلا خطبہ۔جمعۃ المبارک	328
دوسرا خطبہ۔جمعۃ المبارک	330
خطبہ عید الفطر	333
پہلا خطبہ۔عید الفطر	334
دوسرا خطبہ۔عید الفطر	337
خطبہ عید الاضحیٰ	341
پہلا خطبہ۔عید الاضحیٰ	342
دوسرا خطبہ۔عید الاضحیٰ	346
خطبۂ نکاح	349
دعاء اصحاب ثلاثہ	353
دعاء۔شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ	355
دعاء۔شیخ المحدثین حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ	361
دعاء۔شیخ الحدیث حضرت مولانا حماد اللہ درخواستی مدظلہ	369
حمد باری تعالیٰ	376
توحید خداوندی پر متفرق اشعار	377
واقعات اصحاب ثلاثہ	381

تعارف اصحاب ثلاثہ

حافظ القرآن والحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نوّر اللہ مرقدہ

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مختصر تعارف و خدمات

شیخ الاسلام والمسلمین امام المحدثین حافظ القرآن والحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ

بانی۔جامعہ مخزن العلوم خان پور

تحریر

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ صاحب درخواستی** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ا۔ولادت۔ آپ کی ولادت 9 محرم الحرام ۱۳۱۲ھ بروز جمعۃ المبارک بمطابق 1891ء کو بستی درخواست میں ہوئی۔اسی نسبت سے آپ درخواستی کہلائے اور بستی درخواست کو عالمگیر شہرت و مرکزیت نصیب ہوئی۔

۲۔نام: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اَحَبّ الاسماء اِلی اللّٰہ عبداللّٰہ و عبدالرحمٰن کے تحت آپ کا نام عبداللہ رکھا گیا۔

۳۔والد ماجد: آپ کے والد ماجد درویش صفت انسان مردِ باخدا۔سینکڑوں حفاظ کے استاذ۔علاقہ بھر کے منظور نظر۔میاں جی حافظ محمود الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اپنے شیخ مرشد کامل، قطب الاقطاب شہنشاہِ تصوف حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور ان کے قافلے کے میر سامان اور حُدی خواں تھے۔اور اپنے شیخ کی وفات کے سال 1936ء میں ہی چھ مہینے کے بعد دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے شیخ سے جا ملے۔اپنے شیخ کی جدائی کو زیادہ عرصہ برداشت نہ کر سکے۔

۴۔حفظ قرآن: آپ نے ۹ سال کی عمر میں اپنے مالد ماجد میاں جی محمود الدینؒ سے قرآن مجید حفظ مکمل کرلیا۔

۵۔ابتدائی تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم دین پور شریف، ڈیرہ نواب صاحب، مہند، میں اپنے دور کے جید اور ممتاز علماء کرام سے حاصل کی جن میں حضرت مولانا

الشیخ احمد بخشؒ، حضرت مولانا قادر بخشؒ اور حضرت مولانا الٰہی بخشؒ قابل ذکر ہیں۔

۶۔ فقہ وموقوف علیہ: آپ نے موقوف علیہ اور فقہ کے اسباق حضرت شیخ الہندؒ کے مایہ ناز شاگرد حضرت مولانا عبدالغفور حاجی پوریؒ سے پڑھے۔

۷۔ حدیث: آپ نے 1918ء میں دورۂ حدیث کے اسباق شیخ المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے شہرۂ آفاق شاگرد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفۂ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام صدیق حاجی پوریؒ سے پڑھے اور ان کے اندازِ حدیث سے فیض یاب ہوئے۔

۸۔ تفسیر: آپ نے شیخ القرآن حضرت مولانا حسین علی (واں بھچراں) سے قرآن مجید کی تفسیر پڑھی اور ان کے اندازِ تفسیر سے فیض یاب ہوئے۔

۹۔ تکمیل: آپ نے حدیث اور تفسیر سے فراغت کے بعد ایک سال امام النحو۔ شمس النحاۃ۔ سیبویہ عصر۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب پونٹویؒ کی خدمت میں گزارا اور ان کے علوم وفیوض سے بہرور ہوئے اور 1919ء میں آپ نے علوم دینیہ سے مکمل فراغت حاصل کرلی۔

۱۰۔ تدریس: اولاً۔ آپ بستی درخواست، دین پور شریف، ڈیرہ نواب صاحب، بستی مولویاں اور بستی مؤمن میں پڑھاتے رہے اور دن رات ایک کرکے بڑی محنت اور لگن سے تقریباً 25 سال تک تنِ تنہا درسِ نظامی اور دورۂ حدیث کی درجنوں کتب

پڑھاتے رہے۔

ثانیاً۔ ۱۳۶۶ھ کو آپ نے خانپور میں جامعہ مخزن العلوم کی بنیاد رکھی اور تقریباً پچاس سال تک یہاں قرآن وحدیث کی محفل سجائے رکھی اور ابتداءً کافی عرصہ دورہ حدیث شریف و درس نظامی کے تمام اسباق تنہا پڑھاتے رہے۔ نماز فجر کے بعد اسباق شروع ہوتے تھے اور رات گئے تک جاری رہتے تھے۔

۱۱۔ انداز تدریس: آپ کی تدریس کا انداز عام فہم اور سادہ تھا۔ تقریر مختصر اور پُر اثر ہوتی تھی نفسِ کتاب کی تفہیم مقصود ہوتی تھی۔ طویل مباحث سے اجتناب فرماتے تھے درسگاہ میں دورانِ سبق کسی کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ چاہے کوئی بڑے سے بڑا آدمی کیوں نہ آجائے۔ دوران سبق کسی کی غیبت، عیب جوئی، الزام تراشی اور کسی کی ذات کے بارے میں منفی تبصرہ نہیں فرماتے تھے۔ درسگاہ میں سیاسی گفتگو سے بھی پرہیز فرماتے تھے۔ درسگاہ میں وعظ ونصیحت اور اکابر کے احوال واقوال کا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔

۱۲۔ درس حدیث: آپ نے پون صدی تک حدیث کے اسباق پڑھائے اور دنیا بھر سے طالبان حدیث آپ کی طرف کھچے چلے آئے اور اپنی علمی پیاس کو بجھاتے رہے تقریباً پانچ ہزار طلباء نے آپ سے علم حدیث حاصل کیا اور دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں آپ کے حدیث کے شاگرد موجود نہ ہوں۔

۱۳۔ انداز حدیث: آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے اور حدیث یار آپ کو

تمام دنیا سے محبوب اور پیاری تھی اسی وجہ سے آپ جب درس حدیث میں مصروف ہوتے تو دنیا و مافیھا سے بے خبر ہو جاتے اور ایک عجیب جذب اور وجد کی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی اور سننے اور دیکھنے والے بھی آپ کے ساتھ عشق رسول ﷺ میں ڈوب جاتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

وَمِنْ مَّذْهَبِیْ حُبُّ النَّبِیِّ وَكَلَامِهٖ وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشِقُوْنَ مَذَاهِبُ

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم الاّ حدیث یار کہ تکرار می کنیم

۱۴۔ **حافظ الحدیث:** آپ کو اللہ رب العزت نے بے مثال ذہانت و فطانت اور قوت حافظہ سے نوازا تھا اور بچپن سے ہی حفظ حدیث کا ذوق بھی عطاً فرمایا تھا آپ نے خود بھی خانہ کعبہ حاضری کے موقع پر بیت اللہ سے لپٹ کر اور مُلتزم سے چمٹ کر اللہ رب العزت سے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جیسے قوتِ حافظہ عطاً کیئے جانے کی درخواست کی تھی اور وقت نے اس دعا کی قبولیت کو بھی واضح اور ظاہر کر دیا اور یہ چیز سونے پہ سہاگہ، والی ہوگئی۔ پھر حفظِ حدیث ہی آپ کا ذوق وشوق اور منزل راہ قرار پائی اور آپ نے ہزاروں احادیث سنداً و متناً و معناً یاد کر ڈالیں اور شاید کہ بخاری شریف تو از اول تا آخر مکمل ہی حفظ کر ڈالی! اسی وجہ سے جب مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ۱۹۳۲ء کے موقع پر آپ اپنے مرشد قطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمدؒ اور اپنے والد ماجد میاں جی حافظ محمود الدینؒ کے ساتھ بہاولپور تشریف لے گئے تو شیخ المحدثین حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ کو فرصت کے لمحات میں حفظاً بخاری شریف کی احادیث سنانے لگے اور محبت بھری دعائیں سمیٹنے لگے۔ تب علم حدیث کے بے تاج

بادشاہ اور جوہری نے اس حدیث کے دیوانے اور ہیرے کو پہچان لیا اور نہایت ہی کشادہ دلی اور زندہ دلی سے نہ صرف اجازت حدیث عطاً فرمائی بلکہ حافظ الحدیث کے لقب سے بھی سرفراز فرمایا! اور پھر برصغیر پاک وہند کیا دنیا بھر کے علماء اور مشائخ نے آپ کے ذوقِ حدیث، شوقِ حدیث، حبِّ حدیث، تکلُّمِ حدیث کو دیکھتے ہوئے آپ کو حافظ الحدیث تسلیم کرلیا اور پھر شیخ درخواستی اپنے دور کے تمام محدثین کے سردار اور سر کے تاج بن گئے۔

۱۵۔درس تفسیر: آپ نے پون صدی تک تفسیر کے اسباق بھی پڑھائے اور دنیا بھر سے علوم قرآن کے دیوانے آپ کی محفل ومجلس کا حصہ بنے اور اپنے آپ کو قرآنی علوم سے معمور، بھرپور، نور علیٰ نور، کیا تقریباً پچاس ہزار علماء اور مشائخ نے آپ سے تفسیر کے اسباق پڑھے اور دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں ہے جہاں آپ کے تفسیر کے شاگرد موجود نہ ہوں۔

۱۶۔اندازتفسیر: اولاً: آپکے درسِ تفسیر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور مولانا حسین علیؒ (واں بھچراں) کا انداز ہی نمایاں تھا لیکن صرف اسی انداز پر آپ کی طبیعت مطمئن نہ تھی اسی وجہ سے خانہ کعبہ میں بیت اللہ کے سائے میں رب رحمٰن کے حضور ایک نئے اندازِ تفسیر کے طلبگار رہے جو جامع وکامل ہونے کے ساتھ ساتھ علماء وطلباء کیلئے مفید ونافع بھی بنے اور مقبولیت ومحبوبیت کی معراج کو چھولے دعا مقبول ومنظور ہوئی اور موجودہ اندازِ تفسیر آپ کو عطاء کیا گیا جس نے عرب وعجم میں مقبولیت و

محبوبیت کے جھنڈے گاڑ دیئے اور دنیا بھر کے علماء ومشائخ کو دیوانہ بنادیا اور شعبان و رمضان میں دنیا بھر سے سینکڑوں علماء وطلباء کی دورۂ تفسیر القرآن میں شرکت و حاضری نے شہر خان پور کو مدینۃ العلم کے نام سے مشہور کر دیا۔ اسی لئے آپ اس انداز تفسیر کے موجد وبانی قرار پائینگے۔ کیونکہ تفسیر کے اسباق تو ابتداء سے ہی علماء پڑھاتے چلے آرہے ہیں لیکن من حیث المجموع یہ اندازِ تفسیر آپ کی ہی شان اور خصوصیت ہے جس کا اس دور میں دُور دُور تک کوئی معاصر و مقابل نظر نہیں آتا۔ آپ بغیر حواشی واشارات کے سادہ قرآن مجید اپنے سامنے رکھتے تھے اور مسلسل پانچ سے سات گھنٹے تک درس تفسیر جاری رہتا تھا اور انتہائی پروقار، سادہ، سنجیدہ اور خوبصورت انداز میں قرآنی سورتوں اور رکوعات اور آیات میں یوں ربط واضح کرتے چلے جاتے جیسے ایک لڑی میں موتی پروئے جاتے ہیں اور قرآن مجید کے الفاظ کے معانی ومطالب اور مسائل واحکام واستنباط پر مشتمل فوائد وفرائد کا ایک سمندر رہوتا تھا جو بہتا ہی چلا جاتا تھا اور رکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔

۱۷۔ دیوبند والے اِدھر آئینگے: آپ نے اپنے شیخ قطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ سے دورۂ حدیث شریف کیلئے دارالعلوم دیوبند جانے کی درخواست کی تھی۔ تاکہ آپ حضرت شیخ الہندؒ اور دیگر مشائخ دیوبند سے حدیث کی کتابیں پڑھ سکیں۔ لیکن شیخ نے اجازت نہیں دی کیونکہ اس وقت حالات خراب تھے تحریک کا زور تھا فتنوں کا شور تھا ہر طرف افراتفری کا عالم تھا اور کہا آپ اُدھر نہ جائیں دیوبند والے اِدھر آئینگے اور خدا کی شان ایسا ہی ہوا۔ اکابر بھی آئے اور اصاغر بھی

آئے اور چشم فلک نے یہ منظر دیکھا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ المحدثین حضرت مولانا انورشاہ کشمیریؒ، قائد انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ جیسے جید اکابر علماء کرام یہاں تشریف لائے اور شیخ درخواستیؒ نے ان کی خدمت بھی کی اور استفادہ بھی کیا اور پھر زمانہ نے یہ منظر بھی دیکھا کہ شیخ درخواستیؒ سے قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے کیلئے دیوبند اور انڈیا کیا؟ برما، بنگلہ دیش، پاکستان، افغانستان، ایران، سعودی عرب، ملائشیا، انڈونیشیا، مصر، برطانیہ، افریقہ، امریکہ، یورپ وغیرہ دنیا بھر سے لوگ جوق در جوق آئے اور اپنے شیخ دین پوریؒ کی لاج رکھنے والے شیخ درخواستیؒ کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دیا اور اور خود کو مٹا دیا۔

۱۸۔خطابت: آپ کی خطابت قرآن وحدیث پر مشتمل ہوتی تھی۔ توحید و رسالتؐ، عظمت صحابہؓ، حب اہل بیتؓ، کلام اللہ، بیت اللہ، اہل اللہ، روضہ رسول اللہ، اللہ کی دھرتی پہ اللہ کا نظام، پاکستان میں اسلام کا نفاذ وغیرہ جیسی دینی باتوں سے مزیّن ومرصّع آراستہ و پیراستہ ہوتی تھی۔ جوانی میں عشاء سے لیکر فجر کی اذانوں تک چھ چھ گھنٹے مسلسل آپ کا بیان ہوتا تھا اور بڑھاپے میں بھی اڑھائی تین گھنٹوں سے کم تو آپ کا بیان نہ ہوتا تھا بیان سادہ ہوتا تھا لیکن پُرتاثیر ہوتا تھا۔

۱۹۔اندازِ خطابت: آپ کی خطابت کا انداز عجیب وغریب ہوتا تھا۔ کبھی ہنسا رہے ہیں، کبھی رُلا رہے ہیں، بچھڑے ہوؤں کو رب سے ملا رہے ہیں، گرمی ہے تو

بادل، ہوا اور بارش مانگ رہے ہیں، سردی ہے تو گرمی، دھوپ اور نرمی مانگ رہے ہیں اور جو مانگ رہے وہ رب رحمٰن عطا فرما رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ بس خطابت کیا ہوتی تھی ایک دینی محفل مجلس اور مذاکرہ ہوتا تھا جس پر رب کی رحمت برستی تھی اور دلوں کی کیفیت بدلتی تھی۔

۲۰۔ سیاست و قیادت: اولاً: آپ اپنے مرشد کامل حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ کے ہمراہ حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک آزادی تحریک ریشمی رومال میں بھرپور مجاہدانہ کردار ادا کرتے رہے۔

ثانیاً: تقسیم ہند سے پہلے آپ جمعیت العلماء ہند میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شانہ بشانہ سیاسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اسی وجہ سے آپ حضرت مدنیؒ کے آخری دورہ ملتان وسندھ میں بھی مکمل سفر میں آپ کے ساتھ رہے تھے اور ملتان میں نماز جمعہ کی امامت کیلئے بھی حضرت مدنیؒ نے آپ کو مصلّٰی امامت پر کھڑا کر کے اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کر دیا تھا۔

ثالثاً: تقسیم ہند کے بعد جب ۱۹۵٦ھ میں جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی گئی اور بالاتفاق شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو امیر منتخب کیا گیا تو آپ حضرت لاہوریؒ کے ساتھ مل کر جمعیت کے پلیٹ فارم سے نفاذِ اسلام کیلئے عملی جدوجہد میں مصروف ہو گئے اور ۱۹٦۲ء کو حضرت لاہوریؒ کی وفات کے بعد جب محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ کی تجویز پر تمام علماء کرام نے بالاتفاق آپ کو جمعیت علماء اسلام کا امیر منتخب کیا تو آپ نے 1962ء سے لیکر 1994ء تک

مکمل 32 سال جمعیت کی امارت اور علماء کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے اور تمام دینی مذہبی جماعتوں اور مدارس دینیہ کی سرپرستی فرمائی اور آپ نے تحریک ختم نبوت 1953ء اور 1974ء میں اور تحریک نظام مصطفیٰ 1977ء میں بھی قائدانہ کردار ادا کیا اور مسلسل محنت ومشقت، قید وبند کی صعوبتوں اور قاتلانہ حملوں سے آپ نہ گھبرائے اور اپنے اسلاف کی یاد تازہ کردی۔ آپ اپنی ذات میں ایک جماعت، ایک تحریک، ایک عہد اور ایک انقلاب تھے۔

۲۱۔انداز سیاست و قیادت: آپ کی سیاست وقیادت کا انداز مروجہ سیاستدانوں اور لیڈروں جیسا نہ تھا بلکہ آپ کی سیاست مذہب کے تابع تھی اور قرآن و سنت کے مطابق تھی اور آپ کی سیاست اعلاء کلمۃ اللہ اور نفاذ اسلام کے لیے تھی آپ جماعت کے ساتھیوں کو رفیق کار کا درجہ دیتے تھے اور عزت واحترام کا معاملہ فرماتے تھے کسی کو ادنیٰ وگھٹیا نہ سمجھتے تھے اسی وجہ سے تمام ساتھی اور کارکن بھی آپ پر جان چھڑکتے تھے۔

۲۲۔صورت وسیرت: آپکی صورت میں بلند وبالا ہزاروں میں نمایاں قد وقامت مضبوط گٹھا ہوا جسم .... باحیا خوبصورت بارعب مسکراتا ہوا چہرہ .... سینے کو بھر دینے والی لمبی اور گھنی داڑھی .... ہاتھوں میں عصاء .... آنکھوں میں سرمہ .... وجود میں خوشبو .... زباں پہ حدیث یار .... چال باوقار اور تیز رفتار .... طبیعت میں اخلاق وپیار تواضع

وانکسار...... گفتگو میں جلال و جمال...... پر لطف و پر مزاح و پر بہار...... لباس میں کُرتہ تہبند اور اوپر چادر...... سر پر عمامہ ...... خوشی میں قہقہہ نہیں صرف تبسم اور مسکراہٹ ...... غصے میں دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سبابہ اور وُسطیٰ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارنا جیسی اوصاف موجود تھیں زندگی کی ہر ہر ادا میں پیارے نبی ﷺ کی اداؤں کی جھلک نظر آتی تھی۔

آپکی سیرت میں ......علم وعمل ...... صبر وتحمل ...... قناعت وتوکل ......ایثار وقربانی ......تواضع وانکساری ......جودوسخا ......حلم وحیا ......فقر واستغنا ......مہر ووفا ......زہد وتقویٰ ......جلال وجمال ......استقامت واستقلال ......احسان واخلاص ......انعام واکرام ......جامعیت ونافعیت ......رہنمائی وہدایت ...... رحمت ورأفت ......نصرت واعانت ......غیرت وحمیت ......عفو ودرگذر...... بے مثال حافظہ وذہانت ......اتباع قرآن وسنت ......حبِّ رسولؐ واصحاب رسولؐ......حب رسولؐ وآلِ رسولؐ ......حب رسولؐ ومدینۃ الرسولؐ ......حب اولیاء اللہؒ......حب مساجد ومدارس دینیہ ...... ذوق حفظ قرآن وحدیث ......اعلاء کلمۃ اللہ ...... اصلاح بین الناس......اصحاب علم وعمل سے قرب ونزدیکی ......اربابِ اختیار واقتدار سے بعد ودُوری جیسی بے شمار اوصاف موجود تھیں۔

۲۳۔اجازت وخلافت: آپ کے مرشد کامل قطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ نے دورۂ حدیث سے فراغت کے موقع پر اپنی دستار مبارک اُتار کر آپ کے سر پر رکھی اور آپ کے علوم شریعت اور علوم معرفت میں کامل اور مکمل ہونے کا واضح اظہار کر دیا اور طالبان علوم ظاہری (یعنی حدیث وتفسیر فقہ ونحو کے

طلبگار) اور طالبان علوم باطنی (یعنی تصوف وسلوک طریقت وحقیقت کے طلبگار) کی راہنمائی وخبر گیری کا فریضہ سونپ دیا اور آپ کو باقاعدہ خلافت جنید وقت حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوریؒ سے حاصل ہوئی۔

۲۴۔ خصوصیات: حضرت والد صاحبؒ (شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ) فرماتے تھے کہ چار چیزیں ہمارے شیخ درخواستیؒ کے تابع تھیں (۱) نیند (۲) بھوک (۳) زمین (۴) بارش۔ ہفتوں کی ترتیب پر دن رات ملک بھر میں اسفار کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ساتھی مسلسل سفر کی وجہ سے دھوپ اور تھکاوٹ سے نڈھال اور مدہوش رہتے تھے لیکن آپ کو نہ بھوک کی فکر ہوتی نہ تھکاوٹ کا غم ہوتا۔ ایک ہی درد، ایک ہی فکر، ایک ہی غم، ایک ہی تڑپ ہوتی کہ اللہ کی دھرتی پہ اللہ کے بندوں پہ اللہ کا نظام نافذ ہو جائے۔ اپنے لئے نہ نیند کی فکر ہے اور نہ کھانے کا خیال ہے لیکن ساتھیوں کے لئے آرام کی بھی فکر ہے اور کھانے کا بھی خیال ہے۔ لقمے بنا بنا کر ساتھیوں کے منہ میں دے رہے ہیں تاکہ میرے مشن میں شریک ہو جائیں۔ غم کے ساتھی بن جائیں۔ درد کے بانٹنے والے بن جائیں، دین کے علمبردار بن جائیں، آپ طیُّ الارض تھے۔ زمین آپ کے قدموں میں لپٹ لپٹ جاتی تھی اور سمٹ سمٹ جاتی تھی۔ آپ چلتے تھے اور شرکاء سفر دوڑتے تھے لیکن پھر بھی آپ تک پہنچ نہ پاتے تھے۔ اللہ رب العزت نے زمین کو آپ کے تابع کر دیا تھا۔ آپ مہینوں کا سفر دنوں میں طے کر لیتے تھے اور دنوں کا سفر گھنٹوں میں طے کر لیتے تھے اللہ نے آپ کے لیے سفر کو آسان کر دیا تھا۔ اللہ نے بارش کو بھی آپ کے تابع کر دیا تھا جہاں دعا مانگتے فوراً بارش شروع ہو جاتی

تھی۔اسی وجہ سے آپ بہت سے علاقوں میں بارش والے پیر مشہور ہو گئے تھے اسی لیے آپ فرماتے تھے کہ میں بارش والی حدیث بیان نہیں کرتا کیونکہ حدیث ابھی پوری نہیں ہوتی کہ بارش شروع ہو جاتی ہے اور لوگ بھاگنا شروع ہو جاتے ہیں۔

۲۵۔عروج کے اسباب: حضرت والد صاحب (شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ) فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ درخواستیؒ کے عروج ،بلندی ،سرفرازی وسربلندی اور دنیا پر چھا جانے کے چار اہم اسباب تھے۔

(۱)سب سے بڑا اور اہم سبب تو مرشد کامل حضرت خلیفہ غلام محمد دینؒ پوری کی دعائیں،وفائیں،سرپرستی اور خلافت بالعمامتہ سے متصف کرنا تھا۔

(۲)ایک مرتبہ جب آپ عمرہ کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے تو شام کے ایک ابدال سے آپ کی ملاقات ہوئی اس نے علم وعمل کے اس دُر یکتا کو پہچان لیا اور اصرار کے ساتھ چالیس دن کے لیے آپ کو ملک شام لے گیا اور اپنے فیوض وبرکات سے آپ کو مالا مال کر دیا۔

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جب اپنے آخری دورہٗ ملتان وسندھ کے لیے پاکستان تشریف لائے تو حضرت درخواستیؒ کو مکمل سفر میں اپنے ساتھ رکھا اور اپنے فیوض وبرکات سے نواز اور جب حضرت مدنیؒ واپس تشریف لے گئے تو ساتھیوں نے سفر کی روئیداد معلوم کی تو آپ نے کہا کہ سفر بہت اچھا اور کامیاب رہا اور فرمایا کہ وہاں ایک مجاہد نوجوان عالم دین مولوی عبداللہ درخواستی تھا جو ہردم میرے ساتھ رہا جو کچھ میرے پاس تھا اسے دے آیا ہوں۔

(۴) جمعیت علماء اسلام کی مسلسل ۳۲ سال تک امارت وخدمت

۲۶۔عجائبات: آپ کے کارناموں میں چار کارنامے اہم ہیں (۱) 500 مدارس دینیہ کا قیام (۲) 4000 مدارس دینیہ کی سرپرستی (۳) ۵۰۰۰ شاگردان حدیث۔(۴) ۵۰۰۰۰ شاگردان تفسیر۔تبھی تو عرب وعجم زیرقدم نظر آتا تھا۔

۲۷۔روضۃ الرسول ﷺ سے سلام: آپ کو روضۃ الرسول ﷺ سے سلام آئے۔

۲۸۔آخری ملاقات: آپ کی وفات سے ایک دن قبل ۱۸ ربیع الاول بروز ہفتہ صبح سات بجے امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو ملاقات کیلئے جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ سے جامعہ مخزن العلوم لیکر گیا ملاقات کے دوران شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ نہایت ہی ہشاش بشاش مطمئن اور پُرسکون تھے ملکی اور بین الاقوامی امور پر گفتگو فرماتے رہے! مدارس ومساجد اور دینی جماعتوں کے بارے میں حکومتی اور لادین لوگوں کے پروپیگنڈے اور مخالفت پر اپنی پریشانی کا اظہار بھی کرتے رہے اور آخر میں بہت سی دعاؤں اور نصیحتوں سے نوازا اور عوام کو پہنچانے کیلئے کچھ پیغام بھی دیئے۔

۲۹۔وفات: آپ کی وفات 19 ربیع الاول 1415ھ بمطابق 28 اگست 1994ء بروز اتوار ہوئی۔صبح سات بجے جب آسمان کا سورج طلوع ہو رہا تھا تو

زمین کا یہ سورج 103 برس تک اپنے علم وعرفان کی کرنیں بکھیر کر غروب ہو رہا تھا۔ آپ کی وفات پر زمین و آسمان جن وانس فرش وعرش بھی روئے ۔آپکی عمر بھر کی خودداری استغناء اور بے نیازی کے صدقے رب رحمٰن نے آپ کو وفات کے وقت بھی کسی کا محتاج اور احسان مند نہ کیا۔اور موت الفجأة نعمة کے مصداق اچانک موت سے ہمکنار کر کے اپنے ہاں بلالیا۔

۳۰۔نماز جنازہ: آپ کا نماز جنازہ نارمل اسکول خانپور کے وسیع وعریض میدان میں ادا کیا گیا جس میں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد نے شرکت کی اور پچاس ہزار سے زائد علماء وطلباء ومشائخ و پیران طریقت شریک ہوئے آپ کے بڑے صاجزادے وجانشین حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مہتمم جامعہ انوار القرآن کراچی جو کہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تھے ان کے بروقت جنازہ کے لیے نہ پہنچ پانے کے باعث آپ کا نمازہ جنازہ آپ کے چھوٹے صاجزادے جامعہ مخزن العلوم خان پور کے مہتمم حضرت مولانا حافظ فضل الرحمٰن درخواستی نے پڑھایا۔نماز جنازہ 20 ربیع الاول بروز سوموار صبح 10 بجے پڑھا گیا۔

۳۱۔زمین وآسمان کا رونا: آپ کے جنازہ کے موقع پر آدھا دن سخت گرمی رہی اور پھر آدھا دن بارش ہوتی رہی گویا کہ آپ کی وفات پر آدھا دن زمین روتی رہی اور آدھا دن آسمان روتا رہا اسی لیے بعض اہل لغت نے لکھا ہے کہ زمین کارونا،اظہار الحر،گرمی کا ظاہر کرنا ہے اور آسمان کا رونا،نزول المطر ،بارش کا اترنا ہے۔

۳۲۔ مدفن: آپ کا مدفن دین پور شریف کا قبرستان احاطہ خاص ہے جسے حضرت لاہوریؒ نے جنت کا ٹکڑا کہا۔ بظاہر جگہ کے کم ہونے کی وجہ سے موجودہ مقام پر آپکی قبر نہ بن سکتی تھی۔ لیکن پھر اللہ رب العزت کا فضل وکرم متوجہ ہوا۔ ہمسایوں نے جگہ دیدی قبر فراخ اور کشادہ ہوگئی اور علم وعمل کا یہ دُرِ یکتا اُس میں سما گیا۔

آب وگل میں مدتوں آرائشیں ہوتی رہیں تب کہیں اک آدمی کونین کا حاصل بنا

۳۳۔ علمی جانشین: شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن آپ کے شاگردوں اور پیاروں میں آپ کی زندگی کا اصل سرمایہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک آپ کے نواسے اور علمی جانشین اور آپ کے علوم کے وارث اور امین شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ بانی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور تھے جو زندگی کی ہر ہر ادا میں، چال ڈھال لباس تکلم وگفتگو، درس حدیث۔ درس تفسیر۔ بیان وخطابت میں آپ کی ہو بہو تصویر کاپی وعکس جمیل تھے اور بالیقین تھے جن کی علمی وروحانی تربیت ونگرانی آپ نے خود فرمائی اور اپنے ہاتھوں سے اپنے علمی جانشین اور حدیث وتفسیر کے مسند نشین کو تیار کیا۔ خود پس پردہ اسباق سنتے رہے اور دعائیں دیتے رہے۔ ختم بخاری شریف اور اجتماعات کے موقع پر اپنی دستار اور اپنا رومال آپ کو پہناتے رہے شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر کے القاب سے بلاتے رہے۔ اٹھارہ سال تک درس حدیث ودرس تفسیر میں اپنے ساتھ رکھا پھر مسند حدیث اور مسند

تفسیر مکمل طور پر آپ کے حوالے کر دی اور آپ نے بھی جانشینی و نیابت کا حق ادا کر دیا اور دنیا نے آپ کو بالاتفاق شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کا صحیح علمی جانشین تسلیم کرلیا۔

مختصر تعارف وخدمات

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے علمی جانشین

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمن درخواستی** صاحب نور اللہ مرقدہ

بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

تحریر

شیخ الحدیث حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے جانشین

شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

نائب مہتمم۔ ناظم اعلیٰ۔ ناظم تعلیمات۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

مرکزی راہنما۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان

نائب امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

۱۔ولادت: آپ کی ولادت 14 محرم الحرام 1366ھ مطابق 1947ء کو بستی درخواست میں ہوئی۔

۲۔نام: آپ کے نانا جان شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ نے اپنے پیارے نواسے کا نام شفیق الرحمٰن رکھا۔ اپنا لعاب مبارک نواسے کے منہ میں ڈالا اور علم وعمل خیر وبرکت کی ڈھیروں دعائیں فرمائیں اور کہا کہ مجھے اپنے نواسے سے علم کی خوشبو آرہی ہے اسی لعاب مبارک اور دعاؤں کی تاثیر تھی کہ حضرت شیخ الحدیثؒ اپنے نانا جان حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے علم وعرفان کے وارث اور امین بنے۔

۳۔والد ماجد: آپ کے والد ماجد، درویش عالم دین، مرد باخدا، سینکڑوں حفاظ وعلماء کے استاذ، علاقہ بھر کے محبوب ومنظورِ نظر، ولی کامل، حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

۴۔والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ رابعہ دوراں شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کی بڑی صاحبزادی تھیں جو کہ بڑی ہی عبادت گزار اور تقویٰ وپرہیزگاری والی خاتون تھیں اور جب حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمہ اللہ خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمانے کیلئے مسجد تشریف لے جاتے تو والدہ ماجدہ اپنے کمسن بیٹے شفیق الرحمٰن کو نانا جان کیساتھ روانہ کرتیں اور دعا کرتیں کہ اے اللہ میرے ابا کو تُو نے حافظ الحدیث بنایا ہے تو میرے بیٹے کو شیخ الحدیث بنادے۔

۵۔قرآن مجید: آپ نے قرآن مجید کی تکمیل کی سعادت اپنے والد محترم حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب درخواستیؒ اور میاں جی حافظ محمد یوسف درخواستیؒ سے حاصل کی۔

٦۔ابتدائی تعلیم: ابتدائی تعلیم آپ نے خانپور، ظاہر پیر، طاہر والی میں اپنے وقت کے جید اور ممتاز علماء کرام سے حاصل کی۔جن میں حضرت مولانا عبدالواسعؒ ، حضرت مولانا منظور الٰہیؒ اور حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ ،حضرت مولانا مفتی غلام حیدر صاحبؒ قابل ذکر ہیں۔

۷۔دورۂ حدیث: آپ نے 1965ء میں دورۂ حدیث شریف کے اسباق شیخ الاسلام حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ، شیخ المحد ثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے مایہ ناز شاگرد حضرت مولانا واحد بخشؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے مشہور شاگرد حضرت مولانا محمد ابراہیم تونسویؒ سے پڑھے اوران کے انداز درسِ حدیث سے فیض یاب ہوئے۔

۸۔دورۂ تفسیر: آپ نے شیخ الاسلام حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے قرآن مجید کی تفسیر پڑھی اوران کے انداز درسِ تفسیر سے فیض یاب ہوئے۔

۹۔ تکمیل و میراث: آپ نے تکمیل اور میراث کے اسباق مردِ درویش حضرت مولانا حبیب اللہ گمانویؒ شہنشاہِ تدریس حضرت مولانا منظور الحق صاحبؒ کبیر والا اور حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ ظاہر والی سے پڑھے۔

۱۰۔ تدریس: اولاً آپ نے جامعہ مخزن العلوم خانپور میں اسلامی علوم وفنون کے اسباق پڑھائے پھر بہت جلد حدیث وتفسیر وفقہ کے اسباق بھی آپ کے حصہ میں آگئے۔ مجموعی طور پر بیس سال تک آپ نے مخزن العلوم میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے اور تقریباً پندرہ سال تک آپ بحیثیت، شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، ناظم تعلیمات، رئیس دارالافتاء، جامعہ مخزن العلوم میں فرائض سرانجام دیتے رہے اور پندرہ سال تک آپ شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کیساتھ ایک ہی مسند پر حدیث وتفسیر کے اسباق پڑھاتے رہے۔

ثانیاً: آپ دو سال تک دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور میں بحیثیت، شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، رئیس دارالافتاء، مہتمم، فرائض سرانجام دیتے رہے اور تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کرتے رہے۔

ثالثاً: آپ اٹھارہ سال تک جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور میں بحیثیت شیخ الحدیث...... شیخ التفسیر ...... رئیس دارالافتاء...... مہتمم ......فرائض سرانجام دیتے رہے اور تشنگانِ علوم قرآن وحدیث کی پیاس بجھاتے رہے۔

۱۱۔ انداز تدریس: آپ ایک عظیم الشان مدرس و محقق تھے۔ حاوی الاصول والفروع، جامع المعقول والمنقول، شیخ الحدیث والتفسیر کے عظیم مناصب اور القاب کے صحیح مصداق وحقدار تھے۔ آپ کی زبان مبارک میں فصاحت و بلاغت کے دریا بہادیئے گئے تھے۔ مشکل کتابوں کے ایسے کٹھن اور پیچیدہ مقام جن کے سمجھانے سے بڑے بڑے مدرس عاجز و قاصر رہ جاتے تھے۔ آپ ایسے مسائل کو تمہیدات، تقطیعات، تنقیحات، تفصیلات، سے اس قدر آسان کردیتے کہ معمولی استعداد والا طالب علم بھی آسانی کے ساتھ سمجھ لیتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ طلباء کے دلوں کی دھڑکن، آئیڈیل اور محبوب استاذ بن گئے تھے۔ آپ کی گفتگوی بڑی مربوط، مضبوط اور جاندار ہوتی تھی۔ منقولات کیساتھ معقولات میں بھی آپ کو نمایاں اور امتیازی مقام حاصل تھا۔ یوں لگتا تھا کہ مکمل درسِ نظامی آپ کے ذہن اور دل ودماغ میں محفوظ اور منقوش ہے۔ اسی وجہ سے آپ اپنے دور کے شہنشاہِ تدریس اور بے مثال مدرس شمار ہوتے تھے۔ درسگاہ میں دوران سبق کسی کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے چاہے کوئی بڑا سے بڑا آدمی کیوں نہ آجائے۔ دوران سبق کسی کی غیبت، عیب جوئی، الزام تراشی، اور کسی کی ذات کے بارے میں منفی تبصرہ نہیں فرماتے تھے۔ درسگاہ میں سیاسی گفتگو سے بھی پرہیز فرماتے تھے۔

درسگاہ میں وعظ ونصیحت اور اکابر کے اقوال واحوال کا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔

۱۲۔ درسِ حدیث: آپ نے چالیس سال تک حدیث کے اسباق پڑھائے اور

دنیا بھر سے طالبانِ حدیث آپکی طرف کھچے چلے آئے اور اپنی علمی پیاس کو بُجھاتے رہے اور آج ہزاروں کی تعداد میں اندرون و بیرون ملک آپ کے حدیث کے شاگرد موجود ہیں۔

۱۳۔ اندازِ درسِ حدیث: آپ سچے عاشق رسول تھے اور حدیث یار آپ کو تمام دنیا سے محبوب اور پیاری تھی اسی وجہ سے جب آپ درسِ حدیث میں مصروف ہوتے تو دنیا و مافیھا سے بے خبر ہو جاتے اور ایک عجیب جذب اور وجد کی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی اور سننے اور دیکھنے والے بھی آپ کے ساتھ عشق رسول ﷺ میں ڈوب جاتے تھے۔

۱۴۔ درسِ حدیث کی خصوصیات: حدیث کا معنیٰ و مطلب و تشریح ...... مشکل الفاظ کی توضیح ...... حدیث باب اور ترجمۃ الباب میں مناسبت ...... ائمہ اربعہ کے مذاہب ...... ائمہ اربعہ کے دلائل ...... اختلافی مسائل پر سیر حاصل گفتگو ...... ترجیح راجح ...... اسناد ...... جرح و تعدیل ...... تطبیق و ترجیح ...... فوائد و نکات جیسے مباحث سے درس حدیث مزین و مرصع ہوتا تھا۔

۱۵۔ درسِ تفسیر: آپ نے چالیس سال تک تفسیر کے اسباق بھی پڑھائے اور دنیا بھر سے علوم قرآن کے دیوانے آپ کی محفل و مجلس کا حصہ بنے اور اپنے آپ کو قرآنی علوم سے، معمور، بھرپور، نورعلیٰ نور، کیا۔

اور آج ہزاروں کی تعداد میں اندرون و بیرون ملک آپ کے تفسیر کے شاگرد موجود ہیں۔

۱۶۔انداز درسِ تفسیر: اللہ رب العزت نے آپ کو بے مثال قوت حافظہ سے نوازا تھا، آپ بغیر حواشی واشارات کے سادہ قرآن مجید اپنے سامنے رکھتے تھے اور مسلسل پانچ سے سات گھنٹے تک درسِ تفسیر جاری رہتا تھا اور انتہائی پُر وقار، سادہ، سنجیدہ اور خوبصورت انداز میں قرآنی سورتوں اور رکوعات اور آیات میں یوں ربط واضح کرتے چلے جاتے جیسے ایک لڑی میں موتی پروئے جاتے ہیں اور قرآن مجید کے الفاظ کے معانی ومطالب اور مسائل واحکام واستنباط پر مشتمل فوائد وفرائد کا ایک سمندر رہوتا تھا جو بہتا ہی چلا جاتا تھا اور رُکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا اور آپ کی خصوصی شان تھی کہ آپ پانچ سے سات گھنٹے کے درس میں نشست بھی تبدیل نہیں کرتے تھے۔ ابتداء سبق سے لیکر اختتام سبق تک منظر یہی رہتا کہ ہاتھ قرآن وحدیث پر......نظر قرآن وحدیث پر......توجہ قرآن وحدیث پر......اور جس ہیئت ونشست میں بیٹھتے آخر تک اسی کیفیت کو برقرار رکھتے۔قرآن وحدیث کی محبت اتنی غالب رہتی کہ نشست تبدیل کرنے کا خیال بھی نہ آتا۔

۱۷۔درسِ تفسیر کی خصوصیات: آپ کے درسِ تفسیر کی چند خصوصیات ملاحظہ فرمائیں۔

اقسام سُوَرواسمائے سُوَر۔موضوعات وخلاصہ ہائے سُوَر۔شان نزول وفضائل سُوَر۔ ربط بین السور (پانچ طریق) ربط بین الاجزاء (پانچ طریق) ربط بین المنازل (پانچ طریق) ربط بین الرکوعات، ربط بین الآیات، ربط بین الجُمل، ربط بین الصیغ

والالفاظ۔شان نزول وفضائل آیات۔تفسیر القرآن بالقرآن۔تفسیر القرآن بالحدیث۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابہؓ والتابعین۔ الفاظِ قرآنیہ کی صرفی، نحوی، معنوی، ادبی، تحقیقات، مضامین ومسائل واحکامِ قرآنیہ کی تشریح۔ معارف واسرار ونکاتِ قرآنیہ کی توضیح۔مسلکِ حقہ کی تائیداور فرق باطلہ کی تردید۔

۱۸۔خطابت: آپ کی خطابت قرآن وحدیث پر مشتمل ہوتی تھی وقت اور موقع محل کی مناسبت سے جو موضوع بیان فرماتے تھے اس پر مسلسل آیاتِ قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ پیش کرتے چلے جاتے تھے جس سے ایک سماں بندھ جاتا تھا اور سننے والے قرآن وحدیث کے اعجاز میں کھو جاتے تھے۔توحید خداوندی۔عظمت خداوندی۔صورت النبیؐ۔سیرت النبی ﷺ۔عظمت صحابہؓ۔حب اہل بیتؓ۔شان اکابر علماء دیوبند۔توجہ الی اللہ۔رجوع الی اللہ۔آپ کے خصوصی مضامین ہوا کرتے تھے۔آپ نے جوانی میں ہی اپنی خطابت کالوہا منوالیا تھا آپ کی خطابت کا شہرہ پورے ملک میں تھا۔لوگ دور دراز سے آپ کی خطابت سننے کیلئے آتے تھے آپ جامعہ مخزن العلوم کی شاہی جامع مسجد اور جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ کی جامع مسجد میں خطیب اعظم کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ابتداء میں آپ سالہا سال تک جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان،اور قلات کوئٹہ کی مرکزی عید گاہ میں عیدین کے موقع پر عظیم الشان اجتماعات سے خطاب کرتے رہے اور عید کی نماز پڑھاتے رہے۔آپ کی خطابت پر حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور تمام اکابر علماء کرام کو اعتماد تھا۔ملک کے تمام

بڑے عظیم الشان اجتماعات اور خصوصاً مدارس عربیہ کے سالانہ اجتماعات اور ختم بخاری شریف، ختم دورۂ تفسیر القرآن کی تقریبات میں آپ کی شرکت کو ضروری اور لازمی تصور کیا جاتا تھا اور اکثر پروگرام آپکے آخری بیان اور دعا پر اختتام پذیر ہوتے تھے۔

۱۹۔انداز خطابت : آپ کی خطابت کے انداز سے شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کی یاد تازہ ہوجاتی تھی اور یوں نظر آتا تھا کہ شیخ درخواستیؒ کی روح بول رہی ہے شیخ درخواستیؒ کے علوم وعرفان، تلاوت حدیث وقرآن اور تسلسل بیان کی جھلک نمایاں نظر آتی تھی۔

۲۰۔سیاست وقیادت : آپ اپنے مرشد کامل شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے بھرپور سیاسی جدوجہد میں مصروف رہے اور مجاہدانہ کردار ادا کرتے رہے۔تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء میں آپ نے مجاہدانہ وقائدانہ کردار ادا کیا! تحریک نظام مصطفیؐ میں حضرت میاں سراج احمد صاحب دین پوری اور حضرت مولانا غلام ربانی مرحوم کے ساتھ ڈیڑھ ماہ گرفتار بھی رہے اور آخر وقت تک شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے مسلک ومشرب اور سیاسی نظریات پرکار بند رہتے ہوئے عملی جدوجہد میں مصروف رہے۔

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کی وفات کے بعد ۱۹۹۵ھ سے اپنی وفات تک بارہ سال بالاتفاق جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سرپرست اعلیٰ رہے۔

آپ اپنی ذات میں ایک جماعت، ایک تحریک، ایک عہد اور ایک انقلاب تھے۔

۲۱۔انداز سیاست وقیادت: آپ کی سیاست مذہب کے تابع تھی اور قرآن وسنت کے مطابق تھی۔آپ جماعت کے ساتھیوں کو رفیق کارکا درجہ دیتے تھے اورعزت واحترام کا معاملہ فرماتے تھے۔کسی کوادنیٰ وحقیر نہ سمجھتے تھے اسی وجہ سے تمام ساتھی اورکارکن بھی آپ پر جان نچھاور کرتے تھے۔

۲۲۔امیر العلماء: خطیب العصر حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دینپوریؒ کی وفات کے بعد 1987ء کو علماء، خطباء، مبلغین، واعظین کی عظیم الشان مشہور و معروف جماعت، مجلس علماء اہل سنت والجماعت کا آپ کومرکزی امیر منتخب کیا گیااور امیر العلماء کے لقب سے نوازا گیا آپ اپنی وفات تک بیس سال جماعت کے امیر رہےاوراپنی خدمات وفرائض سرانجام دیتے رہے اس تمام تر سیاسی و مذہبی جدوجہد میں آپ کے ہزاروں شاگرد، مریدین، متعلقین، آپ کے ساتھ رہے اور آج بھی اپنے محسن ومربی شیخ درخواستیؒ کے مشن کی شمع کوروشن کئے ہوئے ہیں۔

۲۳۔صورت وسیرت: آپ کی صورت میں۔باحیاء، بارعب، پُر ہیبت، خوبصورت، مسکراتا ہوا چہرہ، معتدل درمیانہ قد وقامت، لباس میں کُرتہ تہبند اوراوپر چادر، سر پر عمامہ، مضبوط گٹھا ہوجسم، سینے کوبھردینی والی لمبی اور گھنی داڑھی، ہاتھوں میں عصاء، آنکھوں میں سرمہ، وجود میں خوشبو، زبان پر حدیث یار، چال باوقار اور تیز رفتار، طبیعت میں اخلاق و پیار تواضع وانکسار، گفتگو میں جلال و جمال پُر لطف وپُر مزاح اور پُر بہار جیسی اوصاف نظرآتی ہیں۔

اورآپ کی سیرت میں ۔علم وعمل ۔صبر وتحمل ۔قناعت وتوکل ۔ایثار وقربانی۔تواضع و انکساری۔جودوسخا۔حلم وحیا۔فقرواستغنا۔مہر ووفا۔زہدوتقویٰ۔جلال وجمال۔استقامت واستقلال ۔ احسان و اخلاص ۔ انعام و اکرام ۔ جامعیت ونافعیت ۔ رہنمائی و ہدایت۔رحمت ورأفت ۔نصرت و اعانت ۔ غیرت وحمیت ۔عفوو درگذر ۔ بے مثال حافظہ وذہانت۔اتباع قرآن وسنت۔حبِ رسولؐ واصحاب رسولؐ۔حب رسولؐ وآلِ رسولؐ۔ حب رسولؐ ومدینۃ الرسولؐ۔حب اولیاءاللہؒ۔حب مساجد ومدارس دینیہ ۔ ذوق حفظ قرآن وحدیث ۔اعلاء کلمۃ اللہ۔اصلاح بین الناس۔اصحاب علم وعمل سے قرب و نزدیکی۔اربابِ اختیارواقتدار سے بعدودُوری جیسی بے شماراوصاف موجود تھیں۔

۲۴۔اجازت وخلافت : آپ کے مرشد کامل شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے دورۂ حدیث سے فراغت کے موقع پراپنی دستار مبارک اتار کرآپ کے سر پر رکھی اورآپ کے علوم شریعت اورعلوم معرفت میں کامل اور مکمل ہونے کا واضح اظہار کردیا اور طالبان علوم ظاہری (یعنی حدیث وتفسیر فقہ ونحو کے طلبگار) اورطالبان علوم باطنی (یعنی تصوف وسلوک طریقت وحقیقت کے طلبگار) کی راہنمائی وخبر گیری کا فریضہ سونپ دیا! آپ کاابتدائی سلسلہ بیعت جنیدوقت حضرت دین پوریؒ اور حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ سے تھا۔اورآپ کو باقاعدہ خلافت مرشد العلماء حضرت مولانا عبدالحی صاحب بھلویؒ سے حاصل ہوئی۔مرشد کامل نے آپ کوسلاسل اربعہ (نقشبندیہ،قادریہ،چشتیہ،سہروردیہ) میں بیعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۲۵۔ خصوصیات: اللہ رب العزت نے آپ کو چار اہم خصوصیات سے نوازا تھا،

(۱) ذوق مطالعہ: دارالافتاء اور کتب خانہ میں زیادہ سے زیادہ وقت مطالعہ میں مصروف رہنا آپ کا خصوصی ذوق تھا رات کی تاریکی صبح کے اجالے میں بدل جاتی۔ صبح کا ناشتہ دوپہر کے کھانے اور دوپہر کا کھانا شام کے کھانے میں تبدیل ہوجاتا لیکن آپکے ذوق مطالعہ اور انہماک میں فرق نہ آتا۔ گھنٹوں گزر جاتے آپ کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے مطالعہ میں مصروف رہتے لیکن تھکاوٹ اور بے چینی کے آثار نظر نہ آتے۔

(۲) شوق تبلیغ: تدریسی امور کے ساتھ آپ کے تبلیغی اسفار اور پروگرام بھی مسلسل چلتے رہتے تھے لیکن اس سے آپ کی تدریسی ذمہ داریاں متاثر نہ ہوتی تھیں۔

پروگراموں کو تین درجوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) قریبی علاقائی پروگرام۔ جو اکثر ظہر یا عشاء کے بعد ہوتے تھے ان میں آپ کسی بھی دن کی دعوت قبول کرلیتے تھے اور شرکت فرماتے تھے اور پروگرام سے واپسی چاہے رات کے دو بجے ہو یا تین بجے ہو یا فجر کی اذان اور نماز کے وقت ہو آپ صبح کو ہر حال میں حسب معمول درسگاہ اور دارالحدیث میں نظر آتے تھے۔ تبلیغی پروگراموں کی وجہ سے آپ اپنے تمام اسباق صبح کے وقت میں پڑھاتے تھے اور بارہ بجے تک تمام اسباق سے فارغ ہوجاتے تھے۔

(۲) علاقائی پروگرام۔ جو دو دن پر مشتمل ہوتے۔ جمعرات اور جمعہ کو تشکیل دیے جاتے۔

(۳) دور دراز کے طویل پروگرام، جو ہفتوں کی ترتیب پر مرتب کئے جاتے وہ

مدرسہ کے سہ ماہی، ششماہی، سالانہ امتحانات اورعید الفطر وعید الاضحیٰ کی تعطیلات کے دنوں میں تشکیل پاتے تھے۔

(۳) ایثاروقربانی: آپ نے عمر بھر قربانی اور ایثار والا معاملہ اپنایا۔ بھائیوں کیلئے، بہنوں کیلئے، رشتہ داروں کیلئے، پورے خاندان کیلئے، دوستوں کیلئے، ساتھیوں کیلئے، مدرسین وملازمین کیلئے ادارہ اور جماعت کیلئے۔ دوسروں کو آگے بڑھانا، دوسروں کو خوشیاں دینا، دوسروں کے حقوق ادا کرنا، چھوٹوں کو بڑا بنانا اور بڑوں کو عزت واحترام سے نوازنا آپ کی خصوصی شان تھی۔

(۴) جامع الصفات: آپ تدریس، تبلیغ، تصنیف، تصوف، سیاست اسلامیہ پانچوں شعبوں کے جامع تھے اور عمر بھر ان شعبوں میں مصروف رہے۔ اور محنت و خدمت کا حق ادا کردیا۔

۲۶۔عروج کے اسباب: آپ کے عروج، بلندی، سرفرازی وسربلندی اور دنیا پر چھا جانے کے چار اہم اسباب تھے۔

۱)۔سب سے بڑا اور اہم سبب تو مرشد کامل شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کی دعائیں، وفائیں، سرپرستی اور خلافت بالعمامہ سے متصف کرنا تھا۔

۲)۔چالیس سال تک حدیث وتفسیر کی خدمت۔

۳)۔جمعیت علماء اسلام کی مسلسل بارہ سال تک سرپرستی۔

۴)۔مجلس علماء اہلسنت والجماعت کی مسلسل بیس سال تک امارت وخدمت۔

۲۷۔ جامعہ مخزن العلوم: جامعہ مخزن العلوم خانپور میں بحیثیت مدرس آپ کے بیس سال اور بحیثیت شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، ناظم تعلیمات، رئیس دارالافتاء پندرہ سال جامعہ کی تاریخ میں ایک روشن اور نمایاں مقام رکھتے ہیں اور اسے جامعہ کے بہترین علمی دور میں شمار کیا جاتا ہے۔

۲۸۔ دارالعلوم اسلامی مشن: دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور میں بحیثیت شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، رئیس دارالافتاء، مہتمم، آپ کے دو سال شہر بہاولپور کیلئے ایک تاریخی حیثیت رکھتے ہیں جب بہاولپور کی فضائیں علم ومعرفت کے نور سے منور ہوگئیں تھیں اور ہر طرف علمی اور روحانی رونقیں لگیں تھیں اور محفلیں سجیں تھیں بہاولپور کے روشن ضمیر غیور مسلمان آج بھی ان سہانے لمحوں میں کھوئے ہوئے نظر آتے ہیں۔

۲۹۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ: آپ نے بحیثیت بانی **اولاً:** جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور کی تعمیری بنیاد رکھی۔ **ثانیاً:** جامعہ کی تعلیمی بنیاد رکھی۔ یعنی مکمل درسِ نظامی، دورۂ حدیث، دورۂ تفسیر، تخصص فی الافتاء کی بنیاد رکھی۔ **ثالثاً:** جامعہ میں تبلیغی بنیاد رکھی یعنی جامعہ کے سالانہ سہ روزہ عظیم الشان اجتماع کی بنیاد رکھی۔ **رابعاً:** جامعہ کیلئے توسیعی بنیاد رکھی یعنی جامعہ کی جدید اور وسیع تعمیر کیلئے اڑھائی ایکڑ اراضی خریدی اور یہ تمام امور قیامت تک آپ کیلئے صدقہ جاریہ بنے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ اور بحیثیت شیخ الحدیث، شیخ التفسیر، مہتمم آپ نے اٹھارہ سال تک تادم زیست جامعہ کیلئے ناقابل فراموش عظیم الشان خدمات سرانجام دیں۔ اور جامعہ کے نام اور کام کو چار دانگ

عالم میں زندہ وجاوید اور روشن کر دیا۔

۳۰۔وفات: آپ کی وفات ۱۰ شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک 1427ھ مطابق 24 اگست 2007ء شام 7 بجے ہوئی جب آسمان کا سورج غروب ہو رہا تھا تو زمین کا یہ سورج بھی 60 سال تک اپنے علم وعرفان کی بہاریں دکھا کر غروب ہو گیا۔

آپ کی وفات پر زمین وآسمان، جن وانس، فرش وعرش بھی روئے۔ آپ کی عمر بھر کی خودداری، استغناء اور بے نیازی کے صدقے رب رحمٰن نے آپ کو وفات کے وقت بھی کسی کا محتاج اور احسان مند نہ کیا اور موت الفجأۃ نعمۃ کے مصداق اچانک موت سے ہمکنار کر کے اپنے ہاں بلا لیا۔

۳۱۔نماز جنازہ: آپ کا نماز جنازہ نارمل اسکول خانپور کے وسیع وعریض میدان میں ادا کیا گیا جس میں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ ہزاروں کی تعداد میں علماء، طلباء، مشائخ اور پیرانِ طریقت شریک ہوئے۔

آپ کے جنازہ کے موقع پر اولاً شدید گرمی رہی پھر جیسے ہی جنازہ پنڈال میں لایا گیا تو ایک دم ٹھنڈی ہوا اور بادلوں نے پورے میدان کو گھیر لیا اور رحمت و سکینت کی گھٹا چھا گئی اور ہوا کا رخ شرقاً وغرباً یا شمالاً وجنوباً نہ تھا بلکہ ہوا کا رُخ عرشاً وفرشاً تھا یعنی ہوا کا رُخ آسمان سے زمین کی طرف اور سر سے پاؤں کی طرف تھا۔ سبحان اللہ۔

نماز جنازہ وصیت کے مطابق اس عاجز نے (یعنی شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے بڑے صاحبزادہ و جانشین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حماد اللہ

صاحب درخواستی مدظلہ نے پڑھایا (از ادارہ)۔نماز جنازہ 11 شعبان المعظم بروز ہفتہ صبح 10 بجے پڑھا گیا۔

۳۲۔مدفن: آپ کا مدفن دین پور شریف کا قبرستان احاطہ خاص ہے جسے حضرت لاہوریؒ نے جنت کا ٹکڑا کہا۔ بظاہر جگہ کے کم ہونے کی وجہ سے موجودہ مقام پر آپ کی قبر نہ بن سکتی تھی لیکن پھر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم متوجہ ہوا ہمسایوں نے جگہ دے دی، قبر فراخ اور کشادہ ہوگئی اور علم و عمل کا یہ دُرِّ یکتا اس میں سما گیا۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

۳۳۔جانشین: (تحریر حافظ محمد نعمان درخواستی)

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن آپ کے شاگردوں اور پیاروں میں آپ کی زندگی کا اصل سرمایہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک آپ کے بڑے صاحبزادے اور جانشین اور آپ کے علوم کے وارث اور امین شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام پیر طریقت حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ ہیں جو زندگی کی ہر ہر ادا میں...... چال ڈھال...... شکل وصورت...... تکلم و گفتگو ...... درسِ حدیث...... درسِ تفسیر...... بیان وخطابت، میں آپ کی ہو بہو تصویر کاپی وعکس جمیل ہیں اور بالیقین ہیں، جن کی علمی وروحانی تربیت ونگرانی آپ نے خود فرمائی اور اپنے ہاتھوں سے اپنے جانشین اور حدیث وتفسیر کے مسند نشین کو تیار کیا اور اٹھارہ سال

تک اپنے زیر سایہ وزیر تربیت، حدیث، تفسیر اور فقہ کے اسباق کی تدریس کراتے رہے اور آپ نے بھی جانشینی و نیابت کا حق ادا کر دیا اور دنیا نے بالاتفاق آپ کو شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کا صحیح جانشین تسلیم کرلیا۔

مختصر
تعارف وخدمات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

تحریر

حافظ محمد نعمان درخواستی

نائب مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستیؒ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
Web: www.shaikhedarkhwasti.org
Mob: 0300-0939448

۱۔ولادت

آپ کی ولادت ۷ جمادی الثانی بروز سوموار ۱۳۸۹ھ مطابق 1969ء کو ہوئی۔

۲۔مقام ولادت۔مکی مسجد خان پور

۳۔نام: آپ کے بڑے نانا جان شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ نے اپنے نواسے کا نام حماد اللہ رکھا۔اپنا لُعاب مبارک اپنے نواسے کے منہ میں ڈالا اور علم وعمل خیر و برکت کی ڈھیروں دعائیں ارشاد فرمائیں اور کہا کہ مجھے اپنے نواسے سے علم کی خوشبو آرہی ہے۔اِسی لعاب مبارک اور دعاؤں کی تاثیر تھی کہ آپ اپنے والد محترم شیخ الحدیث حضرۃ درخواستی رحمہ اللہ اور اپنے بڑے نانا جان شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے علم وعرفان کے وارث،امین اور ناشر بن گئے۔

۴۔والد ماجد: آپ کے والد ماجد شیخ الاسلام حضرت درخواستی کے علمی جانشین شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ تھے جن کے ساتھ آپ نے اٹھارہ سال تک قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس وخدمت واشاعت میں حصہ لیا اور جن کی سب سے زیادہ شفقت ومحبت آپ کو حاصل رہی۔

۵۔والدہ ماجدہ۔ آپ کی والدہ ماجدہ رابعہ دوراں شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی نواسی اور مجاہد اسلام ماہنامہ مخزن العلوم رسالہ کے ایڈیٹر حضرت

مولانا عبدالواحد صاحب شفیق رحمہ اللہ کی بڑی صاحبزادی تھیں جو بڑی ہی عبادت گذار تقویٰ و پرہیز گاری اور سخاوت والی خاتون تھیں اور جن کی سب سے زیادہ شفقت ومحبت آپ کو حاصل رہی ہے۔

۶۔ دادا جان: آپ کے دادا جان درویش عالم دین استاذ الحفاظ والعلماء ولی کامل حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب درخواستی رحمہ اللہ تھے جن کا بے شمار و بے مثال پیار ومحبت آپ کو نصیب ہوا جن کے دامن شفقت میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا اور جن کی دعاؤں نے آپ کیلئے حصول علم اور خدمت واشاعت قرآن وحدیث کی راہیں آسان کر دیں۔

۷۔ دادی صاحبہ: آپ کی دادی صاحبہ شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی بڑی صاحبزادی تھیں۔ جو بڑی ہی عابدہ، زاہدہ، مجاہدہ اور صالحہ خاتون تھیں جن کے اخلاق و پیار محنت وخدمت کی آج بھی خاندان بھر میں مثال پیش کی جاتی ہے۔

۸۔ نانا جان: آپ کے نانا جان مجاہد ملت مجاہد اسلام خطابت وقلم کے شہسوار علاقہ بھر کے محبوب ومنظور نظر ماہنامہ مخزن العلوم رسالہ کے ایڈیٹر، باکمال و بے مثال شخصیت حضرت مولانا عبدالواحد صاحب شفیق رحمہ اللہ تھے جن کی جرأت و بہادری کے قصے آج بھی زباں زدِ عام وخاص ہیں۔

۹۔ نانی صاحبہ: آپ کی نانی صاحبہ شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی

تیسری صاحبزادی تھیں۔ جو عبادت و ریاضت جرأت وشجاعت حق گوئی وصداقت میں اپنی مثال آپ تھیں۔

۱۰۔قرآن مجید: آپ نے دس سال کی عمر میں بستی درخواست میں اپنے دادا جان حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب درخواستی رحمہ اللہ اور میاں جی حافظ عبدالغفار صاحب مدظلہ سے قرآن مجید حفظ مکمل کرلیا۔

۱۱۔ابتدائی تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم خان پور، ظاہر پیر اور بہاولپور میں اپنے وقت کے جید اور ممتاز علماء کرام سے حاصل کی جن میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمہ اللہ، حضرت مولانا امیر محمد صاحب مدظلہ، حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب ڈاہر مدظلہ، حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب درخواستی مدظلہ، شہید اسلام حضرت مولانا انیس الرحمٰن صاحب درخواستی رحمہ اللہ قابل ذکر ہیں۔

۱۲۔دورہ حدیث: آپ نے دورہ حدیث شریف کے اسباق 1989ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ حضرت مولانا محمد ادریس صاحبؒ حضرت مولانا مصباح اللہ شاہ صاحبؒ سے پڑھے۔ ادارہ کے امتحانات اور وفاق المدارس کے امتحانات میں نمایاں اور امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔

۱۳۔ میراث: آپ نے میراث کے اسباق اپنے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا مفتی عبد القادر صاحب آف کبیر والہ سے پڑھے۔

۱۴۔ تکمیل: آپ نے تکمیل کے اسباق اپنے والد محترم حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمہ اللہ سے پڑھے۔

۱۵۔ دورہ تفسیر: آپ نے تفسیر کے اسباق شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمہ اللہ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمہ اللہ سے پڑھے۔

۱۶۔ تدریس: جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور میں آپ 1990ء سے تا حال تقریباً چوبیس سال سے تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اولاً آپ نے اسلامی علوم وفنون کے اسباق پڑھائے پھر بہت جلد حدیث وتفسیر وفقہ کے اسباق بھی آپ کے حصہ میں آ گئے۔ اور تقریباً اٹھارہ سال سے آپ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور میں بحیثیت ناظم تعلیمات، نائب مہتمم، استاذ الحدیث، استاذ التفسیر، خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۱۷۔ انداز تدریس: آپ ایک بہترین وشاندار مدرس ہیں فصیح اللسان ہیں، کامل البیان ہیں، اپنی بات طلباء کے قلب وجگر دل و دماغ تک پہنچانے کی خوب

صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ طلباء کے دلوں کی دھڑکن، محبوب اور آئیڈیل استاذ ہیں۔

جامع المعقول والمنقول، حاوی الوصول الفروع، شیخ الحدیث والتفسیر، صاحب البیان والتدریس کے خوبصورت القاب سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔ اسباق میں آپ اولاً عبارت کا سلیس معنی بیان کرتے ہیں۔ ثانیاً عبارت کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ ثالثاً عبارت سے متعلق صرفی، نحوی، معنوی، ادبی، نکات وفوائد بیان کرتے ہیں جن سے طلباء کرام خوب محظوظ ولطف اندوز ہوتے ہیں درس گاہ میں وعظ ونصیحت اور اکابر کے احوال واقوال کا سلسلہ بھی چلتا رہتا ہے۔

۱۸۔ درس حدیث: آپ اٹھارہ سال سے حدیث کے اسباق پڑھا رہے ہیں اور ملک بھر سے طالبانِ حدیث آپ کی محفل ومجلس میں شریک ہو رہے ہیں۔

۱۹۔ درس حدیث کی خصوصیات:

حدیث کا معنیٰ ومطلب وتشریح...... مشکل الفاظ کی توضیح...... حدیث باب اور ترجمۃ الباب میں مناسبت...... ائمہ اربعہ کے مذاہب...... ائمہ اربعہ کے دلائل...... اختلافی مسائل پر سیر حاصل گفتگو...... ترجیح راجح...... اسناد...... جرح وتعدیل...... تطبیق وترجیح...... فوائد ونکات جیسے مباحث سے درس حدیث مزین ومرصع ہوتا ہے۔

۲۰۔ درس تفسیر: آپ 18 سال سے تفسیر کے اسباق بھی پڑھا رہے ہیں جس میں ملک بھر سے طالبانِ تفسیر آپ کے درس میں شامل ہو رہے ہیں۔

۲۱۔درسِ تفسیر کی خصوصیات:

آپ کے درسِ تفسیر کی چند خصوصیات ملاحظہ فرمائیں۔

اقسام سُوَر و اسمائے سُوَر۔ موضوعات و خلاصہ ہائے سُوَر۔ شان نزول و فضائل سُوَر۔ ربط بین السور (پانچ طریق) ربط بین الاجزاء (پانچ طریق) ربط بین المنازل (پانچ طریق) ربط بین الرکوعات، ربط بین الآیات، ربط بین الجُمل، ربط بین الصیغ والالفاظ۔ شان نزول و فضائل آیات۔ تفسیر القرآن بالقرآن۔ تفسیر القرآن بالحدیث۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابہؓ والتابعین۔ الفاظِ قرآنیہ کی صرفی، نحوی، معنوی، ادبی، تحقیقات، مضامین و مسائل و احکامِ قرآنیہ کی تشریح۔ معارف و اسرار و نکاتِ قرآنیہ کی توضیح۔ مسلکِ حقہ کی تائید اور فرقِ باطلہ کی تردید۔

۲۲۔ خطابت: آپ ایک عظیم الشان خطیب اور مقرر ہیں آپ کی خطابت قرآن وحدیث پر مشتمل ہوتی ہے معارف و نکات قصص و واقعات سے مزین ہوتی ہے، شہر خان پور، ضلع رحیم یار خان اور ملک پاکستان کے عظیم الشان اجتماعات آپ کی خطابت کے گواہ ہیں۔ وقت اور موقع محل کی مناسبت سے دینی، دنیوی، تبلیغی، اصلاحی، سیاسی اور تاریخی گفتگو کرنے کی اللہ رب العزت نے آپ کو خصوصی صلاحیت عطاء فرمائی ہے جس سے آپ عوام وخواص کو نوازتے رہتے ہیں۔

۲۳۔ انداز خطابت: آپ کی خطابت کے انداز سے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمہ اللہ کی تلاوت حدیث وقرآن، شیخ الحدیث

حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمہ اللہ کے علوم وعرفان اور خطیب العصر حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوریؒ کے تسلسل بیان کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے اور آپ کے بیان سے ان تینوں حضرات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

۲۴۔سیاست وقیادت: آپ اپنے والد محترم شیخ الحدیث حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے ساتھ جمعیت علماء اسلام اور مجلس علماء اہلسنت والجماعت کے پلیٹ فارم سے اٹھارہ سال تک بھرپور سیاسی و مذہبی جدوجہد میں مصروف رہے اور مجاہدانہ کردار ادا کرتے رہے اور 2007ء میں شیخ الحدیث حضرت درخواستی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد سے بھرپور انداز میں عالمی سطح پر دونوں جماعتوں کی سرپرستی وراہنمائی فرمارہے ہیں۔آپ اپنی ذات میں ایک جماعت‘ایک تحریک‘ایک عہد اور ایک انقلاب ہیں۔

۲۵۔صورت وسیرت: آپ کی صورت میں باحیاء‘ بارعب‘ پُرہیبت‘ خوبصورت‘ مسکراتا ہوا چہرہ‘ معتدل درمیانہ قد وقامت‘ چال باوقار تیز رفتار طبیعت میں اخلاق و پیار تواضع وانکسار‘ گفتگو میں جلال و جمال پُرلطف وپُرمزاح وپُر بہار جیسی اوصاف نظر آتی ہیں۔

اور آپ کی سیرت میں ۔علم وعمل ۔صبر وتحمل ۔قناعت وتوکل ۔ایثار وقربانی ۔تواضع و انکساری۔جود وسخا۔حلم وحیا۔فقر واستغنا۔مہر ووفا۔زہد وتقویٰ۔جلال و جمال۔استقامت واستقلال۔احسان واخلاص۔انعام واکرام۔جامعیت ونافعیت۔رہنمائی وہدایت۔ رحمت ورأفت ۔نصرت واعانت ۔غیرت وحمیت ۔عفوودرگذر ۔بے مثال حافظہ و

ذہانت۔ اتباع قرآن وسنت۔حبِ رسولؐ واصحاب رسولؐ۔حب رسولؐ وآلِ رسولؐ۔حب رسولؐ ومدینۃ الرسولؐ۔حب اولیاء اللہؒ۔حب مساجد ومدارس دینیہ۔ذوق حفظ قرآن و حدیث۔ اعلاء کلمۃ اللہ۔ اصلاح بین الناس۔ اصحاب علم وعمل سے قرب ونزدیکی۔ اربابِ اختیار واقتدار سے بعد ودُوری جیسی اوصاف موجود ہیں۔

۲۶۔اجازت وخلافت: آپ کو اپنے والد محترم شیخ الحدیث والتفسیر شیخ طریقت حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمہ اللہ سے سلاسل اربعہ قادریہ' نقشبندیہ' چشتیہ' سہروردیہ میں اجازت وخلافت حاصل ہے۔

۲۷۔جانشین: آپ اپنے والد محترم شیخ الحدیث والتفسیر شیخ طریقت حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمہ اللہ کے علوم وعرفان کے وارث وامین اور علمی وروحانی جانشین ہیں۔

۲۸۔جامع الصفات: آپ ایک جامع الصفات شخصیت ہیں اور اللہ رب العزت آپ سے تدریس' تبلیغ' تصنیف' تصوف اور سیاست اسلامیہ' دین کے ہر شعبہ میں کام لے رہے ہیں۔

۲۹۔جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ: جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور میں بحیثیت مدرس آپ کے چوبیس سال اور بحیثیت ناظم تعلیمات' نائب مہتمم' استاذ الحدیث' استاذ التفسیر' آپ کے اٹھارہ سال جامعہ کی تاریخ میں ایک روشن اور نمایاں مقام رکھتے

ہیں اور الحمد للہ محنت و خدمت کا یہ روشن سلسلہ پوری آب و تاب سے جاری و ساری ہے۔ اور آپ جامعہ کے اساتذہ وطلباء کی خدمت اور نگرانی و راہنمائی کیلئے ہر وقت تیار اور مصروف کار ہیں۔

۳۰۔ جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات: جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات خان پور آپ کی نگرانی وسرپرستی میں شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن مجید اور شعبہ کتب میں متوسطہ سے لے کر دورہ حدیث شریف تک کامیابی سے اپنا سفر طے کر رہا ہے اور دینی مقاصد کو حاصل کر رہا ہے اور سینکڑوں طالبات قرآن وحدیث کی تعلیمات سے فیض یاب ہو رہی ہیں۔

۳۱۔ جمعیت علماء اسلام: آپ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی راہنما اور سرپرست ہیں اور پورے ملک میں جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے دین اسلام کی سربلندی اور نفاذ اسلام کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

۳۲۔ مجلس علماء اہلسنت و الجماعت: آپ علماء خطباء مبلغین اور واعظین کی عظیم الشان مشہور ومعروف مذہبی جماعت مجلس علماء اہلسنت و الجماعت پاکستان کے نائب امیر مرکزیہ کی حیثیت سے ملک بھر میں دینی و مذہبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور جماعت کی سرپرستی وراہنمائی فرما رہے ہیں۔

۳۳۔ مکتبہ شیخ درخواستی:

مکتبہ شیخ درخواستی شیخ الاسلام حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمہ اللہ شیخ المحد ثین والمفسرین حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمہ اللہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ کی 150 سالہ دینی، تعلیمی، تدریسی، تبلیغی، فقہی، تصنیفی، سیاسی، اصلاحی، اخلاقی اور اشاعت قرآن وحدیث پر مشتمل خدمات کو منظر عام پر لانے کا امین ہے۔

مکتبہ شیخ درخواستی، عوام اور خواص میں دینی شعور و ذوق پیدا کرنے کا علم بردار ہے۔

مکتبہ شیخ درخواستی، اپنی خدمات و تصنیفات عالم اسلام تک پہنچانے کا خواہاں ہے۔

مکتبہ شیخ درخواستی، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حماداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ کی ادارت و سرپرستی میں دنیا بھر میں ترقی وعروج کی نئی منزلیں طے کر رہا ہے۔

نگاہ بلند سخن دل نواز جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کیلئے

توحید باری تعالیٰ

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رح کے علمی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماءؔ والصلحاءؔ شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی** نور اللہ مرقدہٗ
بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

توحید باری تعالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ وَ لَا مَثِيْلَ لَهٗ وَ لَا مِثَالَ لَهٗ وَلَا كُفُوَ لَهٗ وَ لَا شِبْهَ لَهٗ وَلَا مُعَانِدَلَهٗ وَ لَا مُجَانِسَ لَهٗ وَلَا مُقَابِلَ لَهٗ وَ لَا وَالِدَلَهٗ وَلَا مَوْلُوْدَلَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَ لَهٗ وَ لَا مُعِيْنَ لَهٗ وَلَا كَفِيْلَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَ مَوْلَانَا وَحَبِيْبَنَا وَحَبِيْبَ رَبِّنَا وَطَبِيْبَنَا وَ طَبِيْبَ قُلُوْبِنَا وَاِمَامَنَا وَ مُرْشِدَنَا وَ هَادِيَنَا وَبَشِيْرَنَا وَ نَذِيْرَ نَا وَ مَكِّيَّنَا وَمَدَنِيَّنَا وَ قُرَيْشِيَّنَا وَهَاشِمِيَّنَا وَنَبِيَّنَا وَرَسُوْلَنَا خَاتَمَ الْاَنبِيَآءِ مُحَمَّدَنِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَتْقِيَاءِ. اما بعد:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَo اَلَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشاً وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَاداً وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo (البقرہ)

عَنْ مُعَاذٍؓ قَالَ كُنْتُ رَدِفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا مُؤْخِرَةَ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ فَاِنَّ

حَقَّ اللہِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْہُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئاً وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللہِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مَنْ لَا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئاً (متفق علیہ)

عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مُعَاذُ لَا تُشْرِکْ بِاللہِ شَیْئاً وَاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ (رواہ احمد)

عَنْ عَبْدِاللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللہِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدّاً وَھُوَ خَلَقَکَ (متفق علیہ)

عَنْ عُثْمَانؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّ اللہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ (رواہ مسلم)

صَدَقَ اللہُ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ اٰخِرُ الزَّمَانِ

قَالَ الْحَسَّانُ بْنُ ثَابِتؓ

نَبِیٌّ اَتَانَا بَعْدَ یَأسٍ وَّفَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ
وَالْاَوْثَانُ فِی الْاَرْضِ تُعْبَدُ
فَاَمْسٰی سِرَاجاً مُّنِیْراً وَّ ھَادِیاً
یَلُوْحُ کَمَا لَاحَ الصَّیْقَلُ الْمُھَنَّدُ
فَاَنْذَرَنَا نَاراً وَبَشَّرَنَا جَنَّۃً
وَعَلَّمَنَا الْاِسْلَامَ فَاللہَ نَحْمَدُ
تَعَالَیْتَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ قَوْلِ مَنْ
دَعَا سِوَاکَ اِلٰھاً اَنْتَ اَعْلٰی وَاَمْجَدُ

لَکَ الْخَلْقُ وَالنُّعَمَآءُ وَالْاَمْرُ کُلُّهٗ
فَاِیَّاکَ نَسْتَهْدِیْ وَاِیَّاکَ نَعْبُد
اَنْتَ اِلٰهُ الْخَلْقِ رَبِّیْ وَمَالِکِیْ
وَبِذٰلِکَ فِی النَّاسِ مَا عَمَّرْتُ اَشْهَدُ

موحّد چہ برپائے ریزی زرش
چہ شمشیر ھندی نہی برسرش
امید و ھراسش نہ باشد زکس
برین است بنیاد توحید بس

- توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو ہی امتحان ہمارا
نہ جب تھا نہ اب ہے نہ ہو گا مُیسّر
شریک خدا اور جواب محمد ﷺ

- توحید تو یہ ہے کہ خدا خود حشر میں کہہ دے
کہ یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

- سر جس پہ نہ جھک جائے اسے در نہیں کہتے
ہر در پہ جو جھک جائے اسے سر نہیں کہتے

مُعزز سامعین!

معزز بزرگو، عزیز نوجوانو اور میری آواز سننے والی معززہ و مؤقرہ دینی ماؤ، بہنو اور بیٹیو! جمعۃ المبارک کا دن شان والا ہے۔ اس دن میں ملازم اپنا کام چھوڑ کر، تاجر تجارت کا کام چھوڑ کر، دوکاندار دوکان کا کام چھوڑ کر، کاشتکار کاشتکاری کا کام چھوڑ کر، تدریس و تعلیم کا مشغلہ رکھنے والے بھی اپنے کام سے وقت نکال کر دینی باتوں کے سننے کے لئے مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ اور عورتیں بھی اپنے گھروں میں بیٹھ کر دینی باتیں سنتی ہیں۔ اس لئے ہر جمعہ پر دینی مضامین ذکر کئے جاتے ہیں۔ آج کے جمعہ کے خطبہ کا موضوع عقیدہ توحید ہے۔ اس کے لئے پہلے تمہید ذکر کروں گا پھر تلاوت کردہ آیات و احادیث کا مختصر مطلب بیان کروں گا پھر عقیدہ توحید کے متعلقات سے اختصاراً پچیس چیزوں کا تذکرہ کروں گا۔ تاکہ توحید کا عقیدہ مکمل طور پر آپ کے دل و دماغ میں اتر جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رکھے۔ اب پہلے تمہید سمجھیں۔

تمہید

توحید کا عقیدہ اساسی و بنیادی عقیدہ ہے جس پر تمام اعمال صالحہ کی قبولیت کا مدار ہے۔ اگر توحید کا عقیدہ نہیں ہوگا تو پھر اللہ کے نزدیک انسان کی کوئی نیکی مقبول و منظور نہیں ہوگی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمام انبیاء کو عقیدہ توحید کی اشاعت کے لئے بھیجا ہے اور ہر پیغمبر نے عقیدہ توحید کا اعلان کیا ہے اور لیل و نہار، شب و روز، دن و رات ہر نبی نے اپنی امت کو یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ. کہہ کر

توحید کا وعظ کیا کہ اے میری قوم صرف اللہ کی بندگی کرو۔اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی پہلا وعظ **قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْنَ.** کہہ کر توحید کی دعوت دی کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو کامیاب ہو جاؤ گے۔

اے مکہ والو! اقتدار پر ناز نہ کرو نجات و کامیابی کا ذریعہ یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور دوسروں کی عبادت چھوڑ دو۔زبان سے بھی لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھو اور دل میں بھی اس کا یقین پیدا کرو۔

توحید کی ضد شرک ہے۔تو اس لیے توحید و شرک کا معنیٰ معلوم کرو۔

توحید کا پہلا معنیٰ

اللہ کو ذات اور صفات کاملہ کے ساتھ متصف ہونے میں اکیلا ماننا یعنی اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ کرنا۔موحّد انسان عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ کی ذات ایک ہے۔موجود ہے،اور اللہ والدین سے پاک ہے اور اولاد سے پاک ہے اور شریکوں سے پاک ہے اور وہی ایک اللہ معبود ہے۔عبادت کے لائق ہے۔وہی مسجود ہے۔سجدے کے لائق ہے۔وہی مقصود ہے پکار کے لائق ہے۔وہی مختار کل ہے،وہی خالق کل ہے، تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے۔وہی مالک کل سب کا مالک ہے۔وہی رزاق ہے سب کو روزی دینے والا ہے۔وہی قادر مطلق ہے تمام پر اس کی قدرت حاوی ہے۔وہی قاضی الحاجات ہے وہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔سب کی مصیبتوں کو دور کرنے والا ہے۔وہی متصرف ہے تمام تصرف کرنے والا ہے۔وہی نفع ونقصان کا مالک ہے۔ وہی حیات وموت کا مالک ہے۔وہی عزت وذلت دینے والا ہے۔وہی بیماری وشفاء دینے والا ہے۔وہی حاضر وناظر اور ہر جگہ موجود ہے۔وہی علم کلی رکھنے والا ہے۔تمام

چیزوں کا علم اس کے پاس ہے۔ وہی عالم الغیب ہے۔ تمام پوشیدہ چیزوں کے جاننے والا ہے۔ وہی نذر و نیاز منت کا مستحق ہے۔ وہی اللہ ہے کہ جس کے نام کی قسمیں اٹھائی جاتی ہیں۔ وہی اللہ ہے کہ جس کی رضاء کے لئے اعتکاف بیٹھا جاتا ہے۔ تمام قسم کی عبادات صرف ایک اللہ کے لئے ہیں۔

توحید کا دوسرا معنیٰ

توحید کا دوسرا معنی ہے "ایک اللہ کا ہو جانا" حقیقت میں موحد وہی ہے جو صرف ایک اللہ کا ہو جائے۔ اور جو اللہ کا ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اور ہر قسم کی عبادت ایک اللہ کے لئے کرتا ہے۔

شرک کا معنیٰ

شرک کا معنی ہے کہ "اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا" یعنی جو اللہ کا حق ہے وہ غیر اللہ کو دینا۔ جیسے عبادت وسجدہ اللہ کا حق ہے۔ اگر اللہ کے سوا کسی حیوان، انسان، شجر، حجر، دیوار، مزار، پیر، فقیر، ولی، نبی کو سجدہ کریگا تو یہ شرک ہوگا۔ اسی طرح مافوق الاسباب مشکلات میں پکارنا اللہ کا حق ہے۔ اگر غیر اللہ کو پکارے گا تو یہ شرک ہوگا۔ اسی طرح اگر غیر اللہ کو نفع ونقصان عزت وذلت کا مالک سمجھے گا تو یہ شرک ہوگا۔ اسی طرح حیات وموت دینا اللہ کا حق ہے۔ اگر غیر اللہ کے ہاتھ وقبضہ میں زندگی وموت کو سمجھے گا تو یہ شرک ہوگا۔ اسی طرح بیٹا بیٹی دینا اللہ کا حق ہے اگر غیر اللہ کو اولاد دینے والا سمجھے گا تو یہ شرک ہوگا اسی طرح نذر و نیاز ایک اللہ کا حق ہے اگر غیر اللہ کی منت دے گا تو یہ شرک ہوگا۔ اسی طرح قسم اٹھانا بھی اللہ کا حق ہے کہ اُس کے نام کی قسم اٹھائی جائے۔ اگر غیر اللہ کی قسم اٹھائے گا تو یہ شرک ہوگا۔ اسی طرح طواف

صرف اللہ کے گھر کا ہے۔ اگر بیت اللہ کے علاوہ کسی گھر کا طواف کرے گا تو یہ شرک ہوگا۔ اسی طرح اعتکاف صرف اللہ کے لئے ہے۔ اگر قبروں پر نو راتیں بیٹھ کر اعتکاف کرے گا تو یہ شرک ہوگا۔ تو مشرک انسان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ کے بعد ملائکہ وانبیاء واولیاء مختار کل ہیں۔ عالم الغیب، حاضر و ناظر، مخلوقات کو نفع ونقصان دینے پر قادر ہیں۔ مشکل کشائی وحاجت روائی، اولاد دینا اور اولاد سے محروم کرنا، رزق میں تنگی یا فراخی کرنا، مصیبت و آفت کو اتارنا، قحط وخشک سالی کرنا، طوفان وسیلاب بھیجنا ہر قسم کے مافوق الاسباب امور میں ان کو اختیار کامل حاصل ہے۔ جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ تھا کیونکہ مشرکین اللہ کو خالق و مالک ورازق ومتصرف مانتے تھے۔

سورۃ عنکبوت میں ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْ فَكُوْنَ ○

اگر ان سے سوال کرو کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا، سورج وچاند کو کس نے تابع کیا ہے تو یہ کہیں گے کہ اللہ نے کیا ہے۔ پھر کس طرح یہ توحید سے بہکے جارہے ہیں۔

اسلام سے پہلے عرب میں مختلف مذاہب تھے بعض خدا کے قائل نہ تھے جیسے دھریہ، جن کے متعلق سورۃ جاثیہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَالُوْا مَاهِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَايُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ

کہ بس یہی دنیا کی زندگی ہے۔ جس میں ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں۔ اور ہم کو زمانہ مارتا ہے یعنی یہ زمانہ ہے جو اس طرح چل رہا ہے کوئی اس کے چلانے والا نہیں ہے۔

اور بعض خدا کے قائل تھے مگر قیامت کے دن اور جزاء وسزا کے منکر تھے اور کہتے تھے۔ سورۃ یسٓ میں ہے۔

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ.

ان بوسیدہ ہڈیوں کوکون زندہ کریگا۔تو یہ کہتے تھے کہ کوئی جزا سزا نہیں۔اور بعض خدا کے قائل تھے اور جزا وسزا کے بھی قائل تھے مگر آپ کی نبوت ورسالت کے منکر تھے اور کہتے تھے۔سورۃ بنی اسرائیل میں ہے۔

اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا.

کہ اللہ نے انسان کورسول بنا کر بھیجا ہے۔یہ کیسے ہوسکتا ہے اگر رسول ہوتا تو فرشتہ ہوتا لیکن اکثر عرب وہ لوگ تھے جو بت پرست تھے اور وہ بتوں کو اس لئے پوجتے تھے کہ یہ خدا تک رسائی کا ذریعہ ہیں اور کہتے تھے۔سورۃ الزمر میں ہے۔

مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّ بُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى.

وہ کہتے تھے کہ اللہ نے یہ سارا نظام اپنے پیاروں کے لئے پیدا کیا ہے یعنی انبیاء واولیاء کے لیے پیدا کیا ہے۔پھر اس نظام کے اختیاراتَ اللہ نے اپنے پیاروں کے سپرد کردیے۔اوران کے حوالے کردیے ہیں۔اب ان امور میں یہ مختار کل ہیں اور مستقل ہیں۔اب ان کاموں میں ان کو اللہ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔بلکہ یہ حاجت روا ومشکل کشا۔نفع ونقصان کے مالک ہیں۔ان کو ہمارے احوال کا علم ہے۔ اس لیے ہم ان کو پکارتے ہیں اوران کا سجدہ کرتے ہیں۔ان کی نذریں دیتے ہیں اور ان کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔تاکہ ہماری اس عبادت سے یہ خوش ہوں جب یہ خوش ہوجائیں گے تو اللہ بھی خوش ہوگا پھر ہم سے یہ مصیبتوں کو ٹالیں گے۔ہم پر

مصائب نہیں ڈالیں گے۔

تو اب توحید اللہ کی ذات وصفات میں شریک نہ کرنے کا نام ہوا اور شرک اللہ کی ذات وصفات میں شریک کرنے کا نام ہوا۔ اور توحید وشرک میں فرق واضح ہے جس طرح دن اور رات میں روشنی اور اندھیرے میں سردی اور گرمی میں۔ ایمان اور کفر میں، علم اور جہل میں نیکی اور بدی میں فرق واضح ہے۔

مُوَحّد اور مشرک میں فرق

جب توحید وشرک میں فرق ہوا تو مُوَحّد ومشرک میں بھی فرق ہوا کہ مُوَحّد زندہ ہے۔ مشرک مردہ ہے مُوَحّد بینا آنکھوں والا ہے اور مشرک نابینا اندھا ہے۔ مُوَحّد عالم ہے مشرک جاہل ہے۔ مُوَحّد عقل والا ہے۔ مشرک فاتر العقل اور پاگل مجنون ودیوانہ ہے۔ مُوَحّد رحمان والا ہے مشرک شیطان والا ہے۔ مُوَحّد ایک کے در پر سر جھکاتا ہے مشرک دردر کی ٹھوکریں کھاتا ہے شرک کی ترویج وپرچار کرتا ہے۔ مُوَحّد لاالہ کہہ کر شرک کی نفی کرتا ہے اور الااللہ کہہ کر توحید کو ثابت کرتا ہے۔

کلمہ طیبہ میں دو جز ہیں

پہلی جز یعنی لَااِلٰہَ میں نفی ہے۔ دوسری جز یعنی اِلَّا اللّٰہُ میں اثبات ہے۔ اس نفی اور اثبات کے مجموعہ کا نام توحید ہے۔ اس لیے موحد کلمہ طیبہ پڑھ کر توحید کو پھیلاتا ہے۔ اگر تم بھی عقیدہ توحید کو دل میں پختہ کرنا چاہتے ہو تو لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لگایا کرو۔ کیونکہ جس طرح انسان پہلے مسجد میں جھاڑو دیتا ہے۔ اور جھاڑو دے کر مسجد سے خس وخاشاک کو نکالتا ہے۔ پھر چٹائی اور قالین بچھاتا ہے۔ پھر اگر بتی جلاتا ہے تاکہ مسجد میں خوشبو ہو جائے تو اس طرح انسان کو بھی حکم ہے کہ پہلے لا الـــہ

کہہ کر **لاالہ** کے جھاڑو کے ساتھ اپنے دل سے کفر وشرک کے خس وخاشاک کو نکالے جب تیرے دل سے غیر اللہ نکل جائے گا اور تیرے دل میں غیر اللہ کا ڈر نہ رہے گا تو **الااللہ** کہہ کر اپنا تعلق رب سے جوڑ اس سے تیرا دل صاف ہو کر منور ہو جائے گا۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

جب توحید وشرک کا معنی سمجھ میں آ گیا تو اب اس تمہید کے بعد تلاوت کردہ آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کا مختصر مطلب معلوم کریں۔

آیات کا مطلب

پہلے آیات کا مختصر مفہوم سمجھ لیں ۔ یہ آیات سورۃ بقرہ کی ہیں ۔ پہلا پارہ اور تیسرا رکوع ہے اس میں دعوت الی التوحید کا ذکر ہے ۔ حضور ﷺ کی بعثت اور تشریف آوری سے پہلے دنیا میں کفر وشرک وگمراہی کی ظلمت وتاریکی اور اندھیرا تھا۔ اللہ نے نبوت کا آفتاب طلوع کیا۔ جس سے اسلام کی روشنی پھیلی ۔ اور توحید کا سویرا ہوا اس لئے حضور ﷺ نے سب سے پہلے اللہ کی توحید کا درس دیا۔ اور شرک کی بیخ

کنی کی ۔ جس میں تمام مذاہب باطلہ کی تردید ہے کہ اللہ موجود ہے ۔ وجود خدا کا اقرار کرو پھر وہ معبود ہے صرف اسی کی عبادت کرو ۔ کیونکہ جزاء وسزا ہوگی تا کہ تم جہنم سے بچ جاؤ پھر چونکہ حضور ﷺ کی نبوت تمام لوگوں کے لئے ہے اسلئے یَاَ یُّھَا النَّاسُ میں خطاب عمومی ہے ۔ پوری دنیا کو خطاب کیا گیا کہ اے لوگو! عربی ہوں یا عجمی ، امیر ہوں یا غریب ، اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ سب کو خطاب کیا جارہا ہے کہ اگر فلاح وکامیابی چاہتے ہو تو غفلت سے باز آجاؤ کامیابی کے لئے اصول اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ میں ہے کہ اگر کامیابی چاہتے ہو تو اپنے پالنے والے کی عبادت کرو یعنی ایک اللہ کی بندگی کرو ۔ پھر یہ ایک دن ایک مہینہ ایک سال کا کام نہیں ۔ بلکہ ساری زندگی کا کام ہے ۔ کیونکہ اُعْبُدُوْا کا اَمر دوام کے لئے ہے ۔ کہ ہمیشہ اللہ کی عبادت کرتے رہو ۔ حضرت ابنِ عباس ؓ فرماتے ہیں ۔ اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ کا معنیٰ وَحِّدُوا رَبَّکُمْ ہے کہ توحید کا اقرار کرو اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ کرو یہ توحید کا دعویٰ ہے ۔ اس پر چار دلائل ذکر کئے گئے ہیں ۔ کیونکہ قرآن مجید جامع کتاب ہے ۔ اس میں دعوے بھی ہیں اور دلائل بھی ۔

توحید کی پہلی دلیل

اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ ہے کہ اللہ نے تم کو اور تمہارے آباء واجداد کو پیدا کیا ہے ۔ جب تمہارا خالق اللہ ہے ۔ تو عبادت بھی اسی کی کرو ۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ میں عبادت کا ثمرہ ونتیجہ ذکر کیا ہے ، ایک نتیجہ کہ تم متقی وپرہیزگار بن جاؤ گے ۔ اور دوسرا نتیجہ کہ تم جہنم کی آگ سے بچ جاؤ گے ۔

توحید کی دوسری دلیل

اَلَّـذِیَ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا. اللہ نے تمہارے نفع کے لئے زمین کو بچھونا بنا دیا ہے۔ یہ زمین نہ بالکل لوہے اور پتھر کی طرح سخت ہے کہ چلنا بھی مشکل ہو اور نہ بالکل کپاس کی طرح نرم ہے کہ پاؤں زمین میں دھنس جائیں۔ بلکہ سختی و نرمی کے درمیان ایسا بنایا کہ انسان اس پر چل بھی سکتا ہے، لیٹ بھی سکتا ہے، بیٹھ بھی سکتا ہے۔ تو جب تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنانے والا اللہ ہے تو عبادت بھی اسی کی کرو۔

توحید کی تیسری دلیل

وَالسَّمَآءَ بِنَآءً ہے۔ کہ اللہ نے تمہارے نفع کے لئے آسمان کو چھت بنایا ہے۔ کیونکہ زندگی گزارنے کے لئے سایہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس کے لئے آسمان پیدا کر دیا۔ تو جب تمہارے نفع کے لئے آسمان اللہ نے بنایا ہے تو عبادت بھی اسی کی کرو۔

توحید کی چوتھی دلیل

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ

اللہ نے آسمان سے پانی کو اتارا اور زمین سے انگوری اگا دی اور پھلوں کو نکالا۔ اور اس سے تمہاری روزی وغذا کا انتظام کیا تو جب تمہاری روزی کا انتظام کرنے والا اللہ ہے۔ تو عبادت بھی اسی کی کرو۔ یہ چار دلائل عقلی ہیں۔ یعنی ان کو عقل سلیم بھی تسلیم کرتا ہے۔ پھر یہ پہلی دلیل انفسی ہے۔ جس کا تعلق تمہارے نفسوں اور تمہارے بدن سے ہے اور باقی تین دلیلیں آفاقی ہیں جن کا تعلق زمین و آسمان میں غور فکر کرنے سے ہے۔

وعظ ونصیحت کے تین طریقے

یہ چاروں دلائل تذکیر بِالاءِ اللّٰہ سے ہیں۔جس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کوذکر کر کے نصیحت کرنا ہوتی ہے۔قرآن مجید میں وعظ ونصیحت کے تین طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ

ایک تو یہی طریقہ ہے۔یعنی تذکیر بآلاء اللّٰہ

دوسرا طریقہ

تذکیر بِایَّامِ اللّٰہ ہے۔ایام سے مراد سابقہ قوموں کی داستانیں ہیں۔ یعنی پہلی قوموں کی داستانیں ذکر کر کے نصیحت کرنا کہ اگر رب کی بات نہ مانو گے تو تمہارا حشر بھی پہلی قوموں کی طرح ہوگا۔

تیسرا طریقہ

تذکیر بِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ یعنی موت کے بعد کے حالات ذکر کر کے نصیحت کرنا ہوتا ہے کہ بات مان لو ورنہ موت آئے گی ۔ قیامت کا دن آئے گا۔ حساب وکتاب ہوگا۔ پھر اس دن اس کی سزا ملیگی تو ان دلائل میں اللہ کے انعامات کا ذکر ہے۔

انعامات کا نتیجہ

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا

یہ پہلے انعامات ودلائل کا ثمرہ ونتیجہ ہے۔ پہلے پانچ نعمتیں ذکر کی گئی ہیں۔
پہلی نعمت: رَبَّكُمْ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا مربی اور پرورش کرنے والا ہے۔

دوسری نعمت: خَلَقَكُمْ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خالق اور پیدا کرنے والا ہے۔
تیسری نعمت: جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ میں ہے کہ اللہ تمہارے نفع کے لئے زمین کو بنانے والا ہے۔
چوتھی نعمت: وَالسَّمَآءَ میں ہے کہ اللہ نے تمہارے نفع کے لئے آسمان کو بنایا ہے۔
پانچویں نعمت: اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ میں ہے کہ اللہ نے تمہاری روزی کا انتظام کیا ہے تو اب انعامات کا ثمرہ ذکر کیا ہے۔فَلاَ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کہ اللہ نے تم پر ہر طرح انعامات کی بارش کی ہے۔تو پھر کسی کو اللہ کی ذات وصفات میں شریک نہ کرو۔

انداد۔ند کی جمع ہے ند کا معنی شریک بھی ہے کہ اللہ کے شریک نہ بناؤ اور ند کا معنی مثیل بھی ہے کہ اللہ کے مثیل نہ بناؤ۔ کہ جیسے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے ۔اسی طرح اس کی بھی عبادت ہو۔اور ند کا معنی مقابل بھی ہے کہ اللہ کے مقابل نہ بناؤ۔پس اللہ کو وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ سمجھو۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اس میں انسانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ جب تم جانتے بھی ہو کہ تمہارا خالق، رازق صرف اللہ ہے آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا صرف اللہ ہے تو پھر کس طرح اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک کرتے ہو۔جیسے کسی نے کہا ہے۔

فَيَا عَجَبًا كَيْفَ تَعْصِي الْاِلٰهَ اَمْ كَيْفَ يَجْحَدُهُ الْجَاحِدُ

کہ تعجب ہے کس طرح اللہ کی نافرمانی کی جاتی ہے اور کس طرح انکار کرنے والا انکار کرتا ہے۔

وَفِيْ كُلِّ شَيْئٍ لَهٗ اٰيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

حالانکہ ہر چیز میں نشانی ہے جو اللہ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔

شیخ سعدی نے بھی فرمایا ہے۔

برگ درخت کہ سبز درنظر ہوشیار ہر ورق دفتر ایست معرفت پروردگار

ہر گیا ہے کہ از زمین روید وحدہ' لاشریک لہ' گوید

جو چیز زمین سے اگتی ہے وہ اللہ کی توحید کی گواہی دیتی ہے۔

توان آیات کا خلاصہ توحید کی دعوت ہے۔

اب ذکرکردہ احادیث کا مختصر مفہوم سمجھ لیں۔

پہلی حدیث

جس کے راوی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ

كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِىْ وَبَيْنَه' اِلَّامُؤَخِّرَ ةَ الرَّحْلِ کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ گدھے کی سواری پر سوار تھا۔ میرے اور آپ کے درمیان صرف پالان اور زین کی لکڑی کا پچھلا حصہ تھا۔ یعنی میں حضور ﷺ کے قریب تھا۔ تو آپ نے فرمایایَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِعَلَى اللهِ ؟ کہ جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ تو میں نے عرض کیااَللّٰهُ وَ رَسُوْ لُهٗ اَعْلَمُ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے تو حضورؐ نے فرمایا فَاِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَ لَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئاً وَ حَقَّ الْعِبَادِ عَلَىَ اللهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئاً کہ اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ دے۔ اس حدیث میں انسانوں کے فریضہ کا ذکر ہے کہ توحید کو اپنائیں اور شرک سے بچیں۔ اور توحید کو اپنانے

اور شرک سے بچنے کا فائدہ بھی ذکر کر دیا ہے کہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

دوسری حدیث

جس کے راوی حضرت معاذؓ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ اگر چہ تجھ کو قتل کر دیا جائے۔ یا آگ میں جلا دیا جائے۔ اس حدیث میں بھی عقیدہ توحید پر قائم رہنے اور شرک سے بچنے کی تاکید کی ہے۔

تیسری حدیث

جس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا اَیُّ الذَّنبِ اَکبَرُ عِندَاللہِ کہ کونسا گناہ اللہ کے نزدیک سب گناہوں سے بڑا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَھُوَ خَلَقَکَ. کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا ہے تو جو تیرا خالق ہے وہ وحدہ لا شریک له ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر تو یہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ نے بھی فرمایا ہے۔ سورۃ لقمان میں ہے۔

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ.

اس حدیث میں شرک کی قباحت کا ذکر ہے کہ شرک انتہائی قبیح چیز ہے۔

چوتھی حدیث

جس کے راوی حضرت عثمانؓ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کی موت اس عقیدہ پر آئی کہ زبان سے لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللہُ کہتا ہو اور دل میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں تو وہ جنت میں داخل ہو

گا اس حدیث میں عقیدہ توحید اور عقیدہ ایمان پر وفات پانے کی فضیلت کا ذکر ہے کہ جس کی زندگی توحید کے عقیدہ پر گذری اور موت بھی اس یقین پر آئی تو وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔

توحید کے متعلق پچیس عقائد کا بیان

ان آیات واحادیث کے بعد اب عقیدہ توحید کے پچیس متعلقات کا اختصاراً بیان کرتا ہوں۔ اگر چہ یہ پچیس چیزیں مستقلاً پچیس خطبات ومواعظ ہیں مگر آپ کے قلوب و اذہان میں عقیدہ توحید کے مکمل خاکہ کو پیش کرنے کے لیے ان کا تذکرہ ضروری ہے۔

پہلا عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے۔

بعض لوگ اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں جیسے دھریہ کہتے ہیں کہ آسمان و زمین کا نظام خود بخود چل رہا ہے۔ کوئی اس کے پیدا کرنے والا اور چلانے والا نہیں ہے۔ مگر یہ عقیدہ توحید کے منافی ہے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ موجود ہے جو اس نظام کو چلا رہا ہے۔ اللہ کے موجود ہونے پر سات دلائل ذکر کیے جاتے ہیں۔ جن میں سے پہلی دلیل نقلی ہے۔ اور باقی دلائل عقلی ہیں۔

پہلی دلیل۔ قرآنی آیت

قرآن مجید اور احادیث میں اللہ کے نام اور اوصاف مذکور ہیں۔ سورۃ اعراف میں ہے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا. اللہ کے سب نام اچھے ہیں تو ان کے ساتھ اس کو پکارو۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اِنَّ لِلّٰهِ

تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اَسْمَاءً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں جو ان کو یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ کے نام واوصاف مثلاً یہ کہ اللہ خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، مختار ہے، نافع وضار ہے، محی وممیت، معز ومذل، عالم الغیب ہے، مسجود ومعبود ہے، رحمٰن ورحیم ہے، ستار ہے، غفار ہے، ودود ولطیف ہے، وہاب ہے وغیرہ تو ان ناموں اور صفات سے معلوم ہوا کہ اللہ ہے کیونکہ صفت موصوف کا تقاضا کرتی ہے تو ان صفات کے لئے موصوف کا ہونا ضروری ہے۔ بس ثابت ہوا کہ اللہ کی ذات موجود ہے۔ جو ان صفات کے ساتھ متصف ہے۔

دوسری دلیل۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا واقعہ

امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص دہریہ تھا اور خدا کے وجود کا انکار کرتا تھا تو حاکم وقت نے کہا کہ جلسہ عام میں امام صاحب کا اس دھریہ سے مناظرہ کرایا جائے۔ تو تاریخ اور وقت متعین ہوگیا۔ امام صاحب بغداد غربی میں رہتے تھے اور دھریہ بغداد شرقی میں رہتا تھا۔ درمیان میں دریائے دجلہ تھا۔ تو امام صاحب جان بوجھ کر مقررہ وقت سے لیٹ گئے تو دہریہ نے کہا آپ نے عہد شکنی کی ہے، دیر سے آئے ہو۔ مناظرہ کا وقت گزر گیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ آج میں نے ایک عجیب نقشہ دیکھا جس کی وجہ سے حیرت میں پڑ گیا۔ اس لیے دیر ہوگئی اور وہ عجیب چیز یہ تھی کہ درخت خود بخود کٹ گیا پھر ان لکڑیوں سے تختے خود بخود بن گئے۔ پھر ان کو کیلیں خود لگ رہی تھیں۔ اور کشتی خود تیار ہوگئی تو میں اس میں بیٹھ گیا پھر وہ کشتی خود چل پڑی اور دریا کے دوسرے کنارے پہنچ کر خود رک گئی۔ تو دھریہ نے کہا کہ یہ کیسا سمجھدار ہے یہ تو بڑا پاگل ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کشتی بغیر بنانے والے کے بن جائے۔ اور بغیر

چلانے والے کے چل پڑے اور پھر رک جائے تو اس نے حاکم سے کہا کہ تم نے ایسے احمق و پاگل سے مناظرہ کرایا جو ایسی جاہلانہ بات کرتا ہے تو امام صاحب نے کہا کہ بڑا پاگل تو ہے کیونکہ جس مقصد کے لئے مناظرہ مقرر ہوا تھا وہ مقصد پورا ہو گیا کیونکہ اگر کشتی بغیر بنانے والے اور چلانے والے کے نہ بن سکتی ہے اور نہ چل سکتی ہے۔ تو اتنا بڑا زمین و آسمان کا کارخانہ کائنات کیسے خود بخود بن گیا اور کس طرح بغیر چلانے والے کے چل سکتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ موجود ہے جس نے اس نظام کو پیدا کیا ہے اور چلا رہا ہے تو پھر دہریہ نے کہا کہ اگر تیرا خدا موجود ہے تو بتاؤ کہ وہ کہاں موجود ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ دودھ کا پیالہ لاؤ پھر کہا کہ بتاؤ اس دودھ میں مکھن ہے تو اس نے کہا کہ ہاں تو امام صاحب نے فرمایا کہ مکھن کہاں ہے۔ کہنے لگا پورے دودھ میں ہے تو فرمایا تم موجود مجازی کی بات کرتے ہو۔ میرا خدا موجود حقیقی ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ پھر دہریہ نے سوال کیا کہ اگر تیرا خدا موجود ہے تو اس کا رخ کس طرف ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ بتی جلاؤ پھر کہا بتاؤ کہ اس کا رخ کس طرف ہے تو اس نے کہا مشرق و مغرب، شمال و جنوب ہر طرف ہے تو امام صاحب نے کہا کہ تو نور مجازی کی بات کرتا ہے۔ میرا اللہ نور حقیقی ہے، اس کا رخ ہر طرف ہے۔ سورۃ بقرہ میں ہے۔ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ پھر دہریہ نے سوال کیا کہ تیرا خدا اب کیا کام کر رہا ہے؟ یہ سوال بھاری تھا تو امام صاحب نے کہا کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تو اب تک ممبر پر بیٹھ کر سوال کرتا رہا اور میں جواب دیتا رہا۔ اب تو نیچے اتر میں ممبر پر بیٹھ کر جواب دونگا۔ اس کو یہ بات سمجھ نہ آئی وہ نیچے اتر آیا۔ امام صاحب ممبر پر تشریف لے

گئے اور فرمایا کہ میرے خدا نے اب یہ کام کیا ہے کہ تجھ جیسے بے دین کو نیچے اتار دیا اور مجھ جیسے موحد کو ممبر پر بٹھا دیا تو اس مناظرہ کی وجہ سے وہ دہریہ مسلمان ہو گیا اور اللہ کے وجود کا قائل ہو گیا۔

تیسری دلیل۔امام مالکؒ کا واقعہ

امام مالکؒ سے ہارون الرشید نے اللہ کے وجود کی دلیل پوچھی تو انہوں نے کہا کہ کتنے انسان آ چکے ہیں اور کتنے آنے والے ہیں۔ لاکھوں، کروڑوں کی تعداد میں انسان پیدا ہوئے ہیں مگر ان کی زبانیں مختلف ہیں اور ان کی آوازیں جدا جدا ہیں۔ انسان میں زبان گوشت کا ایک ٹکڑا ہے مگر اس سے مختلف لغتیں اور بولیاں نکل رہی ہیں۔ عربی، فارسی، برمی، بنگالی، پشتو، بلوچی، سندھی، مہاجر، ریاستی، پنجابی، معلوم ہوتا ہے کہ اللہ موجود ہے جس نے انسان کی زبان میں یہ تاثیر رکھی ہے۔

چوتھی دلیل۔امام احمد بن حنبلؒ کا واقعہ

امام احمدؒ سے کسی نے اللہ کے وجود کی دلیل پوچھی تو فرمایا کہ میں حیرت میں ہوں کہ ایک بند مکان ہے نہ دروازہ، نہ روشن دان، نہ کھڑکی، اوپر سے وہ مکان سفید اور اندر سے زرد ہے۔ اس کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں مگر کچھ مدت کے بعد اس کے اندر سے ایک جانور نکلتا ہے اور وہ اپنے ماں باپ کی بولی بولتا ہے۔ ان کی طرح کام کرتا ہے۔ یہ اشارہ کیا مرغی کے انڈے کی طرف کہ باہر سے سفید ہے اندر سے زرد ہے۔ بالکل بند ہے مگر کچھ مدت کے بعد اس سے مرغی کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اللہ موجود ہے جو بند مکانوں میں اپنی مخلوق کی پرورش کر رہا ہے۔

پانچویں دلیل۔امام شافعیؒ کا واقعہ

امام شافعی سے کسی نے اللہ کے وجود کی دلیل پوچھی تو انہوں نے کہا کہ شہتوت کا پتہ اللہ کے وجود کی دلیل ہے۔کیونکہ پتہ ایک ہے اس کے اثرات مختلف ہیں۔اگر اس کو گائے، بھینس کھائے تو ان سے گوبر نکلتی ہے۔اور اگر بکری کھائے تو مینگنی نکلتی ہے اور اگر شہد کی مکھی کھائے تو شہد نکلتی ہے۔اور اگر ریشم کا کیڑا کھائے تو ریشم نکلتا ہے۔معلوم ہوا کہ اللہ موجود ہے جس نے اس پتہ میں یہ اثرات رکھے ہیں۔

چھٹی دلیل۔ایک بدو کا واقعہ

ایک بدوی سے کسی نے اللہ کے وجود کی دلیل پوچھی تو اس نے کہا

يَا سُبْحَانَ اللهِ اِنَّ الْبِعْرَ تَدُلُّ عَلَى الْبَعِيْرِ

وَاِنَّ اَثَـرَ الْاَقْـدَامِ تَـدُلُّ عَلَـى الْمَسِيْـرِ

فَسَمَآءُ ذَاتِ اَبْرَاجٍ وَاَرْضُ ذَاتِ فِجَاجٍ

وَبِـحَـارُ ذَاتِ اَمْوَاجٍ كَيْفَ لاَ تَـدُلُّ

عَـلٰـى وُجُـوْدِ اللَّطِيْفِ الْـخَبِيْرِ

کہ مینگنی اونٹ پر دلالت کرتی ہے۔اور زمین پر قدموں کے نشانات چلنے والے پر دلالت کرتے ہیں تو برجوں والا آسمان اور راستوں والی زمین اور موجوں والا سمندر اور دریا کس طرح اللہ کی پاک ذات پر دلالت نہ کریں۔جو ذات باریک بین اور خبر رکھنے والی ہے۔

ساتویں دلیل۔ایک بوڑھی عورت کا واقعہ

ایک بوڑھی عورت چرخہ کات رہی تھی۔کسی نے کہا تو نے زندگی گزار دی اور

اپنے رب کو نہ پہچانا! تو کہنے لگی اسی چرخہ سے میں نے اللہ کو پہچانا۔ کیونکہ اگر میں چرخہ چلاؤں تو چلتا ہے ورنہ نہیں۔ جب چرخہ بغیر چلانے والے کے نہیں چلتا تو اتنا بڑا چرخہ زمین و آسمان والا بغیر چلانے والے کے کیسے چل سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی ذات موجود ہے جو اس نظام کو چلا رہی ہے پھر اس نے سوال کیا کہ تیرا خدا ایک ہے یا زیادہ تو اس نے کہا کہ یہ بھی مجھے چرخہ سے معلوم ہوا کہ میرا خدا ایک ہے۔ کیونکہ اگر دو عورتیں اکٹھے چرخہ کو چلائیں تو تیزی سے تانت ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر ایک طرف ایک عورت اور دوسری طرف دوسری عورت چلائے تو چرخہ رک جائے گا یا ٹوٹ جائے گا۔ مگر میں دیکھ رہی ہوں کہ زمین و آسمان کا نظام نہ رکا ہے، نہ ٹوٹا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کے چلانے والا بھی صرف ایک اللہ ہے۔ تو ایک اللہ کے وجود کا اقرار کرنا یہ عقیدہ توحید ہے۔

ثنا گو پتہ پتہ ہے خدایا دم بدم تیرا
زمین و آسمان تیرے ہیں یہ موجود و عدم تیرا
جو دنیا میں کھا کر تیرے شکوے کریں یارب
تعجب ہے کہ ان پر بھی رہے لطف و کرم تیرا

دوسرا عقیدہ۔ اللہ کی ذات احد ہے

دوسری چیز کہ اللہ کی ذات احد ہے جو احدیت کی صفت کے ساتھ متصف ہے۔ احد اس کو کہتے ہیں کہ جس میں تعدد و شرکت نہ ہو اور جس کے اجزاء و حصے اور ٹکڑے نہ ہوں اور جو مادہ سے مرکب نہ ہو اور جس کا کوئی مشابہ مماثل نہ ہو۔

احد کے معنی میں چار باتیں

پہلی بات: کہ ہمارا اللہ احد ہے یعنی ایک ہے کہ ذات وصفات کاملہ میں متصف ہونے کے اندر اللہ کا کوئی شریک نہیں۔

جیسے یہود نے دوخدا مانے ،ایران میں مجوس نے دوخدا مانے ، ایک ''یزدان'' جس کو خالق خیر کہتے ، دوسرا ''اھرمن'' جس کو خالق شر کہتے تھے۔

اور نصاریٰ نے تین خدا مانے ۔ باپ ، بیٹا ، روح القدس ۔ یہ عقیدہ تثلیث رکھتے تھے کہ تین ایک میں ہیں اور ایک تین میں۔

اور مشرکین نے تین سو ساٹھ خدا بنا رکھے تھے ۔ اور انہوں نے زندگی کے شعبے تقسیم کر رکھے تھے۔ مثلاً ھبل کے متعلق عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ فتح وشکست کا مختار کل ہے ۔ لات وعزیٰ کے بارے میں عقیدہ رکھتے تھے کہ بیٹے ، بیٹیاں ،تندرستی ورزق وبارش وغیرہ دینے والا کوئی بیٹیاں دینے والا کوئی رزق دینے والا وغیرہ۔

اور ہندوؤں نے سینکڑوں دیوتا بنا رکھے ہیں مثلاً اندر دیوتا کی پوجا کرتے اور عقیدہ رکھتے کہ بارش برسانے کے اختیارات اس کے پاس ہیں اور لکشمی دیوی کی پوجا کرتے اور عقیدہ رکھتے کہ اس کو دولت عطا کرنے کے اختیارات ہیں اور کہتے کہ یہ دیوتاؤں کا بھیس بدل کر خدا بن گئے ہیں ۔ یہ عقائد غلط ہیں ۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارا خدا صرف ایک اکیلا اللہ ہے بہت نہیں اور ذات وصفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

دوسری بات: ہمارا اللہ احد ہے اس کے اجزاء اور حصے نہیں ہیں ۔ انبیاء فرشتے ، اولیاء اور حضور ﷺ سب اللہ کی مخلوق ہیں ۔ حضور ﷺ بھی اللہ کے بندے اور

آدم علیہ السلام نے کہا مَرحَبًا بِالا بنِ الصَّالِحِ. میرے نیک بیٹے کے لئے مبارک ہو۔

حضور ﷺ کو تو عبدیت کی صفت پسند ہے۔ جب حضور معراج کی رات مقام قرب میں پہنچے تو اللہ نے کہا کیا چاہتے ہو؟ تو فرمایا کہ مجھے اپنا عبد بنالو تو اللہ نے کہا قیامت تک یہ اعلان ہوتا رہے گا۔

اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

حضور ﷺ تو اپنے آپ کو اللہ کا بندہ کہتے ہیں مگر سامری کہتا ہے کہ میں نہیں مانتا آپ تو اللہ کے نور کا حصہ ہیں۔ پھر کہتا بھی اپنے آپ کو عاشق رسول ﷺ ہے۔ رسول ﷺ کی بات نہ ماننے والا کس طرح عاشق رسول ﷺ ہوسکتا ہے۔

تیسری بات: یہ کہ ہمارا اللہ احد ہے۔ یعنی مرکب نہیں ہے۔ مرکب حادث ہوتا ہے اور ہمارا اللہ ازلی وقدیم ہے۔ باقی تمام مخلوق حادث ہے۔

چوتھی بات: کہ ہمارا اللہ احد ہے یعنی اس کے مشابہ ومماثل کوئی نہیں ہے اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ تمہارا رب ایک ہے۔ دوسری حدیث میں ہے وَحِّدُوْا رَبَّکُمْ تم اپنے رب کو ایک سمجھو ایک مانو، لیکن قبر پرست، اھل بدعت سامری اللہ اور رسول میں فرق نہیں کرتے۔ اور اللہ اور رسول کو ایک کہتے ہیں یہ عقیدہ غلط ہے۔

کوئی کہتا ہے۔

جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر
وہ مدینہ میں اتر پڑا مصطفیٰ ہو کر

کوئی کہتا ہے۔

جو بجاتے تھے اِنِّیْ عَبْدُہٗ کی بانسری ہر دم
قیامت کے دن وہ اِنِّیْ اَنَااللہ بن کے نکلیں گے

کوئی کہتا ہے۔

شریعت کا ڈر ہے وگرنہ صاف کہہ دوں
کہ حبیبِ خدا خود خدا بن کے آیا
درود و سلام است بے انتہاء
ظاہر بشر بود و باطن خدا

بلکہ یہ لوگ ہمہ اوستی ہیں کہ ولی، نبی اور خدا میں بھی فرق نہیں کرتے۔ جیسے انکا ایک جاہل کہتا ہے۔

فرید باصفا ہستی محمد مصطفیٰ ہستی چہا گویم چہا ہستی خدا ہستی خدا ہستی

کہ فرید بھی تو ہے محمد بھی تو ہے، خدا بھی تو ہے،

اور وہی جاہل کہتا ہے۔

چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے
کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر وچ پیر فرید نڑ
باطن وچ اللہ

یعنی چاچڑاں مدینہ ہے کوٹ مٹھن بیت اللہ ہے۔ ظاہر میں خواجہ فرید ہے اور حقیقت میں اللہ ہے

کوئی کہتا ہے۔

جو بجاتے تھے اِنِّیْ عَبْدُهٗ کی بانسری ہردم
قیامت کے دن وہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ بن کے نکلیں گے

کوئی کہتا ہے۔

شریعت کا ڈر ہے وگرنہ صاف کہہ دوں
کہ حبیبِ خدا خود خدا بن کے آیا
درود و سلام است بے انتہاء
ظاہر بشر بود و باطن خدا

بلکہ یہ لوگ ہمہ اوستی ہیں کہ ولی، نبی اور خدا میں بھی فرق نہیں کرتے۔ جیسے انکا ایک جاہل کہتا ہے۔

فرید باصفا ہستی　محمد مصطفیٰ ہستی　چہا گویم چہا ہستی　خدا ہستی خدا ہستی

کہ فرید بھی تو ہے محمد بھی تو ہے، خدا بھی تو ہے،

اور وہی جاہل کہتا ہے۔

چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے
کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر وچ پیر فرید نڑ
باطن وچ اللہ

یعنی چاچڑاں مدینہ ہے کوٹ مٹھن بیت اللہ ہے۔ ظاہر میں خواجہ فرید ہے اور حقیقت میں اللہ ہے

اب بتلاؤ کہ اگر یہ کفر وشرک نہیں تو کفر وشرک کیا ہوتا ہے۔؟
جس کا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہوگا۔ وہ اللہ اور رسول میں فرق کریگا۔
اللہ خالق ہے، حضور ﷺ مخلوق ہیں۔
اللہ رازق ہے حضور ﷺ مرزوق ہیں۔
اللہ مالک ہے حضور ﷺ مملوک ہیں۔
اللہ مسجود ہے۔ حضور ﷺ ساجد ہیں۔
اللہ محمود ہے حضور ﷺ حامد ہیں۔
اللہ معبود ہے حضور ﷺ عابد ہیں۔
اللہ رب ہے حضور ﷺ شاہ عرب ہیں۔
اللہ غفار ہے حضور ﷺ مدینہ کے تاجدار ہیں۔
اللہ قہار ہے حضور ﷺ کائنات کے سردار ہیں۔
اللہ رحمان ہے۔ حضور ﷺ نبی آخر الزمان ہیں۔
اللہ رب العالمین ہے حضور ﷺ رحمۃ للعلمین ہیں۔
اللہ رب ذوالجلال ہے۔ حضور ﷺ آمنہ کے لال ہیں۔
اللہ، اللہ اکبر ہے حضور ﷺ تمام انبیاء کے افسر ہیں۔
اللہ دینے والا ہے، حضورؐ مانگنے والے ہیں۔
اب بھی حضور ﷺ روضہ اقدس میں مانگنے والے ہیں۔
اللہ عطا کرنیوالا ہے۔
قیامت کے دن شفاعت کر کے حضور مانگنے والے ہوں گے۔

اللہ شفاعت قبول فرمانیوالا ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ کی شان سب کائنات سے اعلیٰ اور ارفع ہے مگر خدا سے کم ہے۔ یہ اللہ ورسول میں فرق ہے۔ جو اب بھی رحمان و نبی آخرالزمان کا فرق نہ مانے تو اس کا بیڑا غرق ہے۔

جو اللہ کے احد ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ فرق کرتا ہے۔ اگر احد کے نعرہ کی چاشنی ومٹھاس پوچھنی ہے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُمیہ کے غلام ہیں، اُمیہ ظلم ڈھاتا ہے، نیچے گرم ریت اور سینہ پر بھاری وزنی پتھر رکھتا ہے، ہاتھوں میں میخیں گاڑتا ہے، گردن میں رسی ڈالتا ہے، شریر لڑکے اس رسی سے کھینچتے ہیں۔ اُمیہ کی اس ظالمانہ مار سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ بے قرار ہوتے ہیں۔ مگر عقیدہ توحید سے اتنی محبت و پیار ہے کہ آپ کی زبان پر احد احد کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے احد احد بلند کر کے کہا کہ ظالمو! اب میں ایک کا ہو گیا ہوں، ہر مصیبت برداشت کرلوں گا، مگر عقیدہ توحید کا اعلان نہیں چھوڑوں گا۔

تو اللہ کو واحد ماننا یہ عقیدہ توحید ہے۔

تیسرا عقیدہ۔ اللہ کی ذات صمد ہے

ایک اللہ کی ذات صمد ہے۔ صمدیت کی صفت کے ساتھ متصف ہے۔ وہ بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ ساری دنیا اس کی محتاج ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صمد کا معنی ہے۔ اَلَّذِیْ یَقْصُدُ اِلَیْهِ فِی الْحَوَائِجِ کُلِّهَا.
یعنی صمد وہ ہے کہ تمام دنیا، تمام ضروریات میں اس کی طرف قصد کرے۔ صمد کا معنی جو احتیاجی سے پاک ہے اور بے نیاز ہے۔ تمام دنیا اپنی ضروریات اللہ کے دروازہ پر لے

جاتی ہے تو اس میں بھی اللہ ورسول میں فرق ہے کہ اللہ کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔ حضور ﷺ کھاتے پیتے تھے۔ اللہ کسی کا محتاج نہیں۔ حضور ہر معاملہ میں ہر کام میں، ہر بات میں، ہر عمل میں، ہر فعل میں، ہر کلام میں، ہر وقت اللہ کے محتاج ہیں۔ تو اللہ کو صمد ماننا اور سب کو اللہ کا محتاج ماننا یہ عقیدہ توحید ہے۔

چوتھا عقیدہ: اللہ کی ذات لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے

اللہ کی ذات لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ہے۔

جس میں تین باتوں کا ذکر ہے۔

پہلی بات: کہ اللہ اولاد سے پاک ہے۔ یہود نے حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا، نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہا۔ مشرکین نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا۔ یہ عقائد غلط ہیں۔

دوسری بات: کہ اللہ تعالیٰ والدین سے پاک ہے۔

تیسری بات: کہ اللہ کی ذات شریکوں، مثیلوں سے پاک ہے۔ اس میں بھی اللہ ورسول میں فرق ہوا۔ خدا والدین سے پاک ہے، حضور ﷺ کے والدین ہیں، خدا اولاد سے پاک ہے۔ حضور ﷺ کی اولاد ہے تو اللہ اور رسول میں فرق ہوا تو اللہ کو اولاد، والدین اور شریکوں سے پاک ماننا یہ عقیدہ توحید ہے۔

پانچواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات کل کائنات کی خالق ہے

ایک اللہ کی ذات کل کائنات کی خالق ہے۔

انسانوں کا خالق اللہ ہے

سورۃ الفرقان میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا

کہ اللہ نے انسان کو پانی سے پیدا کیا۔ پھر اس کے لئے رشتہ داری اور دامادی قائم کی۔

تمام حیوانات کا خالق بھی اللہ ہے

سورہ نور میں ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّمْشِىْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَايَشَآءُ.

کہ اللہ نے ہر جاندار چیز کو پیدا کیا ہے۔ بعض ان میں سے اپنے پیٹ پر چلتے ہیں۔ جیسے سانپ وحشرات الارض اور بعض ان میں سے دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ جیسے انسان ہے، پرندے ہیں۔ مرغی ہے اور بعض ان میں سے چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ جیسے بھیڑ، بکری، گائے، بھینس، اونٹ وغیرہ۔

زمین و آسمان، نور و ظلمت کا خالق بھی اللہ ہے

سورۃ الانعام میں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور روشنی کو پیدا کیا۔ مگر کافر پھر بھی اللہ کے ساتھ دوسروں کو برابر ٹھہراتے ہیں۔

خلاصہ۔تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے۔

سورۃ الفرقان میں ہے۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا

کہ اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور اندازے پر قائم کیا۔

سورۃ الانعام میں ہے۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ.

کہ جو اللہ تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہی تمہارا رب ہے اور وہی معبود ہے۔ اس کی ہی عبادت کرو۔ تو یہ عقیدہ رکھنا ہوگا کہ سب کا خالق اللہ ہی ہے۔ اللہ کے سوا دوسرا کوئی خالق نہیں ہے۔ سورۃ الاعراف میں ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهِ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُوْنَ

مشرکین نے اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنا لیا ہے حالانکہ وہ خالق نہیں۔ انہوں نے کسی چیز کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ وہ مخلوق ہیں۔ ان کو بھی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ تو جب خالق اللہ ہے باقی سب مخلوق ہیں تو پھر دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ تو سب کا خالق ایک اللہ کو ماننا یہ عقیدہ توحید ہے۔

چھٹا عقیدہ۔ اللہ کی ذات کل کائنات پر قادر ہے

ایک اللہ کی ذات کل کائنات پر قادر ہے۔

سورۃ بقرہ میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سورۃ ال عمران میں ہے۔اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

سورۃ ملک میں ہے۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

ایک سورۃ میں ہے وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

سورۃ انعام میں ہے۔قُلْ ھُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُم عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ.

اللہ قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا یہ عذاب بھیجے کہ تمہیں مختلف فرقوں میں تقسیم کردے۔ اورتم کو ایک دوسرے سے لڑائی کا مزہ چکھائے۔ قادر کل صرف اللہ ہے۔ باقی سب عبدالقادر ہیں۔قادر کے بندے ہیں۔تو ایک اللہ کو قادر ماننا یہ عقیدہ توحید ہے۔

ساتواں عقیدہ: اللہ سب کا مالک ہے۔

اللہ کی ذات سب کی مالک ہے۔تمام چیزوں کا مالک ایک اللہ ہے۔

سورۃ فاتحہ میں ہے۔مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہ اللہ دن جزاء کا مالک ہے۔

سورۃ ملک میں ہے۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. عظمت والی ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں تمام کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔سورۃ ال عمران میں ہے۔قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ.

کہ اے پیغمبر تم بھی کہو کہ یا اللہ تو ہی سب کا مالک ہے۔تو ہی مالک الملک اصل بادشاہت تیری ہے۔ جس کو تو چاہے بادشاہت دے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے۔سورۃ مائدہ میں ہے۔

لِلّٰهِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَمَا فِیْهِنَّ

زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا مالک ایک اللہ ہے۔

سورۃ یٰسٓ میں ہے۔ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ

ہر چیز کی بادشاہت اللہ کے قبضہ میں ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ہے۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ

کہ زمین و آسمان کی سلطنت میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

سورۃ نساء میں ہے۔ اَمْ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْکِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا

کہ جس کو تم نے معبود بنا رکھا ہے۔ کیا ان کا سلطنت میں کچھ حصہ ہے کہ پھر وہ لوگوں کو تل کے برابر بھی نہ دیں۔

سورۃ انعام میں ہے۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

کہ اے پیغمبر آپ اعلان کریں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ کے تمام خزانوں پر میرا قبضہ ہے۔ اور تمام خزانے میرے پاس ہیں بلکہ تمام چیزوں کا مالک اللہ ہے۔

سورۃ الناس میں ہے۔ مَلِکِ النَّاسِ . کہ تمام لوگوں کا مالک بادشاہ اللہ ہے۔

تو عبادت بھی اسی کی کرو۔ سب کا مالک حقیقی ایک اللہ کو ماننا اور باقی مخلوق کو مملوک ماننا یہ عقیدہ توحید ہے۔

آٹھواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات رازق ہے

ایک اللہ کی ذات رازق ہے۔ تمام کو رزق اور روزی دینے والا ایک اللہ ہے۔

سورۃ الذاریات میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ

کہ ایک اللہ ہے روزی دینے والا زبردست طاقت والا۔ زمین پر جو چیز

چلنے والی ہے۔ان تمام چیزوں کا رازق اللہ ہے۔

سورۃ الھود میں ہے۔وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللهِ رِزْقُهَا

کہ جو چیز زمین پر چلتی ہے اس کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔ پھر اللہ کی مرضی کہ جس کو زیادہ دے اور جس کو کم دے۔

سورۃ الرعد میں ہے۔اَللهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ.

اللہ مالک ہے جس کیلئے چاہے روزی فراخ کرے اور جس کے لئے چاہے تنگ کرے۔

سورۃ الشوریٰ میں ہے۔لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ.

کہ رزق جو زمین و آسمان سے ملتا ہے۔اس کی تمام چابیاں اللہ کے پاس ہیں۔وہ جانتا ہے کہ کس کو رزق زیادہ دینا ہے اور کس کو کم بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

سورۃ سبا میں ہے۔ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ.

کہ اے پیغمبر آپ اعلان کریں کہ میرا رب روزی فراخ اور تنگ کرنے والا ہے۔لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔اللہ کے سوا کوئی دوسرا تمام جہان کا روزی رساں اور روزی دینے والا نہیں ہے۔

سورۃ سبا میں ہے۔قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللهُ.

کہ ان سے پوچھو کہ زمین و آسمان سے تم کو روزی دینے والا کون ہے۔تو

کہیں گے کہ اللہ ہے تو مشرک بھی اقرار کرتے تھے کہ رازق اللہ ہے۔

سورۃ الملک میں ہے۔ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَهٗ

کہ اگر اللہ تمہاری روزی روک دے تو کون تم کو روزی دے سکتا ہے۔ تو جب رازق اللہ ہی ہے تو اسی کی عبادت کرو۔

سورۃ فاطر میں ہے کہ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ

کہ اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو تم کو آسمان و زمین سے روزی دے جب روزی دینے والا اللہ ہے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کو معبود سمجھو۔ اسی کو معبود مانو۔ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ پھر کس طرح سے مشرکین تم کو سیدھے راستے سے پھیرے جاتے ہیں۔ تو سب کا رازق ایک اللہ کو ماننا اور باقی مخلوق کو مرزوق ماننا یہ عقیدہ توحید ہے۔

نواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات حاضر و ناظر ہے۔

ایک اللہ کی ذات حاضر و ناظر ہے۔ یعنی اللہ کی ذات ہر جگہ موجود ہے۔ اور ہر ایک کی کیفیت دیکھنے والا ایک اللہ ہے۔

سورۃ الحدید میں ہے۔ وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ

کہ تم جہاں بھی ہو جس حال میں بھی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ یعنی حاضر وہی ہے اور جو تم کرتے ہو اس کو اللہ دیکھنے والا ہے یعنی ناظر وہی ہے۔

سورۃ المجادلہ میں ہے۔ مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا

کہ اگر سر گوشی کرنے والے تین ہوں تو چوتھا اللہ ہوتا ہے۔ اور اگر پانچ ہوں تو چھٹا اللہ ہوتا ہے۔ نہ اس سے کم ہوں اور نہ اس سے زیادہ ہوں۔ مگر اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

سورۃ بروج میں ہے۔ وَاللہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ۔ کہ اللہ ہر چیز پر حاضر ہے۔

اللہ کے سوا کوئی حاضر و ناظر نہیں

اللہ کے سوا کوئی دوسرا ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود نہیں ہے۔ خواہ انبیاء ہوں یا ملائکہ ہوں یا اولیاء ہوں۔ حضور ﷺ جو سب کائنات کے سردار ہیں وہ بھی حاضر ناظر نہیں ہیں۔

پہلی دلیل

سورۃ آل عمران میں ہے۔ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ.

کہ اے پیغمبر جب حضرت مریم کی کفالت کے لئے ورثاء جھگڑ رہے تھے اور وہ قرعہ کے لئے اپنی قلمیں ڈال رہے تھے۔ آپ ان کے پاس موجود نہ تھے بلکہ یہ خبر آپ کو اللہ نے دی ہے۔ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ. دلیل ہے کہ حضور حاضر و ناظر نہیں۔

دوسری دلیل

سورۃ یوسف میں ہے وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ اَجْمَعُوْا اَمْرَھُمْ وَھُمْ یَمْکُرُوْنَ.

کہ اے پیغمبر جب حضرت یوسفؑ کے بھائی مشورہ کر رہے تھے اور حضرت یوسفؑ کے خلاف تجاویز کر رہے تھے۔ آپ ان کے پاس نہ تھے۔ یہ خبر بھی آپ کو اللہ نے دی ہے۔ اس جگہ بھی وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِم دلیل ہے کہ حضور حاضر و ناظر نہیں ہیں۔

تیسری دلیل

سورۃ قصص میں ہے۔ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ٥ وَلَٰكِنَّآ أَنشَأْنَا قُرُونًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِيٓ أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِنَا وَلَٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ٥ وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلَٰكِن رَّحْمَةً مِّن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ.

یعنی کوہ طور کی جانب غربی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت ملی اور کتاب تورات ملی۔ ان کے یہ واقعات آپ ایسے بیان کر رہے ہیں جیسا کہ آپ اس جگہ کھڑے ہوں حالانکہ آپ اس واقعہ کے مقام پر موجود نہ تھے۔ معلوم ہوا امی کی زبان سے یہ سب باتیں اللہ نے بذریعہ وحی کہلوائی ہیں۔ معلوم ہوا پیغمبر حاضر و ناظر اور عالم الغیب نہیں ہے۔ یہ اللہ نے آپ کی زبان سے ادا کرایا ہے۔

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اور وَمَا كُنتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ اور وَمَا كُنتَ ثَاوِيًا فِيٓ أَهْلِ مَدْيَنَ اور وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ حضور ﷺ اس جگہ موجود نہ تھے البتہ گزشتہ حالات بذریعہ وحی، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اس لئے بتلائے۔ لتنذر تاکہ پچھلوں کے واقعات سنا کر مخلوق کو غفلت سے بیدار کرو اور نصیحت کرو۔

چوتھی دلیل۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا واقعہ

صحاح ستہ کی کتابوں میں ہے غزوہ بنی مصطلق میں سفر کے موقعہ پر حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہو گیا۔ قافلہ اس کی تلاش میں تھا۔ اس جگہ پانی بھی نہ تھا تو اس سے سینکڑوں صحابہؓ کو تکلیف ہوئی تو اس وقت تیمّم کی آیت اتری تو حضرت اسید بن

حضیرؓ نے کہا کہ اے خاندانِ ابوبکرؓ تم پر رحمت ہو کہ تمہاری تکلیف کی وجہ سے اللہ نے یہ رحمت فرمائی کہ تیمّم کا حکم اتار دیا۔ جب قافلہ کوچ کرنے لگا تو جس اونٹ پر حضرت عائشہؓ تھیں اس کو جب اٹھایا تو اس کے نیچے ہار تھا۔ اگر حضور حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتے تو فرما دیتے کہ ہار فلاں جگہ پڑا ہے اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔

پانچویں دلیل۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا واقعہ

بخاری شریف میں ہے قافلہ جنگل میں تھا۔ حضرت عائشہؓ اپنی ضرورت کے لئے باہر نکلیں۔ قافلہ کو آپ کا علم نہ تھا قافلہ روانہ ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ واپس آئیں تو قافلہ نہیں تھا۔ اس سے حضرت عائشہؓ پریشان ہو گئیں اور پھر سوچا کہ اب آگے نہ چلوں بلکہ یہیں بیٹھ جاؤں۔ جب قافلہ مجھے نہ پائے گا تو میری تلاش میں نکلیں گے اور اسی جگہ آئیں گے۔ ادھر حضور ﷺ نے انتظام فرما دیا تھا کہ صحابی حضرت صفوانؓ بن معطل قافلہ کے پیچھے چلیں اور اگر کسی کی گری پڑی چیز ہو تو وہ اس کو اٹھا لے تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کو دیکھا تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ کہ مسلمانوں کی ماں جنگل میں اکیلی قافلہ سے پیچھے رہ گئی۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ حضرت عائشہؓ سوار ہو گئیں تو اس نے باگ پکڑ لی اور روانہ ہوا اور قافلہ میں پہنچ گئے تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور اس کی جماعت منافقین کو موقعہ مل گیا تو انہوں نے الزام تراشی کی اور بہتان لگایا۔ حضرت عائشہؓ سے جب حضور ﷺ نے پوچھا تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اس صحابی نے صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور زبان سے کوئی بات نہیں نکالی۔ مگر منافقین نے اس بات کو پھیلایا۔

چالیس دن گزر گئے حضور ﷺ پریشان، حضرت عائشہؓ پریشان، حضرت

عائشہؓ کی والدہ ام رومانؓ پریشان، حضرت عائشہؓ کے والد ابوبکرؓ پریشان۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے پوچھا اور مشورہ کیا۔ جس کی داستان لمبی ہے۔ بالآخر اللہ نے سورۃ نور کی سترہ آیات اتار کر حضرت عائشہ کی پاکدامنی کا اعلان کیا۔ اگر حضور ﷺ حاضر و ناظر و عالم الغیب ہوتے تو اتنی پریشانی کیوں اٹھانی پڑتی۔ آپ فرما دیتے کہ یہ الزام و بہتان ہے۔ مگر جب تک اللہ کی طرف سے صفائی نہیں آئی آپ پریشان رہے۔ مشورہ کرتے رہے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر جگہ موجود غیب دان نہیں ہیں۔

چھٹی دلیل۔ معراج کا واقعہ

جو حاضر و ناظر ہوتا ہے وہ ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جاتا نہیں۔ اور جو ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائے وہ حاضر و ناظر ہوتا نہیں۔ اگر حضور ﷺ حاضر و ناظر ہوں تو آپ کے معراج کا انکار ہوتا ہے۔ اور آپ کی ہجرت کا انکار ہوتا ہے۔ اور آپ کے گھر سے مسجد اور مسجد سے گھر جانے کا انکار ہوتا ہے۔ آپ کے مدینہ منورہ سے غزوات میں جانے کا انکار ہوتا ہے۔ کیونکہ معراج کی رات حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں کعبہ کے اندر تھے۔ پھر وہاں سے شام میں بیت المقدس پہنچے، پھر وہاں سے پہلے آسمان پر، پھر دوسرے آسمان پھر، تیسرے آسمان پر، پھر چوتھے آسمان پر، پھر پانچویں آسمان پر، پھر چھٹے آسمان پر، پھر ساتویں آسمان پر پہنچے، پھر بیت المعمور میں پھر سدرۃ المنتہیٰ پر پھر دَنَا فَتَدَلّٰی کے مقام پر پہنچے تو معراج میں آپ ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ گئے ہیں۔ اگر معراج برحق ہے اور یقیناً معراج برحق ہے تو حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ غلط ہے۔

ساتویں دلیل۔ ہجرت کا واقعہ

اسی طرح ہجرت میں حضور ﷺ نے گھر کو چھوڑا اور کعبۃ اللہ میں ملتزم سے سینہ مبارک لگا کر غلاف کعبہ پکڑ کر رو کر کہا کہ میرے اللہ کا گھر کیسا عمدہ ہے۔ اگر قوم مجھے نہ نکالتی تو میں نہ جاتا۔ پھر رات کو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ گھر سے چلے۔ غار ثور میں پہنچے پھر تین دن غار میں رہنے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے۔ چودہ دن قبا میں رہے۔ مسجد کی تعمیر ہوئی پھر جمعہ بنوسلمہ کے محلّہ میں پڑھا۔ پھر مدینہ کے شہر میں پہنچے۔ تو ہجرت میں آپ نے ایک جگہ چھوڑی۔ دوسری جگہ گئے اگر ہجرت برحق ہے تو حضور کے حاضر و ناظر ہونیکا عقیدہ غلط ہے اور یقیناً ہجرت برحق ہے لہٰذا مشرک کا عقیدہ غلط ہے اسی طرح حضور ﷺ کی زندگی کے لمحات ایسے گزرے کہ آپ گھر سے نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے پھر واپس مسجد سے گھر تشریف لاتے۔ اگر حضور ﷺ ہر جگہ موجود ہیں تو آپ کا مسجد سے گھر یا گھر سے مسجد آنا، جانا یہ کیا ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی زندگی کے لمحات کفر کے مقابلہ کیلئے غزوات میں بھی گزرے تو آپ مدینہ سے میدان بدر گئے، میدان احد کو گئے اگر حضور ہر جگہ موجود ہیں تو آپ کا مدینہ سے باہر جانا اور پھر وہاں سے مدینہ واپس آنا یہ کیا ہے۔ یہ تمام چیزیں معراج، ہجرت، غزوات وغیرہ حق ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور ﷺ حاضر و ناظر نہیں ہیں بلکہ حاضر و ناظر صرف اللہ کی ذات ہے۔

حضور ﷺ کی موجودگی میں کوئی امام نہیں بن سکتا

آج کا غالی سامری کہتا ہے کہ حضور ﷺ ہر جگہ موجود ہیں اس سے پوچھو جب آقا موجود ہیں تو مصلے پر امام کیوں ہے۔

ہمارے نبی ﷺ کی موجودگی میں تو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت

عیسیٰ علیہ السلام تک کوئی نبی امام نہیں بن سکتا! تو سامری کیسے مصلے پر کھڑا ہوگیا۔ پھر خود کرسی پر بیٹھا ہے پھر کہتا ہے۔ اٹھو اٹھو حضور ﷺ آ گئے ہیں۔ آ گیا راج والا آ گیا معراج والا۔ کتنا بڑا جھوٹ بول رہا ہے ۔ اگر حضور ﷺ حاضر و ناظر ہر وقت، ہر جگہ موجود ہیں تو آ گیا کا کیا مطلب ہے۔ کیونکہ اسکا معنی تو یہ ہے کہ پہلے نہ تھے اب آ گئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ یمن چھوڑ کر حضرت ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت بلالؓ حبشہ چھوڑ کر پیغمبر کے پاس آئے حضرت صہیبؓ روم سے آئے۔ حضرت سلمان فارسؓ سے آئے۔ عمروؓ بن طفیل دوس سے پیغمبر کے پاس آئے۔ سینکڑوں صحابہ مکہ سے ہجرت کر کے حضور ﷺ کے پاس مدینہ آئے ہیں۔ ستر ہزار فرشتے صلوٰۃ وسلام کے لئے حضور ﷺ کے پاس آتے ہیں۔ جبریل وحی لے کر حضور ﷺ کے پاس آتے ہیں۔ قرآن لوح محفوظ سے اتر کر حضور ﷺ کے پاس آیا۔ مگر آج کا قبر پرست کہتا ہے کہ محمد ﷺ میرے پاس آیا۔ اٹھو اٹھو **السلام علیک یارسول اللہ** سرکار آ گئے ہیں۔ جب اللہ نے معراج کی رات اپنے پیغمبر کو بلایا تو جبریل کو بھیجا، میکائیل کو بھیجا۔ ستر ہزار فرشتے بھیجے۔ جنت کا تھال بھیجا۔ جنت کا پانی بھیجا۔ زمزم کے پانی سے آپ کا قلب اطہر دھویا گیا۔ قبر کا عذاب ختم کرایا۔ جہنم کے دروازے بند کیے۔ جنت کے دروازے کھولے گئے ۔ جنت کو سنوارا گیا۔ مزین کیا گیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کو بیت المقدس جمع کیا گیا۔ حضور ﷺ کو امام بنایا گیا۔ انبیاء کو مقتدی بنایا گیا۔ کیا تیرے پاس اتنا انتظام ہے۔ کہ نبی کو تو اپنے در گھر پر بلاتا ہے۔ صرف حلوے کی دیگ اور لڈو کی پلیٹ تقسیم کر کے کہتا ہے۔ کہ نبی آ گیا ہے۔ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

سنو! میرا نبیؐ روضہ میں موجود ہے۔ اور نور نبوت پوری کائنات میں موجود ہے۔ کیونکہ میرا نبیؐ عجمی نہیں بلکہ عربی ہے۔ پھر پورے عرب میں پیدا نہیں ہوا بلکہ مکہ میں پیدا ہوا۔ پورے مکہ میں پیدا نہیں ہوا بلکہ عبد المطلب کی حویلی میں پیدا ہوا۔ پھر پوری حویلی میں پیدا نہیں ہوا بلکہ عبداللہ کے گھر میں پیدا ہوا۔ پھر پورے گھر میں پیدا نہیں ہوا بلکہ ایک کونے میں پیدا ہوا پورے کونے میں پیدا نہیں ہوا بلکہ آمنہ کے بستر پر پیدا ہوا۔ تو جو حضور ﷺ کو ہر جگہ مانتا ہے تو وہ حضور ﷺ کو اللہ کی صفت حاضر و ناظر میں شریک کرتا ہے اور کسی دوسرے کو اللہ کی صفت میں شریک کرنا شرک ہے تو جو اللہ کے سوا دوسرے کو حاضر و ناظر کہے گا مشرک ہوگا۔

صحابہؓ کا عقیدہ

صحابہ کا عقیدہ بھی یہی تھا۔ کہ حضورؐ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں جیسا کہ شمائل ترمذی میں حضرت انسؓ کی روایت ہے لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ الْمَدِيْنَةَ فَلَمَّا ارْتَحَلَ مِنها اَظْلَمَ.

کہ جب حضور ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے مدینہ کے درودیوار روشن ہو گئے۔ اور جب آپ دنیا سے رخصت ہوئے تو مدینہ میں اندھیرا چھا گیا اگر حضور حاضر و ناظر تھے تو دخل رسول اللہ کا کیا مطلب۔ اس سے صاف واضح ہے کہ آپ پہلے مدینہ میں نہ تھے۔ پھر داخل ہوئے۔ مدینہ کی چھوٹی بچیوں کا عقیدہ بھی پختہ تھا۔ کیونکہ جب حضور ﷺ ہجرت کے ارادہ سے مدینہ تشریف لے گئے تو وہ بچیاں مکانوں کی چھتوں پر یہ اشعار کہہ رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبُدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ　　وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

أَیُّهَا الْمَبْعُوثُ فِینَا   جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ
نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَارِ   فَیَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ

چودھویں کا چاند ہم پر طلوع ہوا ہے وداع کی گھاٹیوں سے۔
ہم پر اللہ کا شکر لازم ہے۔ جب تک اللہ سے دعا مانگنے والے دعا مانگتے رہیں گے۔
اے وہ ذات جو ہم میں مبعوث ہوئی تو ایسی بات لیکر آیا جس کی اطاعت ہم پر ضروری ہے۔
ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں ہمارا نصیبہ کیا اچھا ہے کہ آج محمد ﷺ ہمارے ہمسایہ ہیں۔

تو یہ باشعور بچیاں بھی کہہ رہی تھیں کہ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا. کہ پہلے آپ مدینہ میں نہ تھے اور اب یہ چاند طلوع ہو کے آ رہا ہے۔ مدینہ کی چھوٹی بچیاں سچی ہیں اور آج کا مشرک جھوٹا ہے۔

دسواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات عالم الغیب ہے

ایک اللہ عالم الغیب غیب دان تمام پوشیدہ چیزوں کے جاننے والا ہے۔

سورۃ انعام میں ہے۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِیحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِی ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتَابٍ مُّبِیْنٍ.

کہ تمام غیب کے خزانوں کی چابیاں ایک اللہ کے پاس ہیں۔ اللہ کے سوا ان کو اور کوئی نہیں جانتا اور وہ اللہ جانتا ہے۔ جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے۔ اور زمین پر کوئی پتہ نہیں گرتا۔ مگر اللہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں پڑتا۔ اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے۔ مگر سب کچھ لوح محفوظ میں ہے۔ جو اللہ کے علم میں ہے۔

سورۃ ھود میں ہے۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

کہ تمام آسمان وزمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم ایک اللہ کے لئے ہے۔

سورۃ سبا میں ہے۔

عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذَالِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ.

کہ اللہ پوشیدہ چیز کو جاننے والا ہے۔ آسمان وزمین میں رائی کے دانہ کے برابر یا اس سے کوئی چھوٹی یا بڑی چیز نہیں ہے۔ جو اللہ سے پوشیدہ ہو بلکہ وہ سب چیز لوح محفوظ میں ہے جو اللہ کے علم میں ہے۔

سورۃ حجرات میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.

کہ اللہ آسمان وزمین کی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔

سورۃ توبہ میں ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ.

کہ اللہ خفیہ اور سرگوشی کو جانتا ہے اور وہ تمام غیب کو جاننے والا ہے۔

سورۃ النمل میں ہے۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ.

کہ آسمان وزمین میں تمام پوشیدہ چیزوں کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

سورۃ الحدید میں ہے۔ وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ. کہ اللہ سینوں کے بھید جاننے والا ہے۔

سورۃ رعد میں ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ.

ہر ماں جو پیٹ میں اٹھاتی ہے اور جو کچھ سکڑتا ہے اور بڑھتا ہے وہ سب اللہ ہی جانتا ہے۔

سورۃ جن میں ہے۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ.

کہ اللہ ہی غیب کا جاننے والا ہے۔ اور غیب پر کسی کو خبر نہیں دیتا مگر جس کو اپنا رسول منتخب کرتا ہے۔ اس کو غیب کی خبر دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔ یہ دھوکہ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ رسول کو علم غیب ہوتا ہے۔ کیونکہ علم غیب وہ ہوتا ہے جو بغیر واسطہ کے ہو اور جو واسطہ کے ساتھ ہو یعنی اللہ بتلائے تو یہ علم غیب نہیں بلکہ اطلاع علی الغیب ہے تو جب اللہ نے نبی کو خبر دی ہے تو یہ اطلاع غیب ہے۔ لہٰذا نبی غیب دان نہ ہوگا۔ اس لئے غالی مشرک سامری کا یہ کہنا کہ حضورؐ کو غیب کا علم ہے اور آپ عالم الغیب ہیں تو یہ غلط عقیدہ ہے۔ اگر حضور ﷺ عالم الغیب ہوں تو وحی کا انکار ہوتا ہے کیونکہ جب غیب کا علم تھا تو پھر آپ پر وحی کیوں اتری۔

اس لئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

مَنْ حَدَّثَکَ اَنَّ النَّبِیَّ یَعْلَمُ الْغَیْبَ فَقَدْ کَذِبَ وَهُوَ یَقُوْلُ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ.

کہ جو تجھے یہ کہے کہ حضور ﷺ غیب کو جانتے ہیں اس نے جھوٹ کہا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ تو فرماتے ہیں کہ غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔

خَمْسٌ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ.

پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ کو ہے

جیسا کہ سورۃ لقمان میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ وَیَعۡلَمُ مَافِی الۡاَرۡحَامِ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّا ذَا تَکۡسِبُ غَدًا وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ ۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ

پہلی چیز: کہ قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم ایک اللہ کے پاس ہے۔

دوسری چیز: کہ بارش کب ہوگی؟ اس میں نفع ہوگا یا نقصان ہوگا۔ یہ علم بھی اللہ کو ہے۔

تیسری چیز: جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے مذکر ہے یا مونث۔ ایک ہے یا دو، تندرست ہے یا کمزور، رنگ کا سفید ہے یا سیاہ، سعید ہے یا شقی، جنتی ہے یا جہنمی؟ یہ علم بھی اللہ کے پاس ہے۔

چوتھی چیز: کہ انسان کل کیا کرے گا؟ کس حال میں ہوگا؟ خوشحال ہوگا یا بدحال، غنی ہوگا یا فقیر؟ یہ علم بھی اللہ کو ہے۔

پانچویں چیز: کہ انسان کو موت کہاں ہوگی؟ حضر میں ہوگی یا سفر میں؟ پھر سفر میں کس جگہ ہوگی؟ یہ علم بھی اللہ کے پاس ہے۔

سورۃ اعراف میں ہے یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرۡسٰهَا قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّیۡ لَا یُجَلِّیۡهَا لِوَقۡتِهَاۤ اِلَّا هُوَ.

کہ مشرکین آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ کب واقع ہوگی۔ تو تم ان سے کہہ دو کہ اس کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ وہی اس کے وقت کو کھولے گا اور وقت مقررہ پر قیامت کو لائے گا۔

سورۃ جن میں ہے۔ قُلۡ اِنۡ اَدۡرِیۡۤ اَقَرِیۡبٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ اَمۡ یَجۡعَلُ لَهٗ رَبِّیۡۤ اَمَدًا

کہ اے پیغمبر آپ فرمادیں کہ قیامت کے دن میں جس عذاب کا اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا اللہ نے اس کے لئے کچھ مدت مقرر کی ہے تو سامری کی بات غلط ثابت ہوئی۔

قرآن وحدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ بھی عالم الغیب نہیں ہیں جواللہ کی صفت میں دوسرے کوشریک کرے گا۔وہ مشرک ہوگا۔

اشارات فریدی میں خواجہ غلام فرید کا قول ہے۔وہ فرماتے ہیں۔

عِلمِ غیب خاصہ خدااست۔وَخَاصَّةُ الشَّیْءِ مَا یُوْجَدُ فِیْهِ وَلَا یُوْجَدُ فِیْ غَیْرِهٖ.

علم غیب اللہ کا خاصہ ہے اورشئ کا خاصہ اس چیز میں ہوتا ہے۔دوسری چیز میں نہیں ہوتا۔لہٰذا عالم الغیب صرف اللہ ہے۔مگرافسوس ہے ان جاہلوں پر جواپنوں کی بات بھی نہیں مانتے بلکہ خدا کی صفات میں انبیاء واولیاء کوشریک کرتے ہیں۔

گیارہواں عقیدہ۔علم کلی صرف اللہ کو ہے

علم کلی صرف اللہ کے لئے ہے۔یعنی ایک اللہ کی ذات ہے جس کو تمام چیزوں کا علم ہے۔جوزمین وآسمان اور آسمان سے اوپر اور زمین کے نیچے اور زمین و آسمان کے درمیان اورعرش وزمین اورتمام کائنات کے ذرہ ذرہ کاعلم رکھتا ہے۔

سورۃ بقرہ میں ہے۔وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

سورۃ حجرات میں ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

آسمان وزمین کی تمام چیزوں کواللہ جانتا ہے۔

سورۃ انعام میں ہے۔عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ.

کہ پوشیدہ وحاضر سب کواللہ جانتا ہے۔

سورۃ الحدید میں ہے يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا.

کہ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو چیز زمین سے نکلتی ہے اور جو چیز

آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز آسمان میں چڑھتی ہے سب کو اللہ جانتا ہے۔

سورۃ رعد میں ہے۔ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ سَوَآءٌ مِّنكُم مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ ۢ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ ۢ بِالنَّهَارِ.

کہ اللہ پوشیدہ وظاہر کو جاننے والا ہے۔ جو اللہ بڑا ہے اور بلند مرتبہ والا ہے۔ خواہ تم میں سے کوئی چپکے سے بات کرے یا زور سے کہے اور جو رات کو چھپ جائے اور جو دن کو چلے سب کو اللہ جانتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی نبی یا فرشتہ یا ولی کو تمام چیزوں کا علم نہیں ہے۔

آیۃ الکرسی میں ہے۔ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ.

اللہ کا علم آسمان وزمین سے فراخ ہے اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ مگر جس کو جتنا اللہ نے عطا کر دیا ہے۔

حدیث

بخاری شریف میں روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر اکٹھے دریا کے اندر کشتی پر سفر کر رہے تھے تو ایک چڑیا نے دریا سے چونچ کے ساتھ پانی کو لیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے کہا کہ تیرا علم اور میرا علم اور تمام کائنات کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں ایسے ہے جیسا کہ اس چڑیا کا دریا سے چونچ میں پانی کا لینا ہے تو جیسے اس قطرہ کو دریا سے کوئی نسبت نہیں۔ اسی طرح کائنات کے علم کو اللہ کے علم کے مقابلہ میں بھی کوئی نسبت نہیں ہے۔ معلوم ہوا علم کلی اور علم غیب صرف اللہ کے لئے ہے۔ انبیاء اور فرشتے اور جنات اور اولیاء میں سے کوئی نہ علم کلی

رکھتا ہے اور نہ عالم الغیب ہے۔

فرشتوں کا عقیدہ

فرشتوں کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ سورۃ بقرہ میں ہے فرشتوں نے کہا

سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ.

اے اللہ تو پاک ہے کہ ہمیں تو اتنا علم ہے جو تو نے عطا کیا ہے۔ ایک تو ہی ہے جو تمام چیزوں کو جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے۔

انبیاءؑ کا عقیدہ

انبیاء کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ سورۃ مائدہ میں ہے۔

یَوۡمَ یَجۡمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوۡلُ مَاذَاۤ اُجِبۡتُمۡ قَالُوۡا لَا عِلۡمَ لَنَا اِنَّکَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ.

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کو جمع کریں گے اور فرمائیں گے **مَاذَاۤ اُجِبۡتُمۡ** تمہاری امتوں نے تم کو کیا جواب دیا تھا۔ تو انبیاء کہیں گے ہمیں تو علم نہیں ہے۔ ایک تو ہی ہے جو پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا ہے۔

حضور ﷺ کا عقیدہ

حضور ﷺ کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

سورۃ ھود میں ہے۔ **وَلَاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَاۤ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ.**

میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔

سورۃ اعراف میں ہے۔ **وَلَوۡ کُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ لَاسۡتَکۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَیۡرِ.**

اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت بھلائیاں حاصل کر لیتا۔ دشمنوں کی طرف

سے مجھے کہیں تکلیف نہ پہنچتی اور ظاہری شکست بھی نہ ہوتی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

سورۃ مائدہ میں ہے۔ تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْب.

قیامت کے دن اللہ کہیں گے کہ اے عیسیٰ تم نے ان کو کہا تھا کہ اللہ کے سوا میری اور میری ماں کی عبادت کرو۔ تو حضرت عیسیٰ کہیں گے مجھے یہ حق کیسے ہوسکتا تھا کہ میں ان کو یہ کہتا یا اللہ جو میرے نفس میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے نفس میں ہے میں نہیں جانتا۔ صرف تو ہی پوشیدہ چیزوں کے جاننے والا ہے۔

صحابہؓ کا عقیدہ

صحابہ کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔

جب ستر قاریوں کو بیر معونہ پر شہید کیا گیا تو وہ کہہ رہے تھے۔

اَللّٰھُمَ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِیَّنَا اِنَّا لَقِیْنَا رَبَّنَا.

کہ اے اللہ ہمارے نبی کو خبر دے دو کہ ہم اپنے رب کو مل چکے ہیں۔ اللہ ہم سے راضی ہو چکا ہے۔ اور ہم اللہ سے راضی ہو چکے ہیں اور دوسری روایت میں اَخْبِرْ قَوْمَنَا کہ ہماری قوم کو یعنی صحابہ کو خبر دے دو۔ معلوم ہوا ان کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ یا صحابہ حاضر و ناظر یا عالم الغیب نہیں ہیں۔ ورنہ اخبر کیوں کہتے۔

حدیث

ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ایک یہودی عورت نے

بکری کا گوشت ھدیہ بھیجا۔ جس میں زہر ملی ہوئی تھی۔ بعض صحابہ نے کھایا اور وہ شہید ہو گئے۔ اگر حضورؐ عالم الغیب تھے تو صحابہ کو اس زہر آلود گوشت کھانے سے روک لیتے۔ پھر آپ کا معجزہ تھا کہ آپ نے بھی کھانے کا ارادہ کیا تو گوشت نے کہا کہ مجھے نہ کھائیں۔ اِنِّیْ مَسْمُوْمٌ. میرے اندر زہر ملی ہوئی ہے۔ اور بعض روایات میں آتا ہے کہ کچھ کھا بھی لیا تھا اس کا اثر آخر زندگی میں وفات کے وقت بھی ظاہر ہوا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ خیبر میں جو مجھے زہر آلود گوشت دیا گیا تھا۔ اس زہر کا اثر اب پاتا ہوں۔ اور اسی وجہ سے میری شہ رگ کٹ رہی ہے۔

حدیث

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک رات بستر پر سو گئے۔ رات کو کروٹ کو بدلا تو پہلو کے نیچے کھجور کا دانہ پایا۔ آپ نے اس کو اٹھا کر کھا لیا لیکن پھر ساری رات کروٹ بدلتے رہے اور پریشان رہے اور نیند نہ آئی۔ تو حضور ﷺ سے آپ کی زوجہ نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے پہلو کے نیچے پڑی ہوئی کھجور کھالی ہے۔ مگر مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ صدقہ کی کھجور نہ ہو۔ اگر حضور ﷺ عالم الغیب تھے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ یہ کھجور صدقہ کی نہیں ہے۔ پھر پریشانی کی کیا ضرورت تھی۔ اور ساری رات بے چین کیوں رہے۔ اگر حضورؐ کو علم غیب اور علم کلی ہوتا اور آپ کو معلوم بھی ہوتا کہ حدیبیہ کے موقعہ پر عمرہ نہ کرسکیں گے اور واپس آجائیں گے۔ تو پھر عمرہ کا احرام کیوں باندھا۔ عالم الغیب صرف اللہ ہے کوئی نبی عالم الغیب نہیں ہے اور نہ علم کلی ان کے پاس تھا۔

اگر حضرت ابراہیمؑ کو علم غیب یا علم کلی تھا اور آپ کو معلوم تھا کہ چھری نہ چلے گی تو پھر چھری اسماعیلؑ کی گردن پر کیوں چلائی۔ اتنی تکلیف کیوں اٹھائی۔ اور اگر حضرت یعقوبؑ کو علم کلی یا علم غیب ہوتا تو ان کو علم ہوتا کہ حضرت یوسفؑ موجود ہیں پھر ان کی جدائی میں اتنی مدت کیوں روتے رہے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم کلی یا علم غیب ہوتا تو پھر حضرت خضرؑ سے کشتی کے توڑنے اور بچہ کو قتل کرنے اور دیوار کے بنانے کے تین سوال کیوں کرتے۔ جب حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ سے ملاقات کرتے ہیں۔ تو حضرت خضرؑ فرماتے ہیں اے موسیٰ! تم کو علوم شرعیہ کا علم ہے جو مجھے نہیں اور مجھے علوم تکوینیہ کا علم ہے جو تجھے نہیں۔ یہ اعلان قرآن کا ہے۔ معلوم ہوا کسی نبی کو علم کلی یا علم غیب نہیں یہ صرف اللہ کا خاصہ ہے۔ جب انبیاء حاضر و ناظر، عالم الغیب علم کلی رکھنے والے نہیں تو پھر پیر، فقیر، ولی کس طرح حاضر و ناظر غیب دان ہو سکتے ہیں؟

بارہواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات مختار کل ہے

ایک اللہ کی ذات مختار کل ہے۔ یعنی دنیا و آخرت میں تمام اختیارات و تصرفات ایک اللہ کے لئے ہیں۔

پہلی دلیل

سورۃ قصص میں ہے۔ وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَایَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَاکَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ.

اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اسی اللہ کے لئے اختیار ہے۔ اللہ کے سوا دوسروں کے لئے کوئی اختیار نہیں۔

سورۃ یوسف میں ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ

سورۃ حج میں ہے۔اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ

سورۃ ابراہیم میں ہے۔وَیَفۡعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ

سورۃ آل عمران میں ہے۔ کَذٰلِکَ یَفۡعَلُ اللّٰہُ مَایَشَآءُ

کہ اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔وہی مختار کل ہے۔

سورۃ مائدہ میں ہے۔اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَایُرِیۡدُ

جواللہ ارادہ کرتا ہے وہی فیصلہ کرتا ہے۔

سورۃ حج میں ہے۔اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ. اللہ وہ کرتا ہے جس کا ارادہ کرتا ہے۔

سورۃ بقرہ میں ہے۔وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ.

کہ اللہ وہ کرتا ہے جوارادہ کرتا ہے۔

سورۃ مریم میں ہے۔اِذَا قَضٰی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ.

جب اللہ کسی کام کاارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔

سورۃ انبیاء میں ہے۔لَایُسۡئَلُ عَمَّا یَفۡعَلُ وَھُمۡ یُسۡئَلُوۡنَ.

کہ اللہ سے کوئی سوال نہیں کرسکتا کہ یہ کام کیوں کیا۔مگر جن کو تم نے مختار کل بنا رکھا ہے۔ان سے سوال ہوگا کہ یہ کام کیوں کیا۔حضور ﷺ تو خود دعا فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعۡطَیۡتَ وَلَا مُعۡطِیَ لِمَا مَنَعۡتَ

کہ اے اللہ جس کو تو دے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے تو روکے اس کو کوئی دے نہیں سکتا۔سب تیرے اختیار میں ہے۔

تو معلوم ہوا کہ مختار کل صرف اللہ ہے۔ان آیات سے واضح ہوا کہ مشیت و ارادہ صرف اللہ کا چلتا ہے۔

ایک شخص نے کہا مَاشَآءَ اللّٰہُ وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ. جو اللہ چاہے اور اس کا رسول چاہے تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدّاً. کہ تو نے مجھے اللہ کا شریک کر دیا ہے۔ صرف ماشاء اللہ وحدہ کہہ۔ کہ وہ ہوگا جو صرف اللہ چاہے گا۔

دوسری دلیل۔ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ

دوسری دلیل حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے غرق ہونے کا واقعہ ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا۔ سورۃ ہود میں ہے۔

اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ.

یا اللہ! میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ حق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام چاہتے تھے کہ بیٹا غرق نہ ہو مگر اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ یہ مشرک ہے غرق ہوگا اور فرمایا اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ کہ جب یہ مشرک ہے تو اس کا نام آپ کے اہل کی لسٹ سے خارج ہو گیا۔ اس لئے یہ غرق ہوگا، معلوم ہوا کہ اللہ مختار کل ہے۔ اگر نوحؑ مختار کل ہوتے تو اپنے بیٹے کو بچا لیتے۔

تیسری دلیل۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ

حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری تیز کی۔ حضرت اسماعیل کو لٹایا پھر چھری چلائی لیکن چھری نہیں چلی، دیکھیں کہ حضرت ابراہیمؑ نبی ہیں اور ان کا ارادہ ہے کہ چھری چلے اور بیٹا ذبح ہو جائے۔ حضرت اسماعیل بھی نبی ہیں ان کا ارادہ ہے کہ ذبح ہو جاؤں مگر کسی کا ارادہ پورا نہ ہوا۔ حضرت اسماعیل کی گردن کو چھری نہیں کاٹتی۔ تو حضرت ابراہیم نے چھری سے پوچھا

کہ چمڑے پر کیوں نہیں چلتی تو چھری نے جواب دیا کہ اللہ حکم دیتا ہے کہ نہیں چلنا اور حضرت ابراہیم حکم دیتے ہیں کہ چل جائے تو میں رب جلیل کا حکم کس طرح رد کروں۔ حضرت اسماعیل کا ایک بال بھی نہیں کٹا۔ اگر حضرت ابراہیم و اسماعیل مختار کل ہوتے تو چھری چل جاتی اور گردن کٹ جاتی۔ ان کا ارادہ پورا نہ ہوا بلکہ ارادہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا۔ معلوم ہوا صرف اللہ تعالیٰ مختار کل ہے۔

چوتھی دلیل۔ ابو طالب کا واقعہ

حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کے اسلام نہ لانے کا واقعہ ہے۔ کہ حضور ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا۔ قُلْ يَا عَمِّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اے چچا کلمہ طیبہ پڑھ لے توحید کا اقرار کرلے، دل سے تصدیق کا اظہار کرلے۔ قیامت کے دن میں تیری سفارش کروں گا۔ مگر ابو طالب نے کہا کہ میں جانتا ہوں واقعی تیرا مذہب تمام مذاہب سے سچا اور عمدہ ہے۔ مگر میں لوگوں کی عار قبول نہیں کرتا۔ لوگ کہیں گے کہ یہ آخر میں ڈر گیا تھا۔ اور اپنے آباؤاجداد کے دین کو چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے میں اقرار نہیں کرتا۔ ابو طالب حضور ﷺ کا محسن تھا۔ آپ کی پرورش بھی کی اور خدمت بھی کی۔ مگر حضور کی کوشش کے باوجود کلمہ نہیں پڑھا۔ جب اس کے کلمہ نہ پڑھنے کی وجہ سے آپ پریشان ہوئے تو یہ آیت اتری۔

سورۃ قصص میں ہے۔ اِنَّکَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ

کہ آپ جس کی ہدایت کو پسند کریں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ جب ابو طالب فوت ہوگئے تو حضرت علیؓ نے آپ کو اطلاع دی۔ اِنَّ عَمَّکَ الضَّالُ قَدْمَاتَ.

آپ کا چچا جو ایمان نہیں لایا فوت ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا غسل دے کر دفن کر دو۔ لیکن جنازہ نہ پڑھو۔ اب بتاؤ اگر حضور ﷺ مختار کل ہوتے تو اپنے چچا سے کلمہ پڑھا لیتے اگر حضرت علیؓ مشکل کشا ہوتے تو اپنے باپ کی یہ مشکل حل کر لیتے اور کلمہ پڑھا لیتے۔ معلوم ہوا مختار کل اللہ ہے۔

پانچویں دلیل۔ حضور ﷺ کا واقعہ

حضور ﷺ کے شہد نہ پینے کی قسم اٹھانے کا واقعہ ہے۔ کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ حضرت زینب کے گھر آئے اور شہد پی بعد میں بعض ازواج نے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو شہد پی ہے۔ پھر آپ نے قسم اٹھائی کہ آئندہ شہد نہ پیوں گا۔ تو اس پر یہ آیت اتری۔

سورۃ تحریم میں ہے۔ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ.

کہ اے نبی جس کو اللہ نے حلال کیا ہے اس کو آپ کس طرح حرام کرتے ہیں۔

حلال و حرام کرنے کا اختیار صرف ایک اللہ کے پاس ہے۔ معلوم ہوا مختار کل اللہ ہے۔

چھٹی دلیل۔ عبداللہ بن اُبی کا واقعہ

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ کا واقعہ ہے چونکہ اس کا لڑکا مسلمان ہو چکا تھا۔ اس کی تالیف قلب کے لئے اس کے کہنے پر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا مگر اللہ نے روک دیا۔ سورۃ توبہ میں فرمایا۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا

کہ یہ اعتقادی منافق کافر ہیں ان کی نماز جنازہ نہ پڑھئے۔ پھر دوسرا ارادہ کیا کہ اس کی قبر پر جا کر دعا کریں تو اللہ نے اس سے روک دیا اور فرمایا وَلَا تَقُمۡ

عَلٰی قَبْرِہٖ. اس کی قبر پر دعا کے لئے بھی کھڑے نہ ہوں۔ پھر تیسرا ارادہ کیا کہ اس کے لئے استغفار کریں تو اللہ نے اس سے بھی روک دیا اور سورۃ توبہ میں فرمایا

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

کہ اگر آپ ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تب بھی اللہ ان منافقین کافرین کو نہ بخشے گا۔ اگر حضور ﷺ مختار کل ہوتے تو آپ کا یہ ارادہ پورا ہوتا مگر ارادہ اللہ کا پورا ہوا۔

ساتویں دلیل۔ حضور ﷺ کی شفاعت کبریٰ کا بیان

قیامت کے دن انبیاء اولیاء شفاعت صغریٰ کریں گے اور حضور ﷺ شفاعت کبریٰ فرمائیں گے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ہے۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اس جگہ حضور کھڑے ہوں گے اور شفاعت کریں گے تو جو سفارش کرتا ہے مختار کل نہیں ہوتا۔ مختار کل وہ ہوتا ہے جس سے سفارش کی جارہی ہے۔ تو معلوم ہوا مختار کل ایک اللہ ہے۔ اگر حضور ﷺ مختار کل ہوں تو شفاعت کا انکار ہے۔ پھر ہر ایک کی شفاعت اللہ کی اجازت کے بغیر بھی نہ ہوگی۔

سورۃ بقرہ میں ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

سورۃ یونس میں ہے۔ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ م بَعْدِ اِذْنِهٖ

تو انبیاء اللہ کے محتاج ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ انبیاء کے معجزات اور اولیاء کی کرامات ہوتی ہیں۔ مگر معجزہ نبی کے ہاتھ پر اور کرامت ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اختیار اللہ کا ہوتا ہے اور اندھا مشرک سمجھتا ہے کہ نبی ولی مختار کل ہیں۔

تیرھواں عقیدہ۔اللہ کی ذات مشکل کشا ہے

جو اللہ مختار کل ہے وہی قاضی الحاجات مشکل کشا و حاجت روا ہے۔تمام کی ضرورتیں پوری کرنے والا ہے۔تمام مشکلیں حل کرنے والا ایک اللہ ہے جو مشکلوں میں پھنسے وہ مشکل کشا نہیں ہوتا۔انبیاء ہوں یا اولیاء ہوں تمام پر مشکلات آئی ہیں۔ اس لئے وہ مشکل کشا نہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام پر گندم کے دانہ کھانے کی مشکل آئی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام پر بیٹے کے غرق ہونے کی قوم کی مخالفت کی مشکل آئی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ میں ڈالے جانے کی مشکل آئی تھی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام پر قربانی کی مشکل آئی تھی۔

حضرت یونس علیہ السلام پر مچھلی کے پیٹ میں جانے کی مشکل آئی تھی۔

حضرت زکریا علیہ السلام پر قوم کی مخالفت کی مشکل اور ان کے سر پر آرا چلانے کی مشکل آئی تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پر بیٹے کی جدائی کی مشکل آئی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر بھائیوں کی مخالفت کی مشکل پیش آئی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قوم کی مخالفت کی مشکل پیش آئی تھی۔

حضور ﷺ کو اہل مکہ کی طرف سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا،ہجرت کی مشکل آئی، غزوات کی مشکل آئی،صحابہؓ پر مشکلات آئیں،اولیاء پر پیروں،فقیروں،علماء،صلحاء، زہاد،عباد پر مشکلات آئیں،انبیاء وصحابہ واولیاء شہید بھی ہوئے۔تو یہ مشکلات بتاتی ہیں کہ یہ مشکل کشا نہیں بلکہ مشکل کشا صرف اللہ ہے۔بعض قبر پرست اہل بدعت کہتے ہیں کہ نبی ولی پیر فقیر مشکل کشا ہیں یہ عقیدہ غلط ہے۔جیسے کسی نے کہا ہے۔

تم ہو مختار دو عالم دافع رنج و بلا

دین و دنیا میں شہا ہے بادشاہی آپ کی

تم ہو حل مشکلات اور دافع رنج و بلا

دو عالم میں شہا عقدہ کشائی آپ کی

شیخ عبدالقادر جیلانی نے فتوح الغیب میں ذکر کیا ہے۔

فَیَقْطَعَ قَطْعًا بِاَنْ لَّا فَاعِلَ عَلَی الْحَقِیْقَۃِ اِلَّا اللّٰہُ ۔کہ یقین کرو کہ حقیقتاً کام کرنے والا ایک اللہ ہے۔ وَلَا مُحَرِّکَ وَلَا سَاکِنَ اِلَّا اللّٰہُ۔ کائنات میں حرکت وسکون دینے والا ایک اللہ ہے۔ وَلَا خَیْرَ وَلَا شَرَّ اِلَّا بِیَدِاللّٰہِ۔ خیر اور شر ایک اللہ کے قبضہ میں ہے۔ وَلَا نَفْعَ وَلَا ضَرَرَ اِلَّا بِیَدِاللّٰہ۔ نفع ونقصان ایک اللہ کے قبضہ میں ہے۔ وَلَا فَتْحَ وَلَا غَلَقَ اِلَّا بِیَدِاللّٰہ فتح وشکست ایک اللہ کے قبضہ میں ہے۔ وَلَا مَوْتَ وَلَا حَیٰوۃَ اِلَّا بِیَدِاللّٰہ ۔موت وحیات ایک اللہ کے قبضہ میں ہے۔ وَلَا ذِلَّ وَلَا عِزَّ اِلَّا بِیَدِاللّٰہ ذلت وعزت ایک اللہ کے قبضہ میں ہے۔ وَلَا غِنٰی وَلَا فَقْرَ اِلَّا بِیَدِاللّٰہِ۔ دولت مندی ومحتاجی ایک اللہ کے قبضہ میں ہے۔

پیران پیر کا یقین ہے اور وہ کہتے ہیں مختار کل ایک اللہ ہے۔

چودھواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات زندگی اور موت کی مالک ہے

جو اللہ مختار کل ہے وہی حیات وموت کا مالک ہے۔ زندگی اور موت صرف اللہ کے قبضہ میں ہے۔

سورۃ البقرۃ میں ہے۔ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ کہ وہی اللہ زندگی اور موت دیتا ہے۔ اللہ کے سوا حیات وموت کسی کے قبضہ میں نہیں ہے۔

سورۃ فرقان میں ہے۔ وَلَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتاً وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا
کہ جن کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ تو موت اور اپنی زندگی اور دوبارہ اپنے اٹھنے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ تو وہ تمہاری زندگی اور موت کے مالک کیسے ہو سکتے ہیں۔

پندرھواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات اولاد دینے والی ہے

جو اللہ مختار کل ہے۔ وہی بیٹا، بیٹی دینے والا ہے۔

سورۃ شوریٰ میں ہے۔ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًاوَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا وَّیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا.

کہ اللہ کے اختیار میں ہے جس کو چاہے لڑکیاں دے اور لڑکا ایک نہ دے اور جس کو چاہے لڑکے دے اور لڑکی ایک نہ دے۔ اور جس کو چاہے لڑکیاں اور لڑکے جوڑے جوڑے دے اور جس کو چاہے بانجھ کر دے نہ لڑکا دے نہ لڑکی دے۔ اس سے پوچھنے والا نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ اولاد تو اللہ دیتا ہے۔ مگر نام میں نسبت نبی، ولی کی طرف کر دیتے ہیں۔ جیسے عبد الرسول۔ رسول بخش۔ نبی بخش۔ پیر بخش۔ فقیر بخش۔ مدار بخش۔ سالار بخش۔ غوث بخش۔ پیریں ڈتہ۔ فقیریں ڈتہ۔

اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ نام وہ بہتر ہے جس میں نسبت اللہ کی طرف ہو۔ جیسے عبد اللہ۔ عبد الرحمٰن وغیرہ۔ ایسے پیر پرست مرد و عورتیں بھی ہیں جو کہتے ہیں یا فرید مجھے لڑکا دے، مجھے لڑکی دے۔ ایک مشرک مولوی وعظ کر رہا تھا کہنے لگا کہ ایک شخص شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے پاس آیا کہ میری سات لڑکیاں ہیں۔ لڑکا نہیں ہے تو پیران پیر نے یوں نگاہ ڈالی تو ساتوں لڑکیاں لڑکے بن گئے۔ جس بزرگ پر بہتان باندھتے ہیں وہ خود اس کی تردید کرتے رہے ہیں۔ بہت سے ایسے بزرگ

اہل اللہ گزرے ہیں جن کی ساری زندگی اولاد نہیں ہوئی۔ یہ محکمہ رب کے پاس ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹا رب سے مانگا۔

سورۃ الصّٰفّٰت میں ہے۔رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصَّالِحِیْنَ.

تو اللہ نے بیٹا دیا اور فرمایا فَبَشَّرْ نٰهُ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ.

حضرت زکریاؑ نے بیٹا رب سے مانگا۔

سورۃ مریم میں ہے۔فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا۔تو اللہ نے بیٹا عطا فرمایا۔

سورۃ مریم میں ہے۔یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰ.

سولھواں عقیدہ۔نفع ونقصان کا مالک اللہ ہے

جو اللہ مختار کل ہے۔وہی نفع ونقصان کا مالک ہے۔

سورۃ فاطر میں ہے۔مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِکَ لَهَا. وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ.

کہ اللہ جو رحمت ونعمت لوگوں کو پہنچائے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔اور جس سے اپنی رحمت روک لے پھر اس کو وہ رحمت کوئی دے نہیں سکتا۔وہی اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

سورۃ یونس میں ہے۔ وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّاهُوْ. وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ

کہ اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی کھول نہیں سکتا۔ اور اگر اللہ آپ کو کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرے تو اللہ کے فضل کو کوئی رد نہیں کرسکتا۔اللہ کے سوا کسی کے قبضہ میں نفع ونقصان دینا نہیں ہے۔خواہ نبی ہو یا فرشتہ ہو

یا ولی ہو۔

سورۃ اعراف میں ہے۔ قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ.

کہ اے پیغمبر اعلان کریں کہ میں اپنی جان کے لئے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو اللہ چاہے۔

سورۃ فرقان میں ہے۔ وَلَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

کہ جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھا ہے۔ وہ اپنے لئے نفع ونقصان کے مالک نہیں تو تمہارے نفع ونقصان کے کیسے مالک ہوں گے۔

سورۃ فتح میں ہے۔ قُلْ فَمَنْ یَّمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَبِکُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ نَفْعًا.

بھلا بتلاؤ کون ہے جو اللہ کے سامنے یہ اختیار رکھتا ہے کہ اگر اللہ تمہیں نفع ونقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو وہ چیز تم سے ٹال دے یہ تمام اختیار ایک اللہ کے پاس ہیں۔

قبروں کے پجاری کہتے ہیں کہ اگر قبرستان کی مٹی اٹھالی یا اس کی لکڑی کاٹ لی تو مردے تیری گردن توڑ دیں گے۔ اور یہ پیروں کو مختار سمجھنے والے کہتے ہیں کہ اگر پیران پیر کی گیارہویں کا دودھ نہ دیا تو تیری بھینس مر جائے گی۔ بھلا بتاؤ کہ ولی رحمت ہوتا ہے یا زحمت۔ کیا بغداد کے پیر عبدالقادر جیلانی رحؒ لوگوں کی بھینس مارنے کے لئے ہیں۔ کتنا غلط عقیدہ ہے۔ یاد رکھو نفع ونقصان ایک اللہ کے قبضہ میں ہے۔

حدیث

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک

دن میں حضور ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا۔تو آپ نے فرمایا یَـــا غُلَامُ اِنِّـــیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ . اے بچہ میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں۔ان کوغور سے سنو۔

پہلی بات

اِحْـفَـظِ اللّٰہَ یَحْفَظْکَ ۔تو اللہ کے دین کی حفاظت کر یعنی دینی تعلیمات کے مطابق اللہ کے حقوق کوادا کر جواللہ کے اوامر ونواہی ہیں۔یعنی احکام ہیں ان کو بجالا تو اللہ تیری حفاظت کرے گا۔یعنی ظاہری حفاظت تیرے جسم وجان کی ہوگی اور باطنی حفاظت تیرے عقائد وایمان کی بھی ہوگی۔

دوسری بات

اِحْـفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَکَ ۔کہ تو اللہ کے ذکر کی حفاظت کر یعنی زندگی اللہ کے نام لینے میں گزار دے تو اللہ کوتو اپنے سامنے پائے گا۔یعنی اللہ کی تجھے خاص معیت ورفاقت حاصل ہوگی کہ ہر حال میں ہر موقعہ پر اللہ تیرا حامی وناصر ومددگار ہوگا۔اللہ کی نصرت ومدد کوتو اپنے ساتھ پائے گا۔

تیسری بات

اِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ۔ جب سوال کرے تو ایک اللہ سے سوال کر۔

کیونکہ دعا مانگنا عبادت ہے۔اور عبادت ایک اللہ کا حق ہے۔اس لئے ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔مَنْ لَا یَسْـئَلُ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَـلَیْــہِ ۔جواللہ سے نہیں مانگتا رب اس پر ناراض ہوتا ہے۔کہ میرا بندہ ہوکر مجھ سے کیوں نہیں مانگتا اور ترمذی میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اَسْئَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَـضْـلِـہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّسْاَلَ ۔اللہ سے فضل مانگو کیونکہ اس بات کو اللہ پسند کرتا

ہے کہ اس سے مانگا جائے۔

چوتھی بات

وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ کہ جب تو مدد مانگے تو صرف اللہ سے مانگ۔ بعض قبر پرست شبہ ڈالتے ہیں کہ اگر غیر اللہ سے مانگنا اور غیر اللہ سے مدد چاہنا شرک ہے تو پھر تم لوگوں سے قرض کیوں لیتے ہو۔ دوسرے آدمی سے کام کیوں کراتے ہو۔ علاج معالجہ کے لئے ڈاکٹر وحکیم کے پاس کیوں جاتے ہو۔ مساجد ومدارس کے لئے چندے لوگوں سے کیوں مانگتے ہو۔ خاوند بیوی سے، والدین اولاد سے اور استاد شاگرد سے کیوں کہتے ہیں۔ کہ روٹی لاؤ، پانی لاؤ۔ پھر تو یہ سب شرک ہوگیا۔ یہ جھوٹا مغالطہ ہے کیونکہ ایک ہے مافوق الاسباب امور میں کسی کو پکارنا اور کسی سے مدد مانگنا یعنی جہاں ظاہری اسباب اور وسائل نہ ہوں۔ جیسے بیٹا۔ بیٹی۔ شفاء۔ رزق وروزی وغیرہ یہ غیر اللہ سے مانگنا شرک ہے اور دوسرا ہے ماتحت الاسباب امور میں کسی کو پکارنا یا اس سے تعاون حاصل کرنا یعنی جہاں ظاہری اسباب اور وسائل ہوں جیسے کسی سے قرض لینا۔ علاج ومعالجہ کرانا اور کاروبار ومعاملات میں تعاون لینا یہ شرک نہیں ہے۔ ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے جو فرق نہ کرے اس کا بیڑہ غرق ہے۔

پانچویں بات

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ يَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ لَکَ وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ يَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ يَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْکَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ.

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنا حال بنا اور دل میں یہ عقیدہ پختہ بنا کہ اگر ساری امت مل کر تجھ کو فائدہ پہنچانا چاہے تو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے مگر وہ فائدہ جو اللہ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ اور اگر سب تیرے نقصان دینے پر اکٹھے ہو جائیں تو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہ نقصان جو اللہ نے تقدیر میں پہلے سے لکھ دیا ہے۔ کیونکہ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔ یعنی جو چیز لکھنی تھی وہ اللہ نے تقدیر میں لکھ دی ہے تمام معاملات طے ہو چکے ہیں۔ تمام چیزیں جو مقدر میں تھیں وہ سب لوح محفوظ میں لکھ دی ہیں۔

سترھواں عقیدہ۔ عزت وذلت کا مالک اللہ ہے

جو اللہ مختار کل ہے وہی عزت وذلت دینے والا ہے۔

سورۃ ال عمران میں ہے۔ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ . کہ اے پیغمبر آپ اعلان کریں کہ اے اللہ تو مالک ہے جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔

اٹھارھواں عقیدہ۔ بیماری اور شفاء کا مالک اللہ ہے

جو اللہ مختار کل ہے۔ وہی بیماری اور شفاء دینے والا ہے۔ قرآن نے سورۃ الشعراء میں حضرت ابراہیمؑ کا عقیدہ بھی ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا سورۃ الشعراء میں ہے۔ وَاِذَامَرِضْتُ فَهُوَيَشْفِيْنِ کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی اللہ ہی شفاء دیتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب کسی بیمار کے لئے حضور ﷺ دعا کرتے تو یوں فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِذْهَبِ الْبَاْسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَائُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا . اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے۔ اس بیماری کو دور فرما۔ تو ہی شفاء دینے والا ہے۔ ہمارے بیمار کو شفاء عطا فرما۔ یَا شَافِیَ

اَلْاَمْرَاضِ اِشْفِ مَرْضَانَا. اے بیماریوں سے شفاء دینے والا۔ ہمارے بیمار کو شفاء عطاء فرما تو ان دعاؤں سے حضور ﷺ نے اپنے عقیدہ کا بھی اعلان کیا کہ بیماری سے شفاء دینے والا اللہ ہے۔

انیسواں عقیدہ۔اللہ سب کی پکار سننے والا ہے

جو اللہ مذکورہ صفات کاملہ کے ساتھ متصف ہے۔ وہی اللہ سب کی پکار سننے والا ہے۔خواہ انسان ہوں یا حیوان ،نباتات ہوں یا جمادات کوئی چیز بھی ہو جو ہر وقت ہر حال میں اپنی قدرت کاملہ واختیار کامل کے ساتھ تمام کی نداء و پکار کو سننے والا صرف ایک اللہ ہے۔

سورہ اعراف میں ہے۔ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ. جب مسجد جاؤ ایک اللہ کی طرف رخ کرو اور ایک اللہ کو پکارو۔

سورہ یونس میں ہے۔وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ. کہ اے پیغمبر اللہ کے سوا ان کو نہ پکارو جو تیرے لیے نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں۔اور اگر بالفرض والمحال آپ نے یہ کام کیا تو آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہوں گے۔

اب قرآن کا اعلان صاف بتارہا ہے۔کہ غیر اللہ کو پکارنے والا ظالم ہے۔ اللہ کا پیغمبر تو کفر وشرک وگناہ سے پاک ہے۔اس جگہ ظاہر خطاب تو حضور ﷺ کو ہے۔ مگر مراد حضور ﷺ کی امت ہے اور مقصود رسول اللہ کی امت کو بتلانا ہے کہ یعنی اگر بالفرض نبی غیر اللہ کو پکارے تو ظلم ہوگا اور اگر تم غیر اللہ کو پکارو تو ظلم نہ ہوگا۔لہٰذا غیر اللہ کی

پکار چھوڑو یہ شرک وظلم ہے۔ مشکلات ومصائب خوشی وغمی میں ایک اللہ کو پکارو۔ اللہ والے اسی طرح کرتے ہیں۔

سورۃ الرعد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ مشکل میں صرف ایک اللہ کو پکارنا حق ہے اللہ کے سوا دوسروں کو مشکل میں پکارنا باطل ہے۔ اسی وجہ سے امت رسول کو کہا کہ اللہ کے سوا دوسروں کو نہ پکارو۔ اس لئے سورۃ فرقان میں اولیاء الرحمٰن کی صفات ذکر کی گئی ہیں وَالَّذِيْنَ لاَ يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ. کہ اللہ کے بندے اور دوست وہ ہیں جو مشکلات میں اللہ کے سوا دوسروں کو نہیں پکارتے۔ صرف اللہ کو پکارتے ہیں۔ یہ نہیں کہ اللہ کو بھی پکاریں اور غیر اللہ کو بھی۔ چنانچہ سورۃ مؤمن میں ہے۔ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ. کہ صرف ایک اللہ کو خالص پکارو اگرچہ کافر منکر توحید اس کو پسند نہ کریں۔

مگر آج کا مشرک وغالی اللہ کے گھر میں بھی اور باہر بھی یا محمد یا رسول اللہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی کے وظیفے پڑھتا ہے۔ اس لیے مشرکین کو اللہ نے چیلنج دیا ہے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ تمہارے کام نہیں آسکتے۔

سورۃ انعام میں ارشاد باری ہے۔ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ.

سورۃ الرعد میں ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لاَ يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلاَّ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكَافِرِيْنَ اِلاَّ فِيْ ضَلٰلٍ.
کہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کے کچھ کام نہیں آسکتے۔

اَلْاَمْرَاضِ اِشْفِ مَرْضَانَا. اے بیماریوں سے شفاء دینے والا۔ ہمارے بیمار کوشفاء عطاء فرما تو ان دعاؤں سے حضور ﷺ نے اپنے عقیدہ کا بھی اعلان کیا کہ بیماری سے شفاء دینے والا اللہ ہے۔

انیسواں عقیدہ۔ اللہ سب کی پکار سننے والا ہے

جو اللہ مذکورہ صفات کاملہ کے ساتھ متصف ہے۔ وہی اللہ سب کی پکار سننے والا ہے۔ خواہ انسان ہوں یا حیوان، نباتات ہوں یا جمادات کوئی چیز بھی ہو جو ہر وقت ہر حال میں اپنی قدرت کاملہ و اختیار کامل کے ساتھ تمام کی نداء و پکار کو سننے والا صرف ایک اللہ ہے۔

سورہ اعراف میں ہے۔ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ. جب مسجد جاؤ ایک اللہ کی طرف رخ کرو اور ایک اللہ کو پکارو۔

سورہ یونس میں ہے۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ. کہ اے پیغمبر اللہ کے سوا ان کو نہ پکارو جو تیرے لیے نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اور اگر بالفرض والمحال آپ نے یہ کام کیا تو آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہوں گے۔

اب قرآن کا اعلان صاف بتا رہا ہے۔ کہ غیر اللہ کو پکارنے والا ظالم ہے۔ اللہ کا پیغمبر تو کفر وشرک وگناہ سے پاک ہے۔ اس جگہ ظاہر خطاب تو حضور ﷺ کو ہے۔ مگر مراد حضور ﷺ کی امت ہے اور مقصود رسول اللہ کی امت کو بتلانا ہے کہ یعنی اگر بالفرض نبی غیر اللہ کو پکارے تو ظلم ہوگا اور اگر تم غیر اللہ کو پکارو تو ظلم نہ ہوگا۔ لہٰذا غیر اللہ کی

پکار چھوڑ و یہ شرک وظلم ہے ۔ مشکلات ومصائب خوشی وغمی میں ایک اللہ کو پکارو ۔ اللہ والے اسی طرح کرتے ہیں۔

سورۃ الرعد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ مشکل میں صرف ایک اللہ کو پکارنا حق ہے اللہ کے سوا دوسروں کو مشکل میں پکارنا باطل ہے۔اسی وجہ سے امت رسول کو کہا کہ اللہ کے سوا دوسروں کو نہ پکارو۔ اس لئے سورۃ فرقان میں اولیاء الرحمٰن کی صفات ذکر کی گئی ہیں وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ. کہ اللہ کے بندے اور دوست وہ ہیں جو مشکلات میں اللہ کے سوا دوسروں کو نہیں پکارتے ۔صرف اللہ کو پکارتے ہیں ۔ یہ نہیں کہ اللہ کو بھی پکاریں اور غیر اللہ کو بھی ۔ چنانچہ سورۃ مؤمن میں ہے۔فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. کہ صرف ایک اللہ کو خالص پکارو اگرچہ کافر منکر توحید اس کو پسند نہ کریں۔

مگر آج کا مشرک وغالی اللہ کے گھر میں بھی اور باہر بھی یا محمد یا رسول اللہ یا شیخ عبد القادر جیلانی کے وظیفے پڑھتا ہے۔اس لیے مشرکین کو اللہ نے چیلنج دیا ہے کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ وہ تمہارے کام نہیں آسکتے۔

سورۃ انعام میں ارشاد باری ہے۔قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ.

سورۃ الرعد میں ہے۔وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ.

کہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کے کچھ کام نہیں آسکتے۔

غیر اللہ کو پکارنے والے کی مثال اس طرح ہے کہ جو پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے کہ وہ پانی اس کے منہ میں آجائے۔ حالانکہ وہ پانی اس طرح اس کے منہ میں نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے کفار کا ماسوی اللہ کو مافوق الاسباب میں پکارنا گمراہی ہے۔

سورۃ حج میں اعلان خداوندی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ

کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ مکھی کا پیدا کرنا تو دور کی بات ہے۔ اگر وہ مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اس چیز کو اس سے واپس نہیں لے سکتے۔ غیر اللہ سے مانگنے والا اور جس سے مانگ رہے ہیں یہ دونوں کمزور ہیں۔

سورۃ فاطر میں ہے۔ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۔ کہ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ گٹھلی کے اوپر جو سفید پردہ ہوتا ہے اس کے بھی مالک نہیں ہیں۔ یعنی کھجور اور گٹھلی تو دور کی بات ہے۔ گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ تو تمہارے نفع ونقصان۔ حیات وموت۔ عزت وذلت۔ بیٹا۔ بیٹی بیماری سے شفاء دینے کے کیسے مالک ہو سکتے ہیں۔ یہ اعلان عام ہے کہ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ نبی ہو یا فرشتہ ہو یا ولی۔ زندہ ہوں یا مردہ کوئی بھی پکار کے لائق نہیں۔ پکار کے لائق صرف اللہ ہے۔

ہر پیغمبر نے مشکل میں اللہ کو پکارا

معلوم ہوا کہ مافوق الاسباب میں پکارنا صرف ایک اللہ کا حق ہے۔ ہر پیغمبر

نے بھی مشکل میں اللہ کو پکارا اور اللہ نے مشکل حل فرمائی۔

حضرت آدمؑ نے صرف اللہ کو پکارا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں سوار ہوتے ہوئے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کہہ کر ایک اللہ کو پکارا۔ اور رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۔ کہہ کر اللہ کو پکارا اور جب بیٹا غرق ہو رہا تھا تو رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ. کہہ کر صرف اللہ کو پکارا۔ علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں جاتے ہوئے۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ کہہ کر ایک اللہ کو پکارا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے چھری کے نیچے سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ کہہ کر ایک اللہ کو پکارا۔ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہہ کر اللہ کو پکارا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے بیماری میں۔ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔ کہہ کر اللہ کو پکارا۔ حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ کہہ کر ایک اللہ کو پکارا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے تین اندھیروں میں اللہ کو پکارا ایک اندھیرا دریا کا دوسرا رات کا تیسرا مچھلی کے پیٹ کا تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی ۔ اور فرمایا۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ

حضرت زکریا علیہ السلام نے رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ

اَلْوَارِثِیْنَ کہہ کر اللہ کو پکارا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون نے مخالفت کی تو انہوں نے اللہ کو پکارا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے مخالفت کی تو انہوں نے اللہ کو پکارا۔

حضور ﷺ نے ہر مرحلہ پر اللہ کو پکارا۔ بدر کے میدان میں جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور کفار کی تعداد زیادہ تھی۔ مسلمانوں کے پاس ہتھیار بھی کم تھے اور کفار کے پاس آلاتِ حرب واسلحہ بھی زیادہ تھا تو حضور ﷺ نے گڑگڑا کر دعا کی اور اللہ کو پکارا۔

اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَنْ تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا۔

یا اللہ مٹھی بھر جماعت لایا ہوں۔ اگر یہ ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کرنیوالا کوئی نہیں ہوگا تو اللہ نے مدد کی اور کفار کو شکست ہوئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ سب انبیاء اور تمام اولیاء نے ایک اللہ کو پکارا ہے۔

مشرکوں پر خدا کی مار

مگر افسوس آج کا قبر پرست پیروں فقیروں کو مشکلات میں پکارتا ہے۔ کبھی کہتا ہے۔

امداد کن امداد کن ازبندِ غم آزاد کن
در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

کبھی کہتا ہے۔

بگردابِ بلا افتاد کشتی مدد کن معین الدین چشتی

کوئی کہتا ہے۔

یا معین الدین چشتی پار لگا دے کشتی

یا بابا فرید، یا غوث بہاؤ الحق۔ یا خواجہ خضر، یا خواجہ الیاس۔

امام بری امام بری کرو ہماری کھوٹی قسمت کھری۔

یہ سب کلمات شرکیہ ہیں۔ پکار اللہ کا حق ہے۔ مخلوق کو خالق کا حق دینا شرک ہے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر　　　جو ٹھہرائے خدا کا بیٹا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر　　　آگ کو کہے اپنا قبلہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں　　　پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں　　　اماموں کا رتبہ انبیاء سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں　　　شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں اس سے کچھ خلل آئے　　　نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

افسوس ہے کہ حضور ﷺ جس چیز کو مٹانے کے لئے آئے۔ اس کو اپنایا جا رہا ہے اور جس چیز کو اپنانے کے لئے آئے اس کو مٹایا جا رہا ہے۔ اس وقت ان باتوں کے بیان کرنیکی سخت ضرورت ہے تا کہ مسلمانوں کے عقائد صحیح ہوں۔

بیسواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات معبود و مسجود ہے

ایک اللہ کی ذات ہے جو معبود و مسجود ہے۔ عبادت و سجدہ کے لائق ہے۔ دلیل نقلی آیات قرآنیہ واحادیث ہیں۔ تمام انبیاء کو یہی حکم ہوا کہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ سورۃ الانبیاء میں ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۔ کہ اے پیغمبر آپ سے پہلے ہر نبی کی طرف ہم نے یہی پیغام بھیجا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اور حضور ﷺ کو بھی یہی حکم ہوا۔ سورۃ حجر میں ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ۔ کہ اے پیغمبر صرف اپنے

پالنے والے کی عبادت کریں یہاں تک کہ موت آجائے۔ پھر ہر نبی نے اپنی قوم کو یہی دعوت دی ہے۔ سورۃ ھود میں ہے۔ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُم مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ۔ اے قوم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے بھی تمام لوگوں کو یہی دعوت دی ہے۔

یَاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ۔ اور اللہ رب العزت نے بھی جن وانس کی تخلیق کا یہی مقصد بتلایا اور فرمایا ہے۔

سورۃ الذاریات میں ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ سورۃ حم السجدہ میں ہے۔ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰہِ اَلَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ.

چونکہ انسان طبعاً چمکیلی چیز کا دلدادہ ہوتا ہے۔ جیسے آج کل کے اہل بدعت جہاں قبر کو مزین اور چونے والی دیکھا تو اس پر جھک گئے۔ اس لیے اللہ نے کہا کہ سورج اور چاند کا سجدہ نہ کرو بلکہ سجدہ اس کا کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم صرف اللہ کی عبادت کرتے ہو تو غیر اللہ کا سجدہ نہ کرو۔ حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر غیر اللہ کا سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے مگر غیر اللہ کے لئے سجدہ جائز نہیں۔

دوسری حدیث ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اَنَا اَغْیَرُ وُلْدِ اٰدَمَ۔ کہ میں اولاد آدم میں سے زیادہ غیرت والا ہوں اور وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ۔ اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔ جب تم اپنی عزت میں کسی کی شرکت برداشت نہیں کرتے کہ اگر کوئی تیری

بیوی کو غلط شہوت سے ہاتھ لگائے تو غیرت مند انسان اس کو گولی مار دیتا ہے۔ تو اللہ تو زیادہ غیرت والا ہے تو اللہ اپنی عزت میں کسی کی شرکت کیسے برداشت کرسکتا ہے۔ اس لیے سجدہ صرف اللہ کا حق ہے اور خدا کا حق مخلوق کو دینا اور ان کا سجدہ کرنا شرک ہے۔

پانی پانی کر گئی مجھے کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا اگر غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

پہلی دلیل عقلی

کہ جو چیز کھائے جھک کر کھائے۔ بھیڑ کھائے جھک کر، بکری کھائے جھک کر، گائے کھائے جھک کر، بھینس کھائے جھک کر، اونٹ کھائے جھک کر، شیر کھائے جھک کر، ہاتھی کھائے جھک کر، خدا فرماتے ہیں ہر چیز جھک کر کھائے مگر اے انسان تجھ کو کتنا لمبا ہاتھ دیا ہے اس سے روٹی اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال، تو نے روٹی کے آگے نہیں جھکنا بلکہ روٹی دینے والے رحمان کے آگے جھکنا ہے۔

دوسری دلیل عقلی

آپ جو نماز پڑھیں اللہ بغیر سجدہ کے قبول نہیں کرتے۔ ظہر ہے، عصر ہے، مغرب ہے، عشاء ہے، فجر ہے، اشراق ہے، چاشت ہے، اوّابین ہے، تہجد ہے، جمعہ ہے، عید ہے، فرض ہے یا نفل، خدا فرماتے ہیں بغیر سجدہ کے قبول نہ کرونگا۔ مگر ایک نماز ایسی ہے جہاں اللہ فرماتے ہیں کہ سجدہ کرنے نہیں دونگا۔ یہ نماز جنازہ میت ڈیڑھ ہاتھ اونچی چارپائی پر ہے، محدث ہے، مفسر ہے، عالم ہے، زاہد ہے، امیر ہے، فقیر ہے، خطیب ہے، واعظ ہے، مقرر ہے، ادیب ہے، لیڈر ہے، قطب ہے، غوث ہے، ابدال ہے، ولی ہے، علیؓ ہے، نبی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں اے انسان میں نے تجھ کو

عظمت والا بنایا ہے۔ عقل دی۔ فہم وبصیرت عطا کی ہے۔ ذرا سوچ جو خدا اس جگہ سجدہ نہیں کرنے دیتا پھر جب تو اس کو دفن کرتا ہے مٹی ڈالتا ہے۔ قبر بناتا ہے تو اس جگہ خدا تجھ کو کیسے سجدہ کرنے دے گا۔ جو غسل وکفن ودفن میں محتاج ہے قبر میں جانے کے بعد وہ تیرا کیسے مشکل کشا و مسجود بن گیا۔

افسوس! انسان نے اپنی عظمت کو بھلا دیا۔ کبھی جھنڈی کبھی کنڈی کبھی تعزیہ کبھی دلدل کبھی انسان کبھی حیوان کبھی دیوار، کبھی مزار، کبھی قبر کبھی شجر، کبھی حجر پر جبیں نیاز جھکا دی اور غیر اللہ کو مشکل کشا سمجھ کر سجدہ کر رہا ہے۔

کہیں نخل مرقد کی چھاؤں میں سجدے
کہیں مرنے والوں کے پاؤں میں سجدے
اشاروں میں سجدے نگاہوں میں سجدے
ادھر اور ادھر خانقاہوں میں سجدے
تشخص پرستی کا پامال سجدہ
مزاروں پہ جا جا کے ہر سال سجدہ

سامری دھوکہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علمائے دیوبند قبروں کی زیارت سے روکتے ہیں۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے ہم قبر کی زیارت کے قائل ہیں۔ مگر اس طرح جیسے حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ زُوْرُوْا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ

قبروں کی زیارت کرو اس سے موت یاد آتی ہے۔ یہ نہیں کہ قبروں پر جا کر بیٹھو اور وہاں حلوے مانڈے کی دیگ ہو۔ اور وہاں کبڈی اور کشتی اور کنجریوں کے ناچ گانے اور کتوں وریچھ کی لڑائیاں ہوں۔ پورے قبرستان کی بے عزتی اور توہین ہو۔ اللہ

اور رسول کے احکام کے خلاف کام ہوں۔جس سے مردوں کو بھی تکلیف ہو۔ بلکہ حضور ﷺ نے فرمایا جب قبر پر جاؤ۔

لَا تَقْعُدْ عَلَيْهِ ۔اس پر نہ بیٹھو۔قبر پر بیٹھنا ایسے ہے جیسے جہنم کے انگارے پر بیٹھنا ہو۔وَلَا يُبْنىٰ عَلَيْهِ ۔قبر پر تعمیر نہ کرو،قبہ نہ بناؤ اور پکی اینٹیں نہ لگاؤ۔وَلَا يُسْرَجُ عَلَيْهِ۔قبر پر چراغ نہ جلاؤ۔وَلَا تَمَسُّهُ قبر کو نہ چھوؤ۔وَلَا تُقَبِّلْهُ قبر کو بوسہ نہ دو وَلَا تَدُسُّهُ ۔قبر کو نہ روندو۔وَلَا تُصَلِّ اِلىٰ قَبْرٍ قبر کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو کہیں یہ شبہ نہ ہو کہ یہ غیر اللہ کا سجدہ کر رہا ہے۔

اور یہی چیز شیخ عبدالقادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں لکھی ہے اور کہا وہاں گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر ان کے لئے ایصال ثواب کرو۔ پھر اللہ سے دعاء کرو اور اللہ سے مانگو۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا۔

لَعَنَ اللهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارىٰ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدًا۔

کہ اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا۔

دیوبندی بھی اسی سے روکتے ہیں کہ قبر پر سجدہ نہ کرو اور حضور ﷺ نے خود دعا فرمائی ہے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِىْ عِيْدًا میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا۔اتنی مدت گزر گئی مگر اب بھی حضور ﷺ کی دعا پہرہ دے رہی ہے کہ اللہ نے آپ کی قبر مبارک کو محفوظ فرمایا ہے۔اس لیے قبر کی زیارت کرو۔مگر ان آداب کے ساتھ جو حضور ﷺ نے بتلائے ہیں۔سجدہ صرف اللہ کا ہے مگر افسوس ہے کہ انسان نماز میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.

کہہ کر اللہ سے وعدہ کرتا ہے کہ یا اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہی۔ مگر باہر جا کر پھر یہ وعدہ بھول جاتا ہے۔ پھر قبروں پر، مزاروں پر، غیروں کے سجدے، غیروں کی منتیں، غیروں کے چڑھاوے چڑھاتا ہے۔ غیروں سے مرادیں مانگتا ہے۔ یادرکھو غیر اللہ کا سجدہ شرک ہے۔ خواہ نبی ہو یا فرشتہ۔ اولیاء ہوں، زندہ ہوں یا مردہ سجدہ صرف ایک اللہ کا حق ہے۔

اکیسواں عقیدہ۔ اللہ کی ذات نذر و نیاز کے لائق ہے

ایک اللہ کی ذات نذر و نیاز منت کے لائق ہے۔ اللہ کے سوا کسی مخلوق کی منت ماننا جائز نہیں ہے۔ خواہ نبی ہو یا فرشتہ ہو یا ولی۔ زندہ ہو یا مردہ ہو۔ جو جانور غیر اللہ کی منت مانا گیا وہ حرام ہے خواہ اس کو قبر پر ذبح کریں یا گھر میں اللہ تعالیٰ کا صاف اور کھلا اعلان ہے۔ سورۃ النحل میں ہے۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ

کہ اللہ نے چار چیزوں کو حرام کیا ہے، ایک مردار جانور، دوسرا ذبح کے وقت جانور سے بہنے والا خون، تیسرا خنزیر کا گوشت، چوتھا وہ چیز جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کی نذر و منت مانی جائے۔ خواہ وہ بکرا ہے یا کپڑا۔ حلوا ہے یا مٹھائی۔ جس طرح خنزیر کا گوشت حرام ہے۔ اسی طرح غیر اللہ کی نذر بھی حرام ہے۔ جیسے غیر اللہ کی نذر حرام ہے اسی طرح جس پر غیر اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا وہ بھی حرام ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ.

تو منذور لغیر اللہ۔ اور مذبوح لغیر اللہ دونوں حرام ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ نَذَرَ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ جو غیر اللہ کی منت

مانے گا وہ شرک کا مرتکب ہوگا۔ ہمارا تمام اہل بدعت کو چیلنج ہے کہ ثابت کرو کہ حضور ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کے نام جانور نامزد کر کے ذبح کیا ہو۔ یا صحابہؓ واہل بیتؓ نے حضور ﷺ کے نام پر نامزد کر کے جانور ذبح کیا ہو اور ان کی منت مانی ہو۔ کیا صحابہؓ واھل بیتؓ سے تم زیادہ نبیؐ کے محبّ ہو۔ دین وہ ہے جو صحابہؓ واہل بیتؓ نے بتلایا ہے ہمارا چیلنج ہے کہ کسی ایک ولی کا نام پیش کرو کہ اس نے سلاسل اربعہ میں سے کسی بزرگ یا پیر کے نام کی نذر مان کر جانور ذبح کیا ہو۔ قرآن مجید میں عمران کی بیوی کا قصہ مذکور ہے۔

سورۃ آل عمران میں ہے۔ اِذْقَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ۔

عمران کی بیوی نے کہا یا اللہ میں نے تیری منت مانی ہے اور عورتیں بھی اللہ ورسول کا حکم مانیں، مزاروں پر، قبروں پر چڑھاوے نہ چڑھائیں بلکہ ایک اللہ کی نذر ومنت مانیں۔

بائیسواں عقیدہ۔ قسم صرف اللہ کے نام کی۔

ایک اللہ کی ذات ہے کہ جس کے نام کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو قسم صرف اللہ کے نام کی ہے۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کی یا کسی دوسری چیز کی قسم اٹھانا شرک ہے۔ خواہ وہ نبی ہو یا فرشتہ ہو یا ولی زندہ ہو یا مردہ۔ خواہ بیت اللہ کی قسم اٹھائے یا عرش کی قسم اٹھائے یا قرآن کی قسم اٹھائے۔ قسم صرف اور صرف اللہ کے نام کی ہے۔ ترمذی شریف میں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

مَنْ حَلَفَ لِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ

کہ جو غیر اللہ کی قسم اٹھائے گا وہ شرک کا مرتکب ہوگا۔ مشرکین اپنے بڑوں کی قسمیں اس لیے اٹھاتے تھے کہ وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ نفع ونقصان ان کے ہاتھ میں ہے یہ ہمارے حال کو جانتے ہیں۔ اگر ہم جھوٹی قسم اٹھائیں گے تو ہماری خیر نہ ہوگی۔ اس لیے حضور ﷺ نے غیر اللہ کی قسم سے روک دیا۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو پتہ نہ تھا انہوں نے ایک مرتبہ اپنے والد کی قسم اٹھالی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَاءِ كُمْ۔ کہ اپنے آباواجداد کی قسمیں نہ اٹھایا کرو۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ حَلَفَ بِالّلَاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ. جاہلیت والے اپنے معبودوں کی قسمیں اٹھاتے تھے۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ جس نے لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی تو یہ شرک ہے۔ اس لیے وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پھر پڑھے۔ تو غیر اللہ کی قسم اٹھانا شرک ہوا۔

تئیسواں عقیدہ۔ طواف صرف اللہ کے گھر کا

کہ ایک اللہ کی ذات ہے جس کے گھر کا طواف کرنا ہے۔ اس بیت اللہ کے علاوہ دوسرے کسی گھر کا طواف جائز نہیں ہے۔ اگر بیت اللہ کے علاوہ کسی قبر، مزار، گھر کا طواف کریگا تو یہ شرک فی الطّواف ہوگا۔

سورۃ حج میں خالق کائنات کا اعلان ہے۔ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ

کہ طواف صرف بیت اللہ کا کرو۔ حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے بھی اس کا طواف کیا۔ حضور ﷺ نے بھی اس کا طواف فرمایا۔ صحابہؓ واہل بیتؓ واولیاءؒ نے بھی اس کا

طواف کیا۔ حج میں تمام مسلمان اسی کا طواف کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ کعبہ پر ایک سوبیس رحمتیں اترتی ہیں۔ ساٹھ رحمتیں طواف کرنیوالوں پر چالیس رحمتیں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس رحمتیں ان پر جو کعبہ وغلاف کعبہ کے منظر کو صرف دیکھتے ہیں۔ آج کل جاہل لوگ مزاروں کے اردگرد خود بھی چکر لگاتے ہیں۔ جانوروں کو بھی پھراتے ہیں۔ بیت اللہ کے سوا کسی دوسرے گھر کا طواف شرک ہے۔

چوبیسواں عقیدہ۔ اعتکاف صرف اللہ کی رضا کے لئے

ایک اللہ کی ذات ہے جس کی رضاء کے لئے مسلمان اعتکاف بیٹھتا ہے۔ تو اعتکاف بھی صرف اللہ کے لئے ہے۔ جیسا کہ رمضان المبارک میں آخری عشرہ کا اعتکاف ہے۔ یا ویسے آدمی مسجد میں اعتکاف بیٹھے۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لئے اعتکاف بیٹھنا شرک فی الاعتکاف ہوگا۔ جس طرح آج کل مزاروں پر مرد اور عورتیں گھر سے تیاری کر کے کوچ کر کے مزاروں پر جا کر نورات اعتکاف کے لئے بیٹھتے ہیں کہ اتنی رات بیٹھیں گے اور ہماری مراد حاصل ہوگی۔ حالانکہ اعتکاف تو صرف اللہ کے لئے تھا۔

یہ ہم نے توحید کے متعلقات ذکر کیے ہیں۔

پچیسواں عقیدہ۔ شرک کے نتائج میں ہے۔

پہلا نتیجہ: کہ شرک، ظلم ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا۔

سورۃ لقمان میں ہے۔ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

کہ بیٹا شرک نہ کرنا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

دوسرا نتیجہ: شرک گمراہی ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

سورۃ النساء میں ہے۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔
جس نے شرک کیا وہ گمراہ ہوا۔

تیسرا نتیجہ: مشرک پر جنت ہمیشہ کے لئے حرام ہوگی۔ اور اس کا ٹھہرنا ہمیشہ کے لئے جہنم میں ہوگا۔ سورۃ مائدہ میں ہے۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ . جس نے شرک کیا اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

چوتھا نتیجہ: قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔
سورۃ مائدہ میں ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

پانچواں نتیجہ: شرک کی وجہ سے انسان کے اعمال صالحہ بھی ضائع ہو جائیں گے۔ نبی تو پاک ہے اصل میں مراد آپ ﷺ کی امت ہے۔ اللہ نے حضور ﷺ کو خطاب کیا۔

سورۃ الزمر میں ہے۔ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

اللہ نے فرمایا کہ اگر بالفرض والمحال آپ سے شرک ہو تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔ اگر غیر نبی سے شرک کا عمل ظاہر ہو تو اس کے اعمال کیسے ضائع نہیں ہونگے۔

اسی طرح تمام انبیاء کے بارے میں فرمایا۔

سورۃ الانعام میں ہے۔ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔
اگر بالفرض والمحال انبیاء سے شرک ہو تو ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

اب انبیاء اور حضور ﷺ تو گناہوں اور شرک سے پاک ہیں۔ ظاہراً ان کا ذکر ہے لیکن مراد ان کی امتیں ہیں اور ان کا ذکر ڈرانے کے لئے کہ یہ تو ان کے اعمال

سورۃ النساء میں ہے۔ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔
جس نے شرک کیا وہ گمراہ ہوا۔

تیسرا نتیجہ: مشرک پر جنت ہمیشہ کے لئے حرام ہوگی۔ اور اس کا ٹھہرنا ہمیشہ کے لئے جہنم میں ہوگا۔ سورۃ مائدہ میں ہے۔ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ۔ جس نے شرک کیا اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

چوتھا نتیجہ: قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔
سورۃ مائدہ میں ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

پانچواں نتیجہ: شرک کی وجہ سے انسان کے اعمال صالحہ بھی ضائع ہو جائیں گے۔ نبی تو پاک ہے اصل میں مراد آپ ﷺ کی امت ہے۔ اللہ نے حضور ﷺ کو خطاب کیا۔

سورۃ الزمر میں ہے۔ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

اللہ نے فرمایا کہ اگر بالفرض والمحال آپ سے شرک ہو تو آپ کے عمل ضائع ہو جائیں گے۔ اگر غیر نبی سے شرک کا عمل ظاہر ہو تو اس کے اعمال کیسے ضائع نہیں ہونگے۔
اسی طرح تمام انبیاء کے بارے میں فرمایا۔

سورۃ الانعام میں ہے۔ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔
اگر بالفرض والمحال انبیاء سے شرک ہو تو ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

اب انبیاء اور حضور ﷺ تو گناہوں اور شرک سے پاک ہیں۔ ظاہراً ان کا ذکر ہے لیکن مراد ان کی امتیں ہیں اور ان کا ذکر ڈرانے کے لئے کہ یہ تو ان کے اعمال

الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتَ.

جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھیگا تو اس کو موت کے سوا کوئی چیز جنت کے داخلہ سے نہ روک سکے گی۔ معلوم ہوا اس کے پڑھنے سے ایمان محفوظ رہے گا۔ خاتمہ ایمان پر ہوگا جنت کا داخلہ ملے گا۔

دوسرا وظیفہ

فجر اور مغرب کی نماز کے بعد دس مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترمذی میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن غنم کی روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فجر و مغرب کے بعد اس کو دس مرتبہ پڑھے گا تو اُس کو ایک دفعہ پڑھنے پر چار نتائج ملیں گے۔ (۱) دس گناہ مٹیں گے۔ (۲) دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ (۳) دس درجے بلند کیے جائیں گے۔ (۴) صبح کو پڑھیگا تو شام تک شیطان کے وساوس سے محفوظ رہے گا۔ جب وساوس سے محفوظ ہو گیا تو خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

تیسرا وظیفہ

صبح و شام تین مرتبہ پڑھ کر۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا۔

مسند احمد میں حضرت ثوبانؓ کی روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح و شام تین مرتبہ ان کلمات کو پڑھے گا۔ اللہ اس کو قیامت کے دن راضی کریگا تو یہ نتیجہ تب ہے جبکہ خاتمہ ایمان پر ہو تو اس کے پڑھنے سے خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

ان وظائف کے پڑھنے سے انسان عقیدہ توحید پر قائم رہے گا اور شرک سے بچے گا اور خاتمہ ایمان پر ہوگا اور جنت کا داخلہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عقیدہ توحید پر قائم رکھے۔ شرک جلی اور خفی سے محفوظ رکھے۔ اور ہر مسلمان کو عقیدہ توحید کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

اَقُوْلُ قَوْلِی هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ لِی وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

موحدِ اعظم

حضرت ابراہیم خلیل اللہ

ازافادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہُ اللّٰہُ اِلٰی کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ اَمَّابَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔

بِسْمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔

وَاِذْقَالَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِھَۃً ج اِنِّیْ اَرٰکَ وَقَوْمَکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ○ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ الَّیْلُ رَاٰ کَوْکَبًا ج قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ ج فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَھْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَکُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ○ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَۃً قَالَ ھٰذَا رَبِّیْ ھٰذَآ اَکْبَرُ ج فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ○ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

حَنِيفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ وَحَاجَّهٗ قَوْمُهٗ ط قَالَ اَتُحَاجُّوْنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنِ ط وَلَا اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْئًا ط وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ط اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ط فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ج اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرَاهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○

عَنْ جابرؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ رَأَيْتُ اِبْرَاهِيمَ فَاِذَا اَقْرَبَ مَن رَأَيْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ (رواہ مسلم)

عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ رَأَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ (رواہ البخاری ومسلم)۔

عن ابی امامةؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺ اَنَا دعوةُ اِبراهِيمَ (رواہ احمد)

یقیں دانم کہ دریں عالم لا معبود الا ہو
ولا موجود فی الکونین ولا مقصود الا ہو
ہوالاول ، ہوالآخر، ہوالظاہر، ہوالباطن
یکے دانم، یکے خوانم، نخوانم غیر الا ہو

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی
ہو جس پر عبادت کا دھوکہ مخلوق کی وہ تعظیم نہ کر
جو خاص خدا کا حصہ ہو بندوں میں اسے تقسیم نہ کر
خلیل آسا در مُلک یقین زن
نوائے لا اُحب الآفلین زن

تمہید

میرے عزیز دوستو! بزرگو! نوجوان ساتھیو! اور میری آواز سننے والی معززہ و مؤقرہ دینی ماؤ۔ بہنو اور بیٹیو!

آج کے بیان میں موحد اعظم حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں تذکرہ ہوگا اور آپ کی عظیم الشان توحید کی دعوت کا تفصیلی بیان ہوگا۔

دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے کی اور آپ کو پوری توجہ کے ساتھ سننے کی اور پھر ہم سب کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین۔

سب سے پہلے تلاوت کردہ آیات اور احادیث کا مطلب سمجھیں۔

آیات کا مطلب

حضرت ابراہیم کی خداشناسی وخداپرستی

حضرت ابراہیم نے اپنے باپ آذر کو کہا کہ آپ عجیب لوگ ہو جو بتوں کی پوجا میں مصروف ہو میں تو آپ کو اور آپ کی قوم کو واضح گمراہی میں مبتلا پاتا ہوں۔ اللہ فرماتے ہیں ہم نے ابراہیم کو زمین اور آسمان کے عجائبات دکھلائے تا کہ اس کا ایمان پختہ ہو جائے۔ حضرت ابراہیم نے ایک رات روشن ستارے کو دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے اور جب وہ ستارہ غائب ہو گیا تو کہا کہ میں غائب ہونے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ غائب ہونے والا میرا رب نہیں ہو سکتا۔ مقصود اپنی قوم کو سمجھانا تھا۔ پھر حضرت ابراہیم نے چمکتا دمکتا چاند دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے جب چاند بھی غائب ہو گیا تو کہا کہ اب تو میرا رب ہی مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔ پھر جب ابراہیم نے ہر طرف روشنی برساتا سورج دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا اور عظیم تر ہے۔

لیکن جب سورج بھی دھوکہ دے گیا اور دیکھتی نظروں سے غائب ہو گیا تو حضرت ابراہیم نے قوم کے جھوٹے خداؤں سے اپنی بیزاری اور برأت کا اظہار کر دیا۔

اور واضح اعلان کر دیا۔ کہ میں زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے رب کی طرف...... متوجہ ہو چکا ہوں...... یکسو ہو چکا ہوں...... اور میں مشرکوں کا ساتھی نہیں ہوں۔

اب قوم حضرت ابراہیم سے اپنے معبودوں کے حق میں جھگڑا کرنے لگی تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم مجھ سے اللہ واحد کے بارے میں جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت کا راستہ دکھلا دیا اور سمجھا دیا۔ اور کہا سنو۔

مجھے تمہارے جھوٹے خداؤں کا کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہے میں تو صرف اپنے رب رحمٰن سے ڈرنے والا ہوں۔ جو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

اور بات کیا ہے کہ تمہیں حق بات سمجھ ہی نہیں آتی۔

اور میں تمہارے شریکوں سے کیوں ڈروں جبکہ تم اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے نہیں ڈرتے حالانکہ اللہ نے تم پر کوئی دلیل بھی نہیں اُتاری۔

اب بتاؤ موحد اور مشرک دونوں فریقوں میں سے کون امن کا مستحق ہے۔

ظاہر ہے دنیا میں ہدایت اور آخرت میں جنت کے مستحق وہی ہیں۔

جو توحید اور انصاف والے ہیں۔

اللہ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم کو قوم کے مقابلہ میں یہ دلائل ہم نے عطا کئے تھے۔ ہم جسے چاہیں ابراہیم کی طرح درجوں میں بلند کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ہم حکمت والے جاننے والے ہیں۔

احادیث کا مطلب

پہلی حدیث کا مطلب۔ حضرت ابراہیم حضور ﷺ کے مشابہ۔

حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے معراج کی رات حضرت ابراہیم کو دیکھا تو وہ شکل وصورت میں میرے مشابہ تھے۔

دوسری حدیث کا مطلب۔ حضور ﷺ حضرت ابراہیم کے مشابہ

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے معراج کی رات حضرت ابراہیم کو دیکھا اور اولادِ ابراہیم میں شکل وصورت میں مَیں اُن کے مشابہ ہوں۔

تیسری حدیث کا مطلب۔ حضور ﷺ دعائے خلیل۔

حضرت اُمامہؓ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے ابّا ابراہیم کی دعاؤں کا ثمرہ ونتیجہ ہوں۔

حضرت ابراہیم کا نسب نامہ

ابراہیم (علیہ السلام) بن آذر بن ناحور بن سروج بن رعو بن فالج بن عابر بن ارفلشاد بن سام بن نوح (علیہ السلام) بن لامک بن متوشائح بن ادریس (علیہ السلام) بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن آنوش بن شیث (علیہ السلام) بن آدم (علیہ السلام)

حضرت ابراہیم کی اپنے باپ کو توحید کی دعوت

حضرت ابراہیم نے توحید کی دعوت اپنے گھر سے شروع فرمائی اور اپنے باپ کو بڑے ہی بہترین و دلنشین انداز میں توحید کی دعوت دی۔

سورۃ مریم میں ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ط اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا O اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا O يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا O يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ط اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا O يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا O قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ج لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا O قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ج سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ط اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا O وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ز عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا O فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ط وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا O وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا O

ترجمہ: اور ذکر کر کتاب میں ابراہیم کا بے شک تھا وہ سچا نبی۔ جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ کام آئے تیرے کچھ۔

اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی، سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ سیدھی، اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک شیطان ہے رحمٰن کا نافرمان۔ اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں آ لگے تجھ کو ایک آفت رحمان سے پھر تُو ہو جائے شیطان کا ساتھی۔ وہ بولا کیا تُو پھرا ہوا ہے میرے معبودوں سے اے ابراہیم اگر تُو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کرونگا، اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت۔ کہا تیری سلامتی رہے، میں گناہ بخشواؤں گا تیرا اپنے رب سے، بے شک وہ ہے مجھ پر مہربان۔ اور چھوڑتا ہوں تم کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا، اور میں بندگی کرونگا اپنے رب کی، امید ہے کہ نہ رہونگا اپنے رب کی بندگی کر کے محروم، پھر جب جدا ہوا ان سے اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا، بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا، اور دیا ہم نے ان کو اپنی رحمت سے اور کیا ان کے واسطے سچا بول اونچا۔

حضرت ابراہیم کی اپنے باپ اور قوم کو توحید کی دعوت

حضرت ابراہیم نے بڑے ہی عجیب و غریب انداز میں اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت ارشاد فرمائی۔

سورۃ انبیاء میں ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى

ذٰلِكُم مِّنَ الشّٰهِدِينَ ○ وَ تَاللّٰهِ لَاَكِيدَنَّ اَصْنَامَكُم بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوا
مُدْبِرِينَ ○ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ○
قَالُوا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِينَ ○ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى
يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيمُ ○ قَالُوا فَاْتُوا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَشْهَدُونَ ○ قَالُوٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيمُ ○ قَالَ بَلْ
فَعَلَهٗ ۖ كَبِيرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوهُمْ اِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ○ فَرَجَعُوٓا اِلٰٓى
اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُونَ ○ ثُمَّ نُكِسُوا عَلٰى رُءُوسِهِمْ ج
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُونَ ○ قَالَ اَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا
يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ○ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ط
اَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِينَ ○
قُلْنَا يٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيمَ ○ وَاَرَادُوا بِهٖ كَيْدًا
فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِينَ ○ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا
لِلْعٰلَمِينَ ○ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ط وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ط وَكُلًّا جَعَلْنَا
صٰلِحِينَ ○ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُونَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ
الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ط وَكَانُوا لَنَا عٰبِدِينَ ○

ترجمہ: اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ اور ہم رکھتے ہیں اس کی خبر۔ جب کہا اس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو۔ بولے ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہی کی پوجا کرتے۔ بولا مقرر رہے تم اور

تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں۔ بولے تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے۔ بولا نہیں، رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جس نے ان کو بنایا اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔ اور قسم اللہ کی میں علاج کرونگا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر۔ پھر کر ڈالا انکو ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اس کی طرف رجوع کریں۔ کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے۔ وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے، اس کو کہتے ہیں ابراہیم۔ وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ دیکھیں۔ بولے کیا تُو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ اے ابراہیم۔ بولا نہیں پر یہ کیا ہے ان کے اس بڑے نے۔ سواُن سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں۔ پھر سوچا اپنے جی میں پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو۔ پھر اوندھے ہو گئے سر جھکا کر۔ تو تُو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں۔ بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ایسے کو جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ بُرا۔ بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا کیا تم کو سمجھ نہیں۔ بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر کچھ کرتے ہو۔ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور آرام دہ ابراہیم پر۔ اور چاہنے لگے اس کا برا پھر انہی کو ہم نے ڈالا نقصان میں اور بچا نکالا ہم نے اس کو اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہم نے جہان کے واسطے۔ اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو نیک بخت کیا۔ اور ان کو کیا ہم نے پیشوا راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے، اور کہلا بھیجا ہم نے ان کو کرنا نیکیوں کا اور قائم رکھنی نماز اور دینی زکوٰۃ اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے۔

حضرت ابراہیم اور تین عجیب باتیں

صحیح احادیث میں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

ان ابراهيم عليه السلام لم يكذب غير ثلاث (متفق عليه)

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ بجز تین جگہوں کے پھر ان تینوں کی تفصیل اسی حدیث میں اس طرح بیان فرمائی کہ ان میں سے دو جھوٹ تو خالص اللہ کے لئے بولے گئے ایک یہی جو اس آیت میں بل فعله كبيرهم فرمایا ہے، دوسرا عید کے روز برادری سے یہ عذر کرنا کہ انی سقیم میں بیمار ہوں اور تیسرا (اپنی زوجہ کی حفاظت کیلئے بولا گیا) وہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ محترمہ حضرت سارہ کیساتھ سفر میں تھے کہ ایک ایسی بستی پر گزر ہوا جہاں کا رئیس ظالم بدکار تھا۔ جب کسی شخص کیساتھ اسکی بیوی کو دیکھتا تو بیوی کو پکڑ لیتا اور اس سے بدکاری کرتا، مگر یہ معاملہ اس صورت میں نہ کرتا تھا جبکہ کوئی بیٹی اپنے باپ کے ساتھ یا بہن اپنے بھائی کیساتھ ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس بستی میں مع اہلیہ کے پہنچنے کی مخبری اس ظالم بدکار کے سامنے کر دی گئی تو اس نے حضرت سارہ کو گرفتار کر کے بلوا لیا، پکڑنے والوں نے ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ عورت رشتہ میں تم سے کیا تعلق رکھتی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے ظالم کے خوف سے بچنے کیلئے یہ فرما دیا کہ یہ میری بہن ہے (یہی وہ چیز ہے جس کو حدیث میں تیسرے جھوٹ سے تعبیر کیا گیا ہے) مگر اس کے باوجود وہ پکڑ لئے گئے اور ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ کو بھی بتلا دیا کہ میں نے تم کو اپنی بہن کہا ہے۔ تم بھی اس کے خلاف نہ کہنا اور وجہ یہ ہے کہ اسلامی رشتہ

سے تم میری بہن ہو کیونکہ اس وقت اس زمین میں ہم دو ہی مسلمان ہیں اور اسلامی اخوت کا تعلق رکھتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کو مقابلے پر قدرت نہ تھی، اللہ کے سامنے الحاح وزاری کے لئے نماز پڑھنا شروع کر دیا حضرت سارہ اس کے پاس پہنچی یہ ظالم بری نیت سے ان کی طرف بڑھا تو قدرت نے اس کو اپاہج ومعذور کر دیا اس پر اس نے حضرت سارہ سے درخواست کی کہ تم دعا کر دو کہ میری یہ معذوری دور ہو جائے۔ میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا، ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اس کو صحیح سالم کر دیا۔ مگر اس نے عہد شکنی کی اور پھر بری نیت سے ان پر ہاتھ ڈالنا چاہا۔ پھر اللہ نے اس کیساتھ وہی معاملہ کیا اسی طرح تین مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا تو اس نے حضرت سارہ کو واپس کر دیا۔

اس حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف تین جھوٹ کی نسبت صراحۃً کی گئی ہے جو شان نبوت وعصمت کے خلاف ہے۔ مگر اس کا جواب خود اسی حدیث کے اندر موجود ہے وہ یہ کہ دراصل ان میں سے ایک بھی حقیقی معنیٰ میں جھوٹ نہ تھا یہ توریہ تھا جو ظلم سے بچنے کیلئے جائز وحلال ہوتا ہے۔ وہ جھوٹ کے حکم میں نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل خود حدیث مذکور میں یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے کہا تھا کہ میں نے تمہیں اپنی بہن بتلایا ہے تم سے پوچھا جائے تو تم بھی مجھے بھائی بتلانا اور بہن کہنے کی وجہ بھی ان کو بتلا دی کہ دونوں اسلامی برادری کے اعتبار سے بہن بھائی ہیں اسی کا نام توریہ ہے کہ الفاظ ایسے بولے جائیں جن کے دو مفہوم ہو سکیں، سننے والا اس سے ایک مفہوم سمجھے اور بولنے والے کی نیت دوسرے مفہوم کی ہو اور ظلم سے بچنے کیلئے یہ تدبیر توریہ کی باتفاق فقہاء جائز ہے یہ شیعوں کے تقیہ سے بالکل

مختلف چیز ہے، تقیہ میں صریح جھوٹ بولا جاتا ہے اور اس پر عمل بھی کیا جاتا ہے توریہ میں صریح جھوٹ نہیں ہوتا بلکہ جس معنیٰ سے متکلم بول رہا ہے وہ بالکل صحیح اور سچ ہوتے ہیں جیسے اسلامی برادری کے لحاظ سے بھائی بہن ہونا، یہ وجہ تو خود حدیث مذکور کے الفاظ میں صراحۃً مذکور ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ درحقیقت کذب نہ تھا۔ بلکہ ایک توریہ تھا، ٹھیک اسی طرح کی توجیہ پہلے دونوں کلاموں میں ہوسکتی ہے۔ بل فعله كبيرهم کی توجیہ بھی اوپر لکھی گئی ہے کہ اس میں بطور اسناد مجازی اس فعل کو بڑے بُت کی طرف منسوب کیا ہے اسی طرح انی سقیم کا لفظ ہے کیونکہ سقیم لفظ جس طرح ظاہری طور پر بیمار کے معنیٰ میں آتا ہے اسی طرح رنجیدہ وغمگین اور مضمحل ہونے کے معنیٰ میں بھی بولا جاتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے اسی دوسرے معنیٰ کے لحاظ سے انی سقیم فرمایا تھا مخاطبین نے اس کو بیماری کے معنیٰ میں سمجھا اور اسی حدیث میں جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ ان تین کذبات میں دو اللہ کی ذات کے لئے تھے یہ خود قرینہ قویہ اس کا ہے کہ یہ کوئی گناہ کا کام نہ تھا۔ ورنہ گناہ کا کام اللہ کیلئے کرنے کا کوئی مطلب ہی نہیں ہوسکتا اور گناہ کا کام نہ ہونا جبھی ہوسکتا ہے جبکہ وہ حقیقتاً کذب نہ ہو بلکہ ایسا کلام ہو جس کے دو معنیٰ ہوسکتے ہوں ایک کذب ہو اور دوسرا صحیح ہو۔

سورۃ الشعراء میں ہے: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ

تَعْبُدُوْنَ O اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ O فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ O الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ O وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ O وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ O وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ O وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ O رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ O وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ O وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ O وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ O وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ O يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ O اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ O وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ O وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ O وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ O مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ O فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ O وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ O قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ O تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ O اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ O فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ O وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ O فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ O اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ O وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ O

ترجمہ: اور سنا دے ان کو خبر ابراہیم کی۔ جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو۔ وہ بولے ہم پوجتے ہیں بتوں کو پھر سارے دن انہی کے پاس لگے بیٹھے

رہتے ہیں۔کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو۔یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا یا بُرا۔ بولے نہیں۔ پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی کام کرتے۔کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو پوجتے رہے ہو۔تم اور تمہارے باپ دادے اگلے۔سو وہ میرے دشمن ہیں مگر جہان کا رب۔جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے۔اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔اور جب میں بیمار ہوں تو وہی شفا دیتا ہے۔اور وہ جو مجھ کو مارے گا پھر جلائے گا اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن۔اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا مجھ کو نیکوں میں۔اور رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں۔اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت کے باغ کے۔اور معاف کر میرے باپ کو وہ تھا راہ بھولے ہوؤں میں۔اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب جی کر اٹھیں۔جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے۔مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لے کر دل اچھا۔اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے۔اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے راہوں کے۔اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو تم پوجتے تھے۔اللہ کے سوا کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں۔پھر اوندھے ڈالیں اس میں ان کو اور سب بے راہوں کو اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو۔ کہیں گے جب وہ وہاں باہم جھگڑنے لگیں۔قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں۔جب ہم تم کو برابر کرتے پروردگار عالم کے،اور ہم کو راہ سے بہکایا سو ان گناہگاروں نے۔پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والا۔اور نہ کوئی دوست محبت کرنے والا۔سو کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں۔اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں نہیں ماننے والے۔اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا۔

سورۃ الصفت میں ہے: وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ○ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ○ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ○ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِى النُّجُوْمِ ○ فَقَالَ اِنِّىْ سَقِيْمٌ ○ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ○ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ○ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًاۢ بِالْيَمِيْنِ ○ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ○ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ○ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِى الْجَحِيْمِ ○ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ○ وَقَالَ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ○

ترجمہ: اور اسی کی راہ والوں میں ہے ابراہیم۔ جب آیا اپنے رب کے پاس لے کر دل صاف۔ جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کیا پوجتے ہو۔ کیا جھوٹ بنائے ہوئے معبودوں کو اللہ کے سوا چاہتے ہو۔ پھر کیا خیال کیا ہے تم نے پروردگار عالم کو۔ پھر نگاہ کی ایک بار تاروں میں پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں، پھر پھر گئے وہ اس سے پیٹھ دے کر۔ پھر جا گھسا ان کے بتوں میں پھر بولا تم کیوں نہیں کھاتے۔ تم کو کیا ہے کہ نہیں بولتے۔ پھر گھسا ان پر مارتا ہوا داہنے ہاتھ سے۔ پھر لوگ آئے اس پر دوڑ کر گھبراتے ہوئے۔ بولا کیوں پوجتے ہو جو آپ تراشتے ہو۔ اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو۔ بولے بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت پھر ڈالو اس کو آگ کے ڈھیر میں۔ پھر چاہنے لگے اس پر بڑا داؤ کرنا پھر ہم نے ڈالا انہی کو نیچے۔ اور بولا میں جاتا

ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھ کو راہ دے گا۔

سورۃ زخرف میں ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو، میں الگ ہوں ان چیزوں سے جن کو تم پوجتے ہو۔ مگر جس نے مجھ کو بنایا سو وہ مجھ کو راہ سُجھائے گا۔ اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنی اولاد میں تا کہ وہ رجوع کریں۔

حضرت ابراہیم کی اپنی قوم کو توحید کی دعوت

حضرت ابراہیم نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور ظاہر ہے کہ اپنے خاندان اور اپنی قوم کو دعوت دینا آسان نہیں ہے۔ یہ انبیاء کا ہی کام ہے جنہوں نے ہر طرف توحید کے جھنڈے گاڑ دیے۔

سورۃ عنکبوت میں ہے: وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

ترجمہ: اور ابراہیم جب کہا اس نے اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوا ان بتوں کو اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بے شک جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ وہ مالک نہیں تمہاری روزی کے، سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے، اور رسول کا ذمہ تو بس یہی ہے، پیغام پہنچا دینا کھول کر۔

حضرت ابراہیم کا نمرود سے مناظرہ

حضرت ابراہیم کا نمرود سے اللہ کی ذات، وجود، قدرت اور عظمت کے بارے میں مباحثہ و مناظرہ ہوا، حضرت ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے۔ نمرود کہنے لگا کہ یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ جس کو چاہوں قتل کر دوں اور جس کو چاہوں معاف کر دوں۔ تو حضرت ابراہیم نے جانا کہ یہ بیوقوف آدمی زندگی دینے اور موت دینے کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں ہے۔

اس لئے فرمایا کہ میرا اللہ ہر روز سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تیرے اندر اگر ہمت، جرات اور طاقت ہے تو تو سورج کو مغرب سے طلوع کر کے دکھا فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ تو نمرود، مبہوت، مرعوب، حیرت زدہ اور لاجواب، ہو کر رہ گیا۔

جیسا کہ سورۃ بقرہ میں ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا

مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ O

ترجمہ: کیا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے اس کے رب کی بابت اس وجہ سے کہ دی تھی اللہ نے اس کو سلطنت، جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے۔ جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، وہ بولا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں، کہا ابراہیم نے کہ بے شک اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے اب تو لے آ اس کو مغرب کی طرف سے، تب حیران رہ گیا وہ کافر اور اللہ سیدھی راہ نہیں دکھاتا بے انصافوں کو۔

حضرت ابراہیم کا مذہب

حضرت ابراہیم یہودی، نصرانی اور مشرک نہ تھے بلکہ حنیف اور مسلم وموحد تھے۔

سورۃ آل عمران میں ہے: یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ O هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ط وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ O مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ O اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ط وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ O

ترجمہ: اے اہل کتاب کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم کی بابت، اور توراۃ اور انجیل تو اُتریں اس کے بعد، کیا تم کو عقل نہیں۔ سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات میں تم کو کچھ خبر تھی، اب کیوں جھگڑتے ہو جس بات میں تم کو کچھ خبر نہیں، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں

جانتے۔ نہ تھا ابراہیم یہودی نہ تھا نصرانی لیکن تھا حنیف یعنی سب جھوٹے مذہبوں سے بیزار اور حکم بردار اور نہ تھا مشرک۔ لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو ساتھ اسکے تھے، اور اس نبی کو اور جو ایمان لائے اس نبی پر، اور اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔

سورۃ نساء میں ہے: وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○

ترجمہ: اور اس سے بہتر کس کا دین ہوگا، جس نے پیشانی رکھی اللہ کے حکم پر، اور نیک کاموں میں لگا ہوا ہے، اور چلا دین ابراہیم پر جو ایک ہی طرف کا تھا، اور اللہ نے بنالیا ابراہیم کو خالص دوست۔

حضرت ابراہیم کی وصیت

حضرت ابراہیم اپنی اولاد کو مرتے دم تک مومن و مسلم رہنے کی وصیت کر گئے۔

سورۃ بقرہ میں ہے: وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ج وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ لا قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرَاهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ط يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

ترجمہ: اور کون ہے جو پھرے ابراہیم کے مذہب سے مگر وہی کہ جس نے احمق بنایا اپنے آپ کو، اور بے شک ہم نے ان کو منتخب کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں نیکوں میں ہیں۔ یاد کرو جب اس کو کہا اس کے رب نے کہ حکم برداری کر تو بولا کہ میں حکم بردار ہوں

تمام عالم کے پروردگار کا۔ اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی، کہ اے بیٹو بے شک اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو دین، سوتم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔

حضرت ابراہیم کا حیات بعد الممات کا مشاہدہ

حضرت ابراہیم نے اللہ رب العزت سے موت کے بعد زندگی کے مشاہدہ کی درخواست کی۔ جسے اللہ رب العزت نے قبول کرلیا۔ اور حضرت ابراہیم کو حیات بعد الممات کا عجیب وغریب مشاہدہ کرایا۔

سورہ بقرہ میں ہے: وَاِذْقَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ O

ترجمہ: اور یاد کر جب کہا ابراہیم نے اے پروردگار میرے دکھلا دے مجھ کو کیونکر زندہ کرے گا تو مردے، فرمایا کیا تُو نے یقین نہیں کیا، کہا کیوں نہیں، لیکن اس واسطے کہ چاہتا ہوں کہ تسکین ہو جاوے میرے دل کو، فرمایا تُو پکڑ لے چار جانور اُڑنے والے، پھر ان کو ہلا لے اپنے ساتھ، رکھ دے ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا، پھر ان کو بلا، پھر چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

حضرت ابراہیم اور تعمیر بیت اللہ

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے اللہ کا گھر تعمیر کیا۔

سورۃ بقرہ میں ہے: وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ط وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ O

ترجمہ: اور جب مقرر کیا ہم نے خانہ کعبہ کو اجتماع کی جگہ لوگوں کے واسطے اور جگہ امن کی اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ اور حکم کیا ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو کہ پاک کر رکھو میرے گھر کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع اور سجود کرنے والوں کے۔

سورۃ آل عمران میں ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ O فِيْهِ اٰيٰتٌ م بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ج وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ O

ترجمہ: بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت جہان کے لوگوں کو۔ اس میں نشانیاں ہیں ظاہر جیسے مقام ابراہیم اور جو اس کے اندر آیا اس کو امن ملا اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔

سورۃ حج میں ہے: وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۝

ترجمہ: اور جب ٹھیک کردی ہم نے ابراہیم کو جگہ اس گھر کی کہ شریک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع وسجدہ والوں کے۔ اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پیروں چل کر اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آئیں راہوں دور سے۔

حضرت اسحاق کی خوشخبری

اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کو بطور انعام کے بڑھاپے میں حضرت اسحاق جیسا بیٹا عطاء فرمایا۔

سورۃ ہود میں ہے: وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَ امْرَاَتُهٗ قَآىٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ

مَجِيْدٌO فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ O اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌO يٰٓـاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ج اِنَّـهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ج وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍO

ترجمہ: اور البتہ آ چکے ہیں ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر، بولے سلام وہ بولا سلام ہے، پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا۔ پھر جب دیکھا ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر، تو کھٹکا اور دل میں ان سے ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی۔ اور اس کی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحٰق کے پیدا ہونے کی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی۔ بولی اے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی، اور میں بڑھیا ہوں، اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا، یہ تو ایک عجیب بات ہے، وہ بولے کیا تُو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے، اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں تم پر اے گھر والو، تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا۔ پھر جب جاتا رہا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو خوشخبری، جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے حق میں۔ البتہ ابراہیم تحمل والا نرم دل ہے رجوع کرنے والا۔ اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال، وہ تو آ چکا حکم تیرے رب کا اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا۔

سورۃ الحجر میں ہے: وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَO اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ط قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ O قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍO قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِىْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِىَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَO

قَالُوْا بَشَّرْنٰکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ O قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّہٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ O قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ اَیُّھَا الْمُرْسَلُوْنَ O قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ O اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ط اِنَّا لَمُنَجُّوْھُمْ اَجْمَعِیْنَ O اِلَّا امْرَاَتَہٗ قَدَّرْنَآ اِنَّھَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ O

ترجمہ: اور حال سنا دے ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا، جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے سلام، وہ بولا ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں ایک ہوشیار لڑکے کی۔ بولا کیا خوشخبری سناتے ہو مجھ کو جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا۔ اب کاہے پر خوشخبری سناتے ہو۔ بولے ہم نے تجھ کو خوشخبری سنائی سچی، سو مت ہو تو ناامیدوں میں۔ بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی رحمت سے مگر جو گمراہ ہیں۔ بولا پھر کیا مہم ہے تمہاری اے اللہ کے بھیجے ہوؤ۔ بولے ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں ایک قوم گناہگار پر۔ مگر لوط کے گھر والے ہم ان کو بچالیں گے سب کو۔ مگر ایک اس کی عورت ہم نے ٹھہرالیا وہ ہے رہ جانے والوں میں۔

حضرت اسماعیل کی خوشخبری

اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کو بطور انعام کے بڑھاپے میں حضرت اسماعیل جیسا بیٹا عطاء فرمایا۔

سورۃ الصّٰفّٰت میں ہے: رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ O فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ O فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ط قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ

شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ O فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ O وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰہِیْمُ O قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ج اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ O اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ O وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ O وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ O سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ O کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ O اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ O وَبَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ O وَبٰرَکْنَا عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اِسْحٰقَ ط وَمِنْ ذُرِّیَّتِہِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ مُبِیْنٌ O

ترجمہ: اے رب بخش مجھ کو کوئی نیک بیٹا۔ پھر خوشخبری دی ہم نے اس کو ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا، پھر جب پہنچا اسکے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو، تو کیا دیکھتا ہے، بولا اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے، تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا۔ پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل۔ اور ہم نے اس کو پکارا یوں، کہ اے ابراہیم۔ تُو نے سچ کر دکھایا خواب، ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو۔ بے شک یہی ہے صریح جانچنا۔ اور اس کا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح کرنے کیواسطے بڑا اور باقی رکھا ہم نے اس پر پچھلے لوگوں میں کہ۔ سلام ہے ابراہیم پر۔ ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو۔ وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں۔ اور خوشخبری دی ہم نے اس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں۔ اور برکت دی ہم نے اس پر اور اسحٰق پر، اور دونوں کی اولاد میں نیکی والے ہیں اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں صریح۔

حضرت ابراہیم کی اپنے والد کیلئے دعا

مشرک کے لئے موحد اعظم حضرت ابراہیم کی دعا بھی قابل قبول نہیں ہے۔

جیسا کہ سورۃ توبہ میں ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ O وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ج فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ط اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ O

ترجمہ: لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اور اگر چہ وہ ہوں قرابت والے جبکہ کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں دوزخ والے۔ اور بخشش مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر وعدہ کے سبب کہ وعدہ کر چکا تھا اس سے، پھر جب کھل گیا ابراہیم پر کہ وہ دشمن ہے اللہ کا تو اس سے بیزار ہو گیا، بیشک ابراہیم بڑا نرم دل تھا تحمل کرنے والا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

حضرت ابراہیم کی حسین و دلنشین دعائیں قرآن مجید میں جا بجا بکھری ہوئی نظر آتی ہیں۔

سورۃ بقرہ میں ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ O وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط

اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُO رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ج اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ O رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُO

ترجمہ: اور جب کہا ابراہیم نے اے میرے رب بنا اس کو شہر امن کا اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو میوے جو کوئی ان میں سے ایمان لاوے اللہ پر اور قیامت کے دن پر فرمایا اور جو کفر کریں اس کو بھی نفع پہنچاؤنگا تھوڑے دنوں پھر اس کو جبراً بلاؤنگا دوزخ کے عذاب میں اور وہ بری جگہ ہے رہنے کی۔ اور یاد کر جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل اور دعا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے بے شک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا۔ اے پروردگار ہمارے اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور بتلا ہم کو قاعدے حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر بیشک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں سے ایک رسول انہی میں سے کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلاوے ان کو تیری کتاب اور حکمت کی باتیں اور پاک کرے ان کو بے شک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا۔

سورۃ ابراہیم میں ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ Oرَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ

النَّاسِ ج فَمَنْ تَبِعَنِی فَاِنَّهٗ مِنِّی ج وَمَنْ عَصَانِی فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ رَبَّنَآ اِنِّی اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ لا رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْکُرُوْنَ ○ رَبَّنَآ اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِی وَمَا نُعْلِنُ ط وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ق رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

ترجمہ: اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر دے اس شہر کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم پوجیں بتوں کو۔ اے رب انہوں نے گمراہ کیا بہت لوگوں کو سو جس نے پیروی کی میری سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں کہ جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تا کہ قائم رکھیں نماز کو سو رکھ بعضے لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ شکر کریں۔ اے رب ہمارے تُو تو جانتا ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کوئی چیز زمین میں نہ آسمان میں۔ شکر ہے اللہ کا جس نے بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحاق بے شک میرا رب سنتا ہے دعا کو

اے رب میرے کر مجھ کو کہ قائم رکھوں نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے اور قبول کر میری دعا۔ اے ہمارے رب بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہو حساب۔

حضرت ابراہیم۔ اسوۂ حسنہ

اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم کو اسوۂ حسنہ یعنی بہترین اور عمدہ نمونہ قرار دیا۔

سورۃ ممتحنہ میں ہے۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ○

ترجمہ: تم کو چال چلنی چاہئے اچھی ابراہیم کی اور جو اس کے ساتھ تھے، جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو ہم الگ ہیں تم سے اور ان سے کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا، ہم منکر ہوئے تم سے اور ظاہر ہوئی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بیر، ہمیشہ کو، یہاں تک کہ تم یقین لاؤ اللہ اکیلے پر، مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو کہ میں مانگوں گا معافی تیرے لئے

اور مالک نہیں میں تیرے نفع کا اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا، اے رب ہمارے ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع کیا اور تیری طرف ہے سب کو پھر آنا۔ اے رب ہمارے مت جانچ ہم پر کافروں کو اور ہم کو معاف کر اے رب ہمارے تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔ البتہ تم کو بھلی چال چلنی چاہئے ان کی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی اور آخرت کے دن کی، اور جو کوئی منہ پھیرے تو اللہ وہی ہے بے پرواسب تعریفوں والا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحانات

سورۃ بقرہ میں ہے: وَاِذِابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

ترجمہ: اور جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں، پھر اس نے وہ پوری کیں، تب فرمایا، میں تجھ کو کروں گا سب لوگوں کا پیشوا، بولا اور میری اولاد میں سے بھی، فرمایا نہیں پہنچے گا میرا وعدہ ظالموں کو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ رب العزت نے بہت سے امتحان لئے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام امتحانات میں کامیاب ہو گئے۔ تو پھر اللہ رب العزت نے انہیں خلیل اللہ کا لقب عطا فرمایا اور دنیا والوں کے لئے اعلان کر دیا کہ لوگو! تمہارے بھی دنیا میں یار دوست ہوتے ہیں۔ میرا بھی دنیا میں ایک یار اور دوست ہے جس نے میرے یار اور دوست کو دیکھنا ہو تو وہ میرے ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھ لے!

سبحان اللہ۔

پہلا امتحان۔توحید کا اعلان

اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو.......... ایک بُت گر.............. بُت پرست.......... بُت فروش.......... آذر کے گھر پیدا کیا کہ دیکھوں میرا ابراہیم اپنے باپ کی پیروی کرتا ہے یا اپنے رب کی توحید کا علان کرتا ہے۔

اور پھر چشم فلک نے وہ منظر دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے معبودان باطلہ۔سورج۔چاند۔ستارے۔بُت اور نمرود۔کی خدائی کو ٹھکرا کر اپنے رب کی توحید کا اعلان کر دیا!

دوسرا امتحان۔قوم کو توحید کی دعوت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے حکم ملا کہ اپنے ماں باپ کو، اپنی قوم کو اور وقت کے جابر و ظالم بادشاہ نمرود کو۔توحید کی دعوت دو۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ساری قوم کو توحید کا سبق سنایا اور یہاں تک کہ نمرود کے دربار میں بھی اللہ کے خلیل نے اللہ کی توحید کا نعرہ مستانہ بلند کر دیا۔

تیسرا امتحان۔بتوں کی تباہی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ معبودانِ باطلہ، پتھر کے خداؤں، کی تردید صرف زبان اور دلائل سے ہی نہ ہو بلکہ ان کی تواضع، اور خیر خبر ہاتھوں سے بھی ہونی چاہئے تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ جو اپنے وجود کی حفاظت نہ کر سکیں وہ خدا کہلائے جانے کے بھی حقدار نہیں۔!

قرآن کہتا ہے۔

"فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ"

ترجمہ: پھر کرڈالا ان کوٹکڑے ٹکڑے مگر ایک ان کا بڑا شاید کہ اس کی طرف رجوع کریں۔

تب حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم کے تیار کردہ رب باڑے میں داخل ہوئے اور قوم کے بتوں کوتوڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ کسی کا سر توڑا، کسی کی آنکھ پھوڑی، کسی کا ہاتھ توڑا، کسی کی ٹانگ توڑی، اور قوم کے اربابان باطلہ کا وہ حشر کیا کہ پوری قوم بیک زبان چیخ اٹھی۔

"مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ"

ترجمہ: کس نے کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام وہ تو کوئی بے انصاف ہے۔

ارے جس نے ہمارے خداؤں کا یہ حشر کیا ہے اس نے زیادتی کی ہے۔

چوتھا امتحان۔ نارِ نمرود میں رہائش

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ اور اپنے بتوں کی توہین کی وجہ سے نمرود آگ بگولہ اور مشتعل ہوگیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ آگ میں جلانے کا ارادہ کرلیا۔ ایک ماہ تک لکڑیاں جمع کرنے کے بعد آگ بھڑکائی گئی اور ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔

فرشتوں نے اللہ سے اجازت لی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کیلئے پہنچ گئے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اعلان کردیا کہ اے ملائکہ مجھے تمہاری امداد اور تعاون کی ضرورت نہیں ہے!

آج تو بس خلیل جانے اور اس کا رب جلیل جانے!

اگر دوستی بلا واسطہ ہے تو مدد بھی بلا واسطہ کرنی ہوگی۔

اگر دوستی کسی واسطے کی محتاج نہیں تو تعاون بھی کسی واسطے کا محتاج نہیں۔ تب یار نے یاری یوں نبھائی...... اور دوست نے دوست کی آرزو اور خواہش کو یوں پورا کیا......

کہ آگ کو...... ڈائریکٹ، بلا واسطہ حکم صادر فرمایا۔

"یَانَارُ كُونِی بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ"

ترجمہ: اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

پھر یار نے نار کو یار پر گلزار کر دیا۔

اور ابراہیم علیہ السلام کہا کرتے تھے کہ میری زندگی کے سب سے حسین و بہترین وہی سات دن تھے جو میں نے یار کو راضی کرنے کیلئے نمرود کی آگ میں گزارے تھے۔ کیونکہ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ رب العزت کے مہمان تھے۔

پانچواں امتحان۔ ملک شام کی طرف ہجرت

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت دیتے دیتے تھک گئے اور اپنی قوم سے مایوس ہو گئے تو اللہ رب العزت نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا کہ آپ ارضِ عراق کو چھوڑ کر ارضِ شام چلے جائیں۔ تب آپ نے اپنے ملک اور وطن کو چھوڑا اور اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام اور اپنی چچا زاد بہن حضرت سارہ کو ساتھ لے کر مصر سے ہوتے ہوئے ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور آپ کی قوم میں سے صرف یہی دو افراد آپ پر ایمان لائے تھے۔

چھٹا امتحان۔ ہاجرہ اور اسماعیل جنگل میں

حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ کی جوانی گزر گئی۔ بڑھاپے کی دہلیز کو پہنچ گئے لیکن اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔

ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام موج میں آگئے اور نہایت عاجزی و انکساری سے اپنے رب العالمین سے درخواست کی۔

"رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ"

ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے صالح بیٹا عطا فرمادیں۔

پروردگار نے دعا قبول کی اور ان الفاظ میں بیٹے کی منظوری دی۔

"فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ"

ترجمہ: ہم آپ کو حوصلہ مند فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں۔

مانگا تھا صالح بیٹا اور عطا کیا حلیم بیٹا۔

کیونکہ پروردگار کو معلوم تھا کہ فرزند ابراہیم نے جس طرح عشق و محبت اور آزمائش و امتحان کے مرحلوں سے گزرنا ہے اور سرخرو ہونا ہے اس کیلئے صالح ہونے کیساتھ حلیم ہونا بھی از حد ضروری ہے۔

اللہ رب العزت نے بیٹا عطا کیا اور ساتھ ہی حکم دے دیا کہ اپنی بیوی اور بچے کو وادی غیر ذی زرع، جنگل بیابان میں چھوڑ آئیں۔ جہاں نہ انسان ہو......
نہ حیوان......نہ چرند......نہ پرند......نہ مکان ہو نہ آبادی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیوی اور بچے کو اونٹنی پر سوار کیا ایک تھیلی

کھجور، ایک مشکیزہ پانی کا، ان کے حوالے کیا اور جنگل بیابان میں چھوڑ کر واپس پلٹنے لگے کہ حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم کا دامن پکڑ لیا اور کہنے لگیں۔

اے ابراہیم اس ویرانہ میں ہمیں چھوڑ کر آپ کہاں جا رہے ہیں۔ چلیں میرا خیال نہ کریں لیکن اس معصوم بچے کا تو خیال کریں۔ جو بڑھاپے میں آپ کی دعاؤں کا ثمر ہے۔

اے ابراہیم! آپ اتنے سنگ دل اور بے وفا تو نہ تھے! آج آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا دی اور کہا کہ اے ہاجرہ میں تمہیں اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اپنے رب کی مرضی سے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

جب حضرت ہاجرہ نے یہ سنا تو فوراً...... دامنِ خلیل کو چھوڑ کر دامنِ جلیل کو پکڑ لیا...... اور کہا اے ابراہیم اب مجھے کوئی خوف و خطرہ نہیں جو پروردگار آپ کی نار نمرود میں حفاظت کر سکتا ہے وہ اس جنگل بیابان میں میری اور میرے بچے کی بھی حفاظت کر سکتا ہے۔

یہ ایک عجیب منظر تھا...... یہ ایک عجیب امتحان تھا...... ہر طرف خاموشی اور سناٹا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام اپنی پیاری بیوی اور پیارے بچے کو اللہ کے حکم سے خاموش جنگل میں، خاموشی کیساتھ، چھوڑ کر واپس روانہ ہو گئے، دور جا کر واپس پلٹ کر دیکھا تا حدِ نظر ویرانی اور ویران جنگل نظر آیا۔ ہاجرہ اور اسماعیل کی پیاری صورت نظر نہ آئی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے، کلیجہ پھٹنے لگا۔ تب حضرت ابراہیم نے درد و سوز میں ڈوبی ہوئی ایسی رقت آمیز دعا مانگی کہ عرش و فرش بھی ہل کر رہ گئے۔

قرآن کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا۔

"رَبَّنَا اِنِّی اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھۡوِیۡ اِلَیۡھِمۡ وَارۡزُقۡھُمۡ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ"

ترجمہ: اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو ایک میدان میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں ہوتی تیرے محترم گھر کے نزدیک۔ اے ہمارے رب تا کہ وہ نماز قائم کریں، آپ بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردیجئے اور انہیں پھلوں میں سے رزق عطا کیجئے تا کہ وہ شکرادا کریں۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ہی اثر ہے کہ آج دنیا بھر کے دِل اور دنیا بھر کے پھَل سرزمین مقدس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔

ساتواں امتحان۔قربانی کی ابتداء

ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کررہاہوں اورانبیاء کا خواب سچ ہوتا ہے۔وحی الٰہی ہوتا ہے..........امرالٰہی ہوتا ہے۔

اس لئے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اپنا خواب بتایا اور ان کی رائے پوچھی تو صالح ،صابر،اور حلیم بیٹے نے جواب دیا۔

اے ابا جان آپ کو جوحکم ہوا ہے آپ اس پر عمل کیجئے آپ انشاءاللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے!

قرآن کہتا ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیٓ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ !

ترجمہ: جب حضرت اسماعیل علیہ السلام جوانی کو پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے بیٹے میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب تمہارا کیا مشورہ ہے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ اے ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ اس پر عمل کیجئے انشاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو ساتھ لے لیا۔ چھری کو ہاتھ میں لے لیا اور منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔ شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے ارادے میں ناکام کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ بھلا دنیا میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرے!

حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ شیطان مجھے عشق و محبت کے امتحان میں ناکام کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں شیطان کو ماریں اور بھگا دیا۔

شیطان نے دوبارہ پھر سہ بارہ کوشش کی لیکن ہر مرتبہ کنکریاں کھائیں اور ناکامی سمیٹی۔

قرآن کہتا ہے

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِیْنِ

ترجمہ: جب دونوں نے اللہ کے حکم کو مانا اور باپ نے بیٹے کو کروٹ پر لٹایا۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل السلام کو لٹایا اور چھری کے ساتھ ذبح کرنے کی کوشش کی لیکن چھری تھی کہ چلتی ہی نہیں تھی اور گلے کو کاٹتی ہی نہیں تھی۔

تب حضرت ابراہیم پریشان ہوئے اور چھری کو مخاطب کیا کہ وہ اسماعیل کا گلا کیوں نہیں کاٹتی۔ اور مجھے اللہ کے حضور سرخرو کیوں نہیں کرتی تو اللہ رب العزت نے چھری کو زبان دی اس نے حضرت ابراہیم کو مخاطب کیا اور بولی!

"اَمَرَنِیْ خَلِیْلِیْ نَھَانِیْ جَلِیْلِیْ"

خلیل کہتا ہے چل اور جلیل کہتا ہے نہ چل۔ بتاؤ میں کس کی مانوں...... خلیل کی یا جلیل کی۔ ظاہر ہے چلنی تو جلیل کی ہے!

اب قرآن کہتا ہے۔

"وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔

حضرت اسماعیل کے بدلے جنت سے مینڈھا اتارا گیا اور اس کو ذبح کیا گیا اب ذبح تو مینڈھا کیا گیا لیکن ثواب بیٹے کی قربانی کا دیا گیا۔ کیونکہ باپ بیٹا دونوں اس عمل میں مخلص تھے۔

یہ واقعہ قربانی کی بھی ابتداء ہے اور شیطان کو کنکریاں مارنے کی بھی ابتداء ہے!

بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کے گلے پر چھری چلائی تو فرشتوں نے کہا!

اللــه اکبـر اللــه اکبر تعجب ہے کہ باپ بیٹے کو ذبح کر رہا ہے۔ تو

حضرت ابراہیم نے کہا:

لا الـــه الا الله والله اکبــر ۔اے ملائکہ تعجب نہ کرو۔خلیل اپنے جلیل کی فرمانبرداری کررہا ہے۔

تو حضرت اسماعیل نے کہا۔الله اکبر ولله الحمد

اے اباجان آپ چھری چلائیں میں صبر کرونگا اور اللہ کی حمد وثناء بیان کروں گا۔جس نے مجھے صبر کی توفیق نصیب فرمائی۔تو اللہ کو یہ جملے بہت پسند آئے اس لئے حکم دیا کہ نو ذوالحج کی فجر سے لیکر تیرہ ذوالحج کی عصر تک ہر نماز کے بعد یہ جملے بلند آواز سے ایک مرتبہ پڑھے جائیں تاکہ اللہ کے محبوبوں کی یاد تازہ ہوجائے۔

یہ اتنا بڑا امتحان تھا کہ خود ممتحن جو کہ رب العلمین کی ذات تھی اس نے خود یہ اعلان کردیا کہ

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓاءُ الْمُبِيْنُ۔

ترجمہ:یہ حقیقت میں بہت بڑا امتحان تھا۔

اور فرش وعرش پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفاداری و جاںنثاری کی دھوم مچ گئی۔اسی وجہ سے بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابراہیم نے کہا۔

بَذَلْتُ نَفْسِىْ لِلنِّيْرَانِ وَ وَلَدِىْ لِلْقُرْبَانِ وَقَلْبِىْ لِلرَّحْمٰنِ وَمَالِىْ لِلضِّيْفَانِ فَهَا اَنَا خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ۔

کہ میں نے اللہ کے حکم پر آگ میں چھلانگ لگادی اور اپنے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی۔اپنا دل صرف اللہ کیلئے خالص کردیا اور اپنا مال مہمانوں کیلئے وقف کردیا تب

جا کر میں خلیل اللہ بنا۔

آٹھواں امتحان۔ بیت اللہ کی تعمیر

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کو حکم ہوا کہ دونوں باپ بیٹا مل کر بیت اللہ کی تعمیر کریں۔

باپ بھی نبی اور بیٹا بھی نبی۔

باپ مستری بنا اور بیٹا مزدور بنا۔

پھر دونوں نے مل کر اللہ کے گھر کو مکمل کر دیا۔

قرآن کہتا ہے!

"وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمَاعِیْلَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند فرما رہے تھے اور اسماعیل بھی آپ کے ساتھ شامل تھے تو دعا مانگی اے رب ہمارے قبول کر ہماری اس خدمت اور محنت کو بے شک آپ بہت سننے والے، بہت جاننے والے ہیں۔

اس آیت سے ایک تو اس بات کی طرف اشارہ ہوا کہ بیت اللہ اگرچہ پہلے سے موجود تھا اور اس کی بنیادیں بھی موجود تھیں کیونکہ سب سے پہلے حضرت آدم نے بیت اللہ کو تعمیر کیا تھا۔

لیکن مرورِ ایام اور طوفانِ نوح کی وجہ سے عمارت موجود نہ رہی تھی لیکن بنیادیں باقی تھیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی بنیادوں پر بیت اللہ کی تعمیر فرما دی اور اس عمل میں حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے ساتھ شریک و معاون تھے!

دوسرا اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جب کوئی مشترکہ کام کیا جائے جسے بڑا اور چھوٹا ملکر انجام دے رہے ہوں تو کام کو بڑے کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔

جیسے اس آیت میں ''وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰهِیۡمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ کہہ کر جملہ مکمل کر دیا کہ جب ابراہیم بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے، آگے وَاِسۡمٰعِیۡلُ الگ کہا کہ اسماعیل بھی ان کیساتھ شریک و معاون تھے! تا کہ فرقِ مراتب ملحوظ رہے اور پھر جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے وہ لفٹ کی مانند بلند اور پست ہوتا تھا اور اللہ رب العزت نے اس پتھر پر قیامت تک کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان موجود و محفوظ کر دیئے۔ آج اسی کو مقام ابراہیم پکارا جاتا ہے اور اسی جگہ دو رکعت نماز نفل پڑھی جاتی ہے اور یہی قرآن کا اعلان ہے

''وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى''

اشارہ کر دیا کہ جو پتھر نبی کے قدموں سے جڑ گیا وہ قیامت تک کیلئے عظمت پا گیا اور جو انسان نبی کا پیروکار بن گیا وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گیا!

دعائے خلیل

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام امتحانوں میں کامیاب اور سرخرو ہو گئے تو اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا لئے، دامن پھیلا لیا اور اپنے پروردگار سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرے مولیٰ! جو آپ نے کہا، میں نے اس پر عمل کیا!

میرے مولیٰ! آپ نے کہا ماں باپ کو توحید کی دعوت دے دے۔

میں نے ماں باپ کو توحید کی دعوت دے دی۔

آپ نے کہا کہ قوم کو کلمہ حق سنا دے۔

میں نے قوم کو کلمہ حق سنا دیا۔

میرے مولیٰ! آپ نے کہا نمرود کا دربار ہو میری توحید کا اعلان ہو۔

میں نے نمرود کے دربار میں آپ کی توحید کا پرچم لہرا دیا۔

آپ نے کہا! ماں باپ قوم اور نمرود کے سامنے ڈٹ جا۔

میں ماں باپ قوم اور نمرود کے سامنے ڈٹ گیا۔

میرے مولیٰ! آپ نے کہا ان کے معبودان باطلہ کو پاش پاش کردے۔

میں نے انکے معبودوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

آپ نے کہا! نارِ نمرود میں چھلانگ لگا دے۔

میں نے نارِ نمرود میں چھلانگ لگا دی۔

میرے مولیٰ! آپ نے کہا! ملک وطن، اور قوم چھوڑ دے۔

میں نے ملک وطن اور قوم کو چھوڑ دیا۔

آپ نے کہا ملکِ شام چلا جا

میں ملکِ شام چلا آیا۔

میرے مولیٰ! آپ نے کہا! بیوی اور بچے کو وادی غیر ذی زرع، جنگل بیابان میں چھوڑ آ۔

میں بیوی اور بچے کو وادی غیر ذی زرع جنگل بیابان میں چھوڑ آیا،

آپ نے کہا! بیٹے کے گلے پر چھری چلا دے۔

میں نے بیٹے کے گلے پر چھری چلا دی۔

میرے مولیٰ! آپ نے کہا! بیت اللہ کو تعمیر کر دے۔

میں نے بیت اللہ کو تعمیر کر دیا۔

میرے مولیٰ! بتلایئے! کبھی میں نے انکار کیا۔ کبھی میرے قدم ڈگمگائے، کبھی میں پیچھے ہٹا اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اب باری میری ہے۔

اب میں مانگوں گا اور آپ کو عطا کرنا پڑے گا۔

اور میرے مولیٰ! چیز وہ مانگوں گا کہ آپکو دیتے ہوئے پتہ چلے گا اور مجھے لیتے ہوئے پتہ چلے گا۔

اور...... ایسا ہیرا...... جوہر...... موتی...... اور...... لعل...... مانگوں گا جو آپ کے خزانے میں بھی تنہا ہے اس جیسا دوسرا ہیرا آپ کے خزانے میں بھی موجود نہیں ہے۔

اور پھر ابراہیم علیہ السلام نے .... نبی الانبیاء...... افضل الانبیا...... خاتم الانبیاء...... محمد رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کو مانگا۔ اور خلیل نے جلیل کے خزانے کی روح کو لوٹ لیا۔

اور خلیل نے کہا کہ پروردگار میں نے آپ کے گھر...... بیت اللہ کی تعمیر کر دی اب اس گھر کو آباد کرنے کیلئے سوال کرتا ہوں کہ خاندان میرا ہو...... کنبہ میرا ہو...... قبیلہ میرا ہو...... ایک محمد رسول اللہ مجھے عطا کر دیں۔ جو میرے اس تعمیر کردہ گھر کو آباد کر دے۔ پروردگار نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبول کر لیا اور محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں دعائے خلیل اور نوید مسیحا بن کر تشریف لائے۔ اسی لئے حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ

میں اپنے ابا ابراہیم کی دعاؤں کا ثمرہ و نتیجہ ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے اللہ نے ستر ہزار انبیاء کرام پیدا فرمائے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے صرف ایک دریتیم محمد رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں مبعوث فرمایا اور خاتم الانبیاء کے لقب سے سرفراز فرما کر تمام انبیاء کرام کا مقتداء ورہنما وامام بنادیا اور اولین وآخرین کا سردار بنادیا۔

قرآن نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو یوں بیان کیا ہے۔

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

ترجمہ: اے رب ہمارے بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھے اُن پر تیری آیتیں اور سکھلائے ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک کرے ان کو بے شک آپ غالب حکمت والے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو دعائیں ایسی مانگیں کہ رب کے خزانے کو لوٹ لیا۔

ایک اسماعیل علیہ السلام کو مانگا

دوسرا محمد رسول اللہ ﷺ کو مانگا۔

اسماعیل علیہ السلام زم زم والا

محمد ﷺ کوثر والا

زم زم والا بھی دعائے خلیل

کوثر والا بھی دعائے خلیل

زم زم بھی عظیم

زم زم والا بھی عظیم

کوثر بھی عظیم

کوثر والا بھی عظیم

جس کو دنیا میں زم زم نصیب ہوا وہ دنیا میں کامیاب
جس کو آخرت میں حوض کوثر کا پانی نصیب ہوا وہ آخرت میں کامیاب

حوض کوثر کا تعارف

حوض کوثر کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ..... حَوْضِیْ مَسِیْرَۃُ شَھْرٍ..... میرا حوض اتنا لمبا ہوگا کہ آدمی ایک ماہ کی مسافت طے کرے.....زَوَایَاہُ سَوَاءٌ..... حوض کے کنارے برابر ہونگے..... کِیْزَانُہٗ کَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ ..... حوض کے پیالے آسمان کے ستاروں کی مانند بے شمار ہونگے..... مَاءُہٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ ..... حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا..... اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ ..... حوض کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا ..... اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْکِ ..... حوض کا پانی مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگا ..... مَنْ مَرَّ عَلَیَّ شَرِبَ ..... جو مومن حوض کوثر پر میرے پاس آئے گا وہ پانی پیئے گا..... وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ اَبَدًا ..... اور جسے حوض کوثر سے ایک گھونٹ پانی مل گیا اسے قیامت کے پچاس ہزار سال کے دن میں بھوک پیاس نہیں لگے گی۔ سبحان اللہ۔ دعا ہے کہ قیامت دن ہم گناہگاروں کو بھی پیارے نبی ﷺ کے ہاتھوں حوض کوثر کے جام نصیب ہو جائیں۔

آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فضائل

پہلی فضیلت۔ دنیا کی امامت

سورۃ البقرہ میں ہے: اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

ترجمہ: (اے ابراہیم) میں تجھ کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔

دوسری فضیلت۔ اللہ کا انتخاب

سورۃ البقرہ میں ہے وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

ترجمہ: ہم نے ابراہیم کو دنیا میں منتخب کر لیا اور آخرت میں ان کا شمار نیک لوگوں میں ہوگا۔

تیسری فضیلت۔ حنیف اور مسلم

سورۃ آلِ عمران میں ہے مَا كَانَ اِبْرَاهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔

ترجمہ: ابراہیم یہودی اور نصرانی نہیں تھے لیکن تمام جھوٹے مذاہب سے بیزار تھے اور اللہ کے فرمانبردار تھے اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

چوتھی فضیلت۔ متبوع

سورۃ آل عمران میں ہے: اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ: ابراہیم سے زیادہ مناسبت ان کے متبعین، محمد رسول اللہ، اور مومنین کو حاصل ہے اور اللہ مومنین کے دوست ہیں۔

پانچویں فضیلت۔ عطائے خداوندی

سورۃ النساء میں ہے: فَقَدْ اٰتَیْنَا اٰلَ اِبْرَاهِیْمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُلْكًا عَظِیْمًا۔

ترجمہ: ہم نے خاندان ابراہیم کو، کتاب، علم، اور ملک عظیم عطا فرمایا۔

چھٹی فضیلت۔ خلیل اللہ

سورۃ نساء میں ہے: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا۔

ترجمہ: اللہ نے ابراہیم کو سچا دوست بنایا۔

ساتویں فضیلت۔ ہدایت یافتہ خاندان

سورۃ انعام میں ہے: وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَیْنَا وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَهَارُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ: ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے اور ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور ان سے پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی اور ابراہیم کی اولاد سے ہم نے داؤد، اور سلیمان، اور ایوب، اور یوسف، اور موسیٰ اور ہارون کو ہدایت دی اور ہم اسی طرح محسنین کو جزا عطا فرماتے ہیں۔

آٹھویں فضیلت۔ نرم دلی وحوصلہ مندی

سورۃ توبہ میں ہے اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ۔

ترجمہ: بے شک ابراہیم البتہ بڑے نرم دل، حوصلہ والے تھے۔

نویں فضیلت۔ رجوع الی اللہ

سورۃ ہود میں ہے اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ۔

ترجمہ: بیشک ابراہیم البتہ، حوصلے والے، نرم دل (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔

دسویں فضیلت۔ اسحاق کی خوشخبری

سورۃ حجر میں ہے اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ۔

ترجمہ: فرشتوں نے ابراہیم کو فرزند دانا (یعنی اسحاق علیہ السلام) کی خوشخبری سنائی۔

گیارھویں فضیلت۔ امت کے مقتداء

سورہ نحل میں ہے اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

ترجمہ: ابراہیم اُمت کے مقتدا، اللہ کے فرمانبردار، جھوٹے مذاہب سے بیزار تھے اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھے۔ اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے ان کو منتخب کر لیا تھا اور سیدھے راستے پر چلا دیا تھا۔ اور ہم نے ابراہیم کو دنیا میں خوبیاں عطا فرمائیں اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں کی شمار میں ہونگے۔ پھر حکم بھیجا ہم نے

آپ (ﷺ) کو کہ پیروی کریں دین ابراہیم کی (وہ ابراہیم) جو جھوٹے مذاہب سے بیزار تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

بارھویں فضیلت۔ سچے نبی

سورۃ مریم میں ہے: اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا

ترجمہ: ابراہیم سچے نبی تھے۔

تیرھویں فضیلت۔ نامور خاندان

سورۃ مریم میں ہے وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۔

ترجمہ: ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور دونوں کو نبی بنایا اور ہم نے اپنی جانب سے ان کو رحمت عطا کی اور ان کے نام کو نیک اور بلند کیا۔

چودھویں فضیلت۔ رشد وہدایت

سورۃ انبیاء میں ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ: ہم نے ابراہیم کو اس سے پہلے نیک راہ دکھائی تھی اور ہم ان کو (یعنی ان کے کمالات علمیہ وعملیہ کو) خوب جانتے تھے۔

پندرھویں فضیلت۔ آگ کی ٹھنڈک اور سلامتی

سورۃ انبیاء میں ہے۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔

ترجمہ: ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ہو جا ابراہیم پر۔

سولہویں فضیلت۔دشمنوں سے نجات

سورۃ انبیاء میں ہے۔وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بَارَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ: ہم نے ابراہیم اور لوط کو نجات دی اس سرزمین (ملک شام) کی طرف جس میں جہان والوں کیلئے برکت ہے۔

سترھویں فضیلت۔پورا خاندان دنیا کا امام

سورۃ انبیاء میں ہے۔وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ○ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ○

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب بطور انعام کے عطا فرمائے اور ہم نے سب کو نیک بخت بنایا۔اور ہم نے انکو امام بنایا۔ ہمارے حکم کے مطابق راہ بتلاتے تھے اور ہم نے ان کو حکم کیا کہ اچھے کام کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور وہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار تھے۔

اٹھارویں فضیلت۔قلبِ سلیم

سورۃ صٰفّٰت میں ہے۔وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ○ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔

ترجمہ: نوح (علیہ السلام) کے طریقے پر چلنے والوں میں ابراہیم بھی تھے جس وقت وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے۔

انیسویں فضیلت۔اسماعیل کی خوشخبری

سورۃ صٰفّٰت میں ہے فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔
ترجمہ: ہم نے ابراہیم کو حوصلہ مند لڑکے (یعنی اسماعیل علیہ السلام) کی خوشخبری دی۔

بیسویں فضیلت۔خواب کی سچائی

سورۃ صٰفّٰت میں ہے وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ:
ترجمہ: ہم نے پکارا اے ابراہیم،تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ہم اسی طرح محسنین کو بدلہ دیتے ہیں۔

اکیسویں فضیلت۔سلام

سورۃ صٰفّٰت میں ہے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ○ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○۔
ترجمہ: ہم نے ابراہیم کا نام بعد والوں میں باقی رکھا۔ابراہیم پر سلام ہے۔اسی طرح ہم محسنین کو بدلہ دیتے ہیں۔ابراہیم ہمارے مومن بندوں میں سے ہے۔

بائیسویں فضیلت۔مبارک خاندان

سورۃ صٰفّٰت میں ہے وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰۤى اِسْحٰقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ○
ترجمہ: ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی خوشخبری دی۔جو نبی ہوگا نیک بختوں میں سے ہوگا۔ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکتیں نازل کیں۔اور ان دونوں کی اولاد سے بعضے اچھے

سورۂ فاتحہ کی تشریح

ازافادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا حماد اللہ درخواستی صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی
مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہُ اللّٰہُ اِلٰی کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ اَمَابَعْدُ

فاعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ oالرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِoمَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِoاِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُoاِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ oصِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَo

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

قَالَ اللہ تعالٰی قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَأَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْ اللہ تعالٰی حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تعالٰی اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ قَا

عَبۡدِیۡ وَاِذَا قَالَ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ قَالَ هٰذَا بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَ عَبۡدِیۡ وَلِعَبۡدِیۡ مَاسَأَلَ فَاِذَا قَالَ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَاالضَّآلِّیۡنَ قَالَ هٰذَا لِعَبۡدِیۡ وَلِعَبۡدِیۡ مَاسَأَلَ (رواہ مسلم)

تمہید

میرے عزیز۔ دوستو! بزرگو! نوجوان ساتھیو! اور میری آواز سننے والی معززہ وموقرہ دینی ماؤ، بہنو! اور بیٹیو! آج کے بیان میں سورۂ فاتحہ کی مکمل تفسیر وتشریح اور فضیلت وجامعیت آپ کے سامنے بیان کی جائے گی۔ دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے کی اور آپ کو پوری توجہ کے ساتھ بیان سننے کی اور پھر ہم سب کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین

سورہ فاتحہ کی فضیلت و جامعیت

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا سورۃ فاتحہ! تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسی سورۃ نہ تورات میں نہ انجیل میں نہ زبور میں نازل کی گئی۔

بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، پھر فرمایا کہ مسجد سے باہر

جانے سے پہلے میں تجھے ایسی سورۃ نہ بتاؤں جو سب سورتوں سے بڑی سورۃ ہے میں نے کہا ضرور بتائیں، پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب مسجد سے باہر جانے کا ارادہ فرمانے لگے تو میں نے وعدہ یاد دلایا کہ آپ نے فرمایا تھا قرآن کی سورتوں سے بڑی سورۃ کی تعلیم دوں گا، تو آپ نے فرمایا وہ یہی سورۃ فاتحہ ہے۔ جس کی سات آیات ہیں جس کو بار بار پڑھا جاتا ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ سورۃ فاتحہ کی فضیلت اس وجہ سے بھی ہے کہ یہ پہلی سورۃ ہے جو مکمل اتری ہے۔ اس وجہ سے بھی فضیلت ہے کہ یہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے۔ قرآن سارا شرح ہے یہ متن ہے۔ جب کہ مفسرین فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے چار حصے ہیں، ہر حصہ الحمد سے شروع ہوتا ہے۔

۱۔ سورۃ فاتحہ سے سورۃ انعام تک: اس میں خالقیت باری تعالیٰ کا ذکر ہے یعنی اکثر مضامین احوال پیدائش کے متعلق ہیں۔

۲۔ سورۃ انعام سے لے کر سورۃ کہف تک ربوبیت باری تعالیٰ کا ذکر ہے یعنی پیدا بھی اللہ نے کیا ہے تربیت کرنے والا بھی وہی ہے۔ اکثر مضامین اس کے متعلق ہیں۔

۳۔ سورۃ کہف سے سورۃ سبا تک اس میں تصرف باری تعالیٰ کا ذکر ہے یعنی اکثر مضامین اسی کے متعلق ہیں کہ برکات دینے والا، سب کچھ دینے والا وہی ہے۔

۴۔ سورت سبا سے آخر تک: اس میں احوال قیامت کا اکثر ذکر ہے، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس جبرئیلؑ آئے اور کہا کہ آپ خوش ہوں کہ اللہ نے آپ کو دو نور عطا فرمائے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں

ملے۔ ایک سورۃ فاتحہ، دوسری سورۃ بقرہ۔

مسلم شریف میں جو صحاح ستہ میں سے ہے جس میں صحیح احادیث کو ذکر کیا گیا ہے ایک حدیث قدسی حضرت ابو ہریرۃؓ سے ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز یعنی فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے جب انسان اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ میرے بندے نے میری تعریف کی ہے اور جب اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَثْنَا عَلَیَّ عَبْدِی میرے بندے نے میری ثناء بیان کی ہے اور جب کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اللہ فرماتے ہیں مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے اور جب کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں هٰذَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ یہ میرے اور میرے بندے میں تعلق ہے کہ وہ عابد ہے عبادت کرنے والا، اور میں معبود ہوں جس کی عبادت کی جائے، وہ مستعین ہے، مدد مانگنے والا اور میں مستعان ہوں جس سے مدد مانگی گئی ہے، پھر جب کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ تو اللہ فرماتے ہیں هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ یہ میرے بندے کا حصہ ہے اور وہ جو چاہے مانگے میں اسے دوں گا، وہ ہاتھ اٹھائے رحمت سے بھر دوں گا، وہ دامن پھیلائے رحمت کی بارش برساؤں گا، وہ زبان سے مانگے میں فیضان کروں گا۔

مانگتا جائے میں دیتا جاؤں گا   وہ منگتا ہے میں داتا ہوں

سورۂ فاتحہ کے نام

سورۂ فاتحہ کے بہت سے نام ہیں ان میں سے مشہور نام ذکر کئے جاتے ہیں۔قاعدہ ہے کَثْـرَةُ الْاَسْمَاءِ تَدُلُّ عَلٰی شَرْفِ الْمُسَمّٰی جس کے نام بہت ہوں یہ بھی اس کی عظمت کی دلیل ہے بطور نمونہ مشہور نام ذکر کرتا ہوں۔

ا۔ **فاتحة الكتاب**: کیونکہ قرآن مجید کی ابتداء اس سے ہے۔

۲۔ **سورة الحمد**: کیونکہ اس کی ابتداء الحمد للہ سے ہے۔

۳۔**ام القرآن یا ام الکتاب** : ام کا معنی ماں کا ہے جیسے ماں اپنی اولاد پر مشتمل ہوتی ہے، اسی طرح یہ سورۃ سارے قرآن کے مضامین پر مشتمل ہے یا ام کا معنیٰ اصل ہے یہ سورت بھی قرآن کے مضامین کا اصل ہے سارے مضامین قرآنیہ کا اجمالی خاکہ وخلاصہ اس میں ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں ان سب کا خلاصہ چار کتابوں میں ہے۔یعنی تورات، زبور، انجیل اور قرآن، پھر تین کتابوں کا خلاصہ قرآن میں ہے، پھر قرآن کا خلاصہ مفصلات میں ہے اور مفصلات کا خلاصہ فاتحہ میں ہے۔

اور مجدد الف ثانی ؒ نے مکتوبات میں حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ فاتحہ کا خلاصہ بسم اللہ میں ہے اور اس کا خلاصہ با میں ہے اور اس کا خلاصہ با کے نقطہ میں ہے کیونکہ باء کا حرف الصاق کے لئے آتا ہے، الصاق کا معنی ملانے کا ہے اور باء کے نقطہ میں وحدت ہے تو قرآن کا خلاصہ ہوا ایک اللہ تعالیٰ سے جوڑو باقی سب سے توڑو۔

حضرت مدنیؒ کا مقولہ ان کے اپنے مکتوبات میں ہے ''یا بار رشتہ سب سے توڑ، یا بار رشتہ رب سے جوڑ'' تو فاتحہ قرآن کا خلاصہ ہوئی۔

۴۔ الکنز: یعنی علوم الٰہیہ کا خزینہ حضور ﷺ نے فرمایا اُوْتِیْتُ كَنْزًا مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ مجھے جنت کے خزانوں سے ایک خزانہ ملا ہے وہ فاتحہ ہے۔ دوسری حدیث قدسی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ میرے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

۵۔ السبع المثانی: یعنی سات آیات دہرائی ہوئیں۔ کیونکہ اس کی سات آیات ہیں جو نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں۔

۶۔ الشفاء یا شافیہ: حضور ﷺ نے فرمایا سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ سورت فاتحہ موت کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔

۷۔ کافیہ: خیر و برکت کے لئے کافی ہے۔

۸۔ وافیہ: کیونکہ ہر رکعت میں پوری پڑھی جاتی ہے۔

۹۔ الاساس: جس کا معنی بنیاد ہے کیونکہ یہ سارے قرآن کے لئے بنیاد ہے۔

۱۰۔ تعلیم المسئلہ: کیونکہ اس میں مانگنے کا طریقہ سکھلایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مانگو تو اس طرح مانگو کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو اس کی تعریف کے بعد اس سے مانگو وہ دے گا۔

۱۱۔ الصلوٰۃ: کیونکہ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ کہ سورۃ فاتحہ کو میں نے اپنے اور بندے کے درمیان

تقسیم کر دیا ہے۔ اس کے ایک حصہ میں اللہ کی تعریف ہے اور دوسرے حصہ میں بندے کی دعا ہے۔

۱۲۔ **القرآن العظیم** : کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ** کہ ہم نے آپ کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا ہے، قرآن عظیم یہی فاتحہ ہے کیونکہ مضامین قرآنیہ پر مشتمل ہے اس لئے اس کو قرآن عظیم فرمایا ہے۔

۱۳۔ **سورۃ الشکر** :اس میں شکر کا طریقہ ہے کہ شکر اس طرح ادا کرو۔

۱۴۔ **سورۃ الدعاء** :یہ سورۃ بھی دعا پر مشتمل ہے۔

۱۵۔ **سورۃ المناجات**:اس میں اللہ تعالیٰ سے مناجات کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ کی تشریح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دعویٰ ہے، **رَبِّ الْعَالَمِيْنَ** دلیل ہے، جس طرح انسانوں میں طریقہ ہے کہ اپنے دعویٰ کو مبرہن و مدلل کرتے ہیں، اس دعویٰ پر دلیل قائم کرتے ہیں تا کہ دعویٰ مضبوط ہو جائے، اس طرح اللہ نے بھی دعویٰ فرمایا، کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، صرف اللہ کے لیے تعریف کرو، اس پر دلیل قائم فرمائی کہ اللہ تمہاری تربیت و پرورش کرنے والا ہے، تو جس کا کھایئے اس کا گایئے۔

جب تم ماں کے پیٹ میں تھے اس نے پرورش کی، پھر جب باہر آئے تب بھی اس نے ماں کے سینہ میں دو نہریں لگا دیں اور تمہاری پرورش کی، جب جوان ہوئے تب بھی، جب بوڑھے ہوئے تب بھی اس نے پرورش فرمائی۔ تو جس اللہ نے

تمہاری جسمانی تربیت کی کہ آسمان سے پانی اتارا، زمین سے انگوری نکالی، تمہاری غذا کا انتظام کیا اور تربیت روحانی بھی کی، حضور ﷺ کو بھیجا، کتاب اللہ، قرآن مجید کو اتارا، اسی اللہ کی حمد وثنا کرو، اس میں تمہارا فائدہ ہے اللہ کو ضرورت نہیں کیونکہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ہر چیز اپنے حال کے مناسب اللہ کی تعریف کرتی ہے۔ تم سمجھتے ہو درخت کھڑے ہیں حالانکہ یہ قیام کی صورت میں اللہ کی عبادت کررہے ہیں، تم نے سمجھا جانور اس طرح جھک کر چل رہے ہیں حالانکہ وہ رکوع کی صورت میں اللہ کی عبادت کررہے ہیں، تم خیال کرتے ہو سانپ، بچھو، حشرات الارض ایسے زمین پر چل رہے ہیں حالانکہ یہ سجدہ کی صورت میں خدا کی عبادت کررہے ہیں، کسی کی عبادت صرف قیام کی، کسی کی عبادت صرف رکوع کی، کسی کی عبادت صرف سجدہ کی۔

مگر انسان کامل وجامع تھا اس لئے اس کی عبادت بھی جامع ہے۔ انسان اس طرح جامع ہے کہ ایک عالم کبیر ہے بڑا جہان جس میں آسمان، زمین، پہاڑ، درخت وغیرہ ہیں تو اس بڑے جہان کی تمام چیزوں کا نقشہ ونمونہ اللہ نے انسان جو عالم صغیر ہے اس کی مشینری میں رکھ دیا ہے۔ جیسے اس جہان میں آسمان وزمین ہیں، آسمان میں بلندی اور زمین میں پستی ہے تو انسان کا سر آسمان کی طرح بلندی میں ہے اور پاؤں زمین کی طرح پستی میں ہیں۔ پھر اس عالم میں پہاڑ ہیں، بعض پہاڑ سبزہ دار اور بعض خالی ہیں اور پھر بعض پر گنجان سبزہ اور بعض پر ہلکا۔ تو انسان میں ہڈیاں پہاڑوں کی طرح ہیں، پھر بعض پر بال زیادہ ہیں، بعض پر کم ہیں، بعض بالوں سے خالی ہیں، پھر

اس جہان میں پانی ہے، پانی میٹھا بھی ہے، کڑوا بھی، کھارا اور نمکین بھی، تو انسان میں لعاب دہن کا پانی میٹھا ہے، پتہ کا پانی کڑوا ہے، ناک کا پانی نمکین ہے، پھر دنیا میں ہوا بھی ہے، ہوا ٹھنڈی بھی ہے، گرم بھی ہے اور بدبودار بھی، تو انسان میں اس کا نمونہ ہے، سانس اندر جاتا ہے تو ٹھنڈی ہوا ہوتی ہے، سانس باہر آتا ہے تو گرم ہوا ہوتی ہے۔ اور بدبودار ہوا بھی انسان سے خارج ہوتی ہے، اس دنیا میں سمندر بھی ہیں، نہریں بھی، تو مثانہ سمندر کا نمونہ ہے، انتڑیاں نہروں کا نمونہ ہے، اس جہان میں جنگل ہیں، پھر ان میں جانور ہیں تو انسان میں اس کا نمونہ انسان کا سر ہے۔ یہ جنگل کی طرح ہے، سر میں جوئیں یہ جانوروں کی طرح ہیں، اس دنیا میں پرندے بھی ہیں جو اونچے اڑتے ہیں اور درندے بھی ہیں جو کاٹتے ہیں تو انسان پرندہ بھی ہے، ہوائی جہاز اور راکٹ پر سفر کرتا ہے اور انسان درندہ بھی ہے کہ انسان انسان کو کاٹتا ہے، بلکہ درندے سے بھی بڑھ گیا کہ اپنی جنس کو کاٹتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان بننے کا طریقہ سکھلایا، کہ الحمد للہ کہو جب اللہ سے تعلق قائم ہوگا تو تم میں انسانیت آئے گی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی فضیلت

بعض علماء نے لکھا ہے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے آٹھ حرف ہیں، بہشت کے آٹھ دروازے ہیں جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتا ہے تو جنت کے آٹھ دروازے کھل جاتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا کلمہ فضیلت کا ہے اس کو بے موقع، بے محل، بے جگہ نہ کہے بلکہ جو جگہ کہنے کے لائق ہو وہاں کہے۔ جیسے منقول ہے کہ ایک بزرگ نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا اب تیس برس سے استغفار کر رہا ہوں۔ وجہ پوچھی گئی کہ اس کا کیا

سبب ہے، استغفار تو گناہوں سے ہوتی ہے۔ جواب دیا کہ ایک مرتبہ بغداد میں آگ لگ گئی، تمام دکانیں جل گئیں اور میری دکان بھی تھی تو ایک آدمی نے خبر دی کہ شیخ تیری دکان بچ گئی، تو میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر میں نے تامل کیا، فکر کے بعد معلوم ہوا کہ یہ جملہ اس وقت کہنا خلاف مروت تھا۔ سب مسلمانوں کا مال جل گیا تو اس وقت غمگساری کا کلمہ کہنا تھا۔ صرف اپنے مال کے بچنے سے خوش ہوا، یہ تو اسلام کے خلاف ہے، مسلمان وہ ہے جس کو جیسے اپنے مال کے ضیاع پر ملال ہو ویسے ہی مسلمانوں کے مال کے ضائع ونقصان ہونے پر بھی ملال ہو، مجھے تو اِنَّا لِلّٰہِ کہنا چاہئے تھا میں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ دیا، اس لئے استغفار کر رہا ہوں۔

بعض نے لکھا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح ناف تک پہنچی تو چھینک آئی تو آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تو اللہ نے جواب دیا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ پھر اللہ نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ یہ فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہے ان کے پاس جاؤ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہو آپ نے جا کر کہا تو انہوں نے جواب دیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَمَغْفِرَتُہٗ تو اللہ نے فرمایا یہی تحفہ تیری اولاد کے لئے مقرر ہے کہ ملاقات کے وقت اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہیں اور چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہیں اور دوسرے یَرْحَمُکَ اللّٰہِ کہیں اور اہل جنت کا تحفہ بھی یہی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ہوگا اور نعمت ملنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہیں۔ قرآن میں ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (یونس ع ۱) اسی اللہ کی تعریف کرو جو رب العالمین ہے، رب کا معنی مالک اور سردار اور موجد و خالق اور مربی ہے۔

اس جگہ یہی مراد ہے کہ اللہ سارے جہان کی پرورش کرنے والا ہے۔

فضائل تسبیح وتحمید

اللہ تعالیٰ کو تسبیح وتحمید، تکبیر وتہلیل بہت محبوب وپسند ہے۔ ''تسبیح'' خدا کی پاکی بیان کرنا، ''تحمید'' اللہ کی تعریف کرنا، ''تکبیر'' اللہ اکبر کہنا، ''تہلیل'' لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ پڑھنا۔ جو شخص اللہ کی تسبیح وتحمید کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب وپسندیدہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان وظائفِ نبوی کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں تسبیح وتحمید کا ذکر ہے اور جن کا بہت بڑا ثواب ہے۔

وظیفہ ا

مسلم شریف میں حضرت سمرۃ بن جندبؓ کی روایت ہے کہ اَفْـضَـلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ: چار کلا میں تمام کلاموں سے فضیلت رکھتی ہیں۔ دوسری روایت میں اَحَـبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ کے الفاظ ہیں یہ چار کلا میں اللہ کو بہت محبوب ہیں۔

تیسری روایت میں ہے اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ کہ جس پر سورج طلوع کرتا ہے یعنی دنیا ومافیہا اور جو چیز دنیا میں ہے سب سے زیادہ پسندیدہ اللہ کے نزدیک یہ چار کلمے ہیں۔

ا۔ سُبْـحَانَ اللّٰهِ : حدیث میں ہے اس کے پڑھنے سے میزان ثواب سے بھر جاتی ہے۔

۲۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ : حدیث میں ہے اس کے پڑھنے سے زمین وآسمان کے درمیان کا خلاء ثواب سے پر ہو جاتا ہے۔

۳۔لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ افضل ذکر ہے فرمایا جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِذِکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ . لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ذکر سے ایمان کو تر وتازہ کرلیا کرو۔

۴۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اس کے پڑھنے سے زمین وآسمان کے درمیان کا خلاء ثواب سے بھر جاتا ہے۔

وظیفہ۲

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ حضور ﷺ نے فرمایا جو دن میں اس کو ایک سو مرتبہ پڑھے گا اس کے گناہ گرادیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں اور دوسری روایت میں ہے ایک مرتبہ پڑھنے پر جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔

وظیفہ۳

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضٰی نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ.

ترجمہ: اللہ کی پاکیاں بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں اس کی مخلوقات کی تعداد کے برابر اور اس کی مرضی کے مطابق عرش کے وزن کے مطابق کلمات کی سیاہی کی مانند۔

حضور ﷺ نے فرمایا جوشخص اس کو پڑھے گا تو اس کا ثواب میزان میں بہت بھاری ہوگا۔

وظیفہ ۴

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ (رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ ؓ) حدیث میں ہے یہ دو کلمے اللہ کو محبوب ہیں اور زبان پر ہلکے ہیں لیکن ترازو میں بھاری ہیں ان کے پڑھنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔

وظیفہ ۵

لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْـدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ ؓ)

حضور ﷺ نے فرمایا جو اس کو سومرتبہ پڑھے گا اس کے نامۂ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کے سو گناہ مٹائے جائیں گے، دس غلام آزاد کرنے کے برابر کا ثواب ملے گا، صبح تک محفوظ رہے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ وظائف پڑھنے کے وقت دل میں بھی یہی عقیدہ رکھے۔

زبان سے کہے سُبْحَانَ اللّٰہ، دل میں عقیدہ ہو کہ اللہ شریکوں سے، عیوب ونقائص سے پاک ہے۔

زبان سے کہے اَلْحَمْدُلِلّٰہ، تو عقیدہ ہو کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔

زبان سے کہے لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ، تو عقیدہ ہو کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں

ہے، عبادت کے لائق صرف وہی اللہ ہے، صرف وہی پوجا کے قابل ہے۔

زبان سے وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ کہے تو عقیدہ یہی ہو کہ اللہ ایک ہے، اس کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔

لَهُ الْمُلْكُ کہے عقیدہ رکھے کہ زمین وآسمان کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔

وَلَهُ الْحَمْدُ کہے تو عقیدہ ہو کہ زمین وآسمان میں اللہ ہی کے لئے تعریف ہے دنیا وآخرت میں بھی اسی کے لئے ہے۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہے تو عقیدہ ہو کہ ایک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اس کی قدرت سے کوئی باہر نہیں۔

رب العالمین

رَبِّ الْعَالَمِيْنَ : تربیت کا معنی ہے آہستہ آہستہ شے کو حد کمال تک پہنچانا۔ اللہ نے بھی انسان کو درجہ بدرجہ آہستہ آہستہ کمال تک پہنچایا ہے۔ انسان کی عجیب وغریب طریقہ سے پرورش کر کے کمال تک پہنچایا۔

جس لقمہ کو منہ میں ڈالتے ہیں اس میں کبھی غور کیا، صبح وشام دوپہر کئی لقمے نگل گئے لیکن کبھی سوچا کہ یہ لقمہ کیسے تیار ہوا، اور تیرے منہ میں کیسے پہنچا، پوری کائنات کو اللہ نے تیری غذا کے پکانے کے لئے خدمت میں لگا دیا، ہر چیز اپنی ڈیوٹی دے رہی ہے، آسمان سے بارش اتاری، اس سے زمین تر ہوئی، اس نے کھیتی اگائی، پھر سورج کی گرمی، تپش، دھوپ سے اس کھیتی کو پکایا، چاند کی تابانی اس کے پکانے کے لئے، ستاروں کی چمک دمک اس کے پکانے کے لئے، اس کو سرسبز کرنے کے لئے جانوروں

کی محنت کہ ان کو جوتا جاتا ہے، انسان ہل چلاتا ہے، انسان کی محنت وکوشش سے ساری مخلوق کا نظام اس کھیتی کے پکانے کے لئے ہے، تو یہ انسان جسے اللہ نے محترم کائنات بنایا اور ساری کائنات کو اس کی خدمت کے لئے نظام مستحکم کے ساتھ مقرر کیا، اس انسان کا بھی کوئی کام ہے، وہ کام اللہ کی حمد وثنا ہے، یہی عبادت ہے کہ اس کی تعریف کرو جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

رب العالمین کون

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہ ہے جو سب کو پالتا ہے، ہر چیز اپنی پرورش میں اس کی محتاج ہے، تم کو اللہ ہاتھ نہ دیتا تو لُولے ہوتے، پاؤں نہ دیتا تو لنگڑے ہوتے، آنکھ نہ دیتا تو اندھے ہوتے، دل ودماغ نہ دیتا تو فاتر العقل مجنوں ہوتے، کان نہ دیتا تو بہرے ہوتے، زبان نہ دیتا تو گونگے ہوتے، کھانا نہ دیتا تو بھوکے ہوتے، پانی نہ دیتا تو پیاسے ہوتے، کپڑا نہ دیتا تو ننگے ہوتے، بیوی نہ ہو تو خاوند رنڈوے، خاوند مر جائے تو عورت بیوہ ہے، باپ مر جائے بچے یتیم ہوتے ہیں، گھر نہ دے تو بے گھر، دنیا نہ دے تو بے زر ہو، مکان نہ دے تو بے در ہو، اگر مر جاؤ تو مردہ ہو، تم ہر حال میں محتاج ہو جو احتیاجی سے پاک ہے وہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہے۔ جب انسان محتاج وعاجز ہے تو اس کو اللہ کے سامنے عاجزی کرنا ضروری ہے، تکبر نہ کرے، بعض انسان اس صفت کو بھول جاتے ہیں، رب العالمین پالنے والی ذات کو بھول کر خود خدائی کا دعویٰ کر لیتے ہیں، اپنی پرستش کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔

ربوبیت کی تشریح

ربوبیت کا معنی ہے کسی چیز کو درجہ بدرجہ کمال تک پہنچانا جیسے باغبان بیج زمین میں ڈالتا ہے، پھر جب شاخ نکلتی ہے تو اس کو پانی دیتا ہے، پھر جب بڑا ہوتا ہے تو قلم کرتا ہے، پھر جب کمال کو پہنچتا ہے تو پتے اور پھل لاتا ہے، سرسبز وشاداب ہوتا ہے، اس طرح اللہ نے ہر چیز کو کمال تک پہنچایا۔

پھر ربوبیت خاص بھی ہے اور عام بھی، خاص پرورش جیسے ماں باپ اپنے لڑکے کے حق میں پرورش کرتے ہیں اور باغبان ایک یا دو باغ کے حق میں تربیت کرتا ہے، بادشاہ اور امیر اپنے اپنے ملک ولشکر کے حق میں تربیت کرتے ہیں۔لیکن یہ قابل عبادت نہیں کیونکہ ان کی تربیت عام نہیں۔جس کا تصرف سب عالم میں نہیں، تاثیر اس کے اختیار میں نہیں، اس کی پوجا کیسے ہو سکتی ہے۔

بعض لوگوں کو ظاہر سے دھوکا لگتا ہے جیسا کہ ہندوؤں کے گمان میں پانی جو روح ہے، ہندی میں اس کو بھیرون کہتے ہیں اور آگ پر جو مقرر ہے اس کو جوالا کہتے ہیں، بعض گنگا نام دے کر پوجتے ہیں، کوئی خواجہ خضر کے دھوکا سے دریا پر پھول چڑھاتے ہیں، کوئی قمر کو عقرب میں تلاش کرتا ہے کہ اس وقت شادی نہ کروں، کوئی سورج چاند کی تاثیر کو دیکھ کر ان کو پوجتا ہے۔حالانکہ سورج کی تاثیر عالم حرارت میں ہے رطوبت میں نہیں، چاند کی تاثیر عالم رطوبت میں ہے حرارت میں نہیں۔سورج رطوبت پیدا کرنے میں عاجز، چاند حرارت پیدا کرنے میں محتاج، یہ ایک دوسرے کی تاثیر میں عاجز و محتاج ہیں۔

بعض کو دھوکہ لگا کہ ستاروں کو مؤثر سمجھ کر پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ بارش دیتے ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت زید بن خالدؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو بارش ہوئی تو حضور ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا؟ سب نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے کہا مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ ہم اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش دیئے گئے تو ایسے لوگ مُؤْمِنٌ بِیْ وَ کَافِرٌ بِالْکَوَاکِبِ میری ذات پر ایمان لانے والے ستاروں کی تاثیر کا انکار کرنے والے ہیں اور جنہوں نے کہا مُطِرْنَا بِنَوْءِ کَذَا وَکَذَا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش دی گئی تو وہ کَافِرٌ بِیْ وَمُؤْمِنٌ بِالْکَوَاکِبِ یعنی میرا انکار کرنے والے اور ستاروں کو مؤثر حقیقی سمجھنے والے ہوئے حالانکہ بارش تو اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔

حدیث میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگوں نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے ان کو دن کا وعدہ دیا لوگ جمع ہوئے۔ حضور ﷺ نے منبر کا حکم دیا اور اس کو عید گاہ میں رکھا گیا۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے، اللہ کی حمد وثناء کی، پھر فرمایا اللہ کا وعدہ ہے کہ تم اس سے مانگو وہ قبول کرتا ہے، پھر یوں دعا فرمائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَفْعَلُ مَایُرِیْدُ

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا غَیْثًا وَّاجْعَلْ مَااَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ.

پھر بارش شروع ہوئی، حضور ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ مکانوں، دیواروں میں چھپ رہے ہیں تو آپ ہنسے اور فرمایا۔

اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ.

کبھی آپ نے ان الفاظ سے بارش کی دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مُرِیْئًا مُّرِیْعًا نَافِعًا غَیْرُ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرُ اٰجِلٍ.

(رواہ ابوداؤد عن جابر بن عبداللہؓ)

کبھی آپ ان الفاظ سے دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْیِ بَلَدَكَ الْمَیِّتَ.

(رواہ ابوداؤد عن عمروؓ ابن شعیب)

تو جو ذات بارش دیتی ہے وہی رب العالمین ہے، جو رب العالمین کا اقرار کرے اس سے اللہ بھی راضی ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص جنت میں سب سے آخر میں جائے

گا اور جہنم سے سب سے آخر میں نکالا جائے گا، وہ شخص ہوگا جو ایک قدم اٹھائے گا جہنم سے نکلنے کے لئے دوسرا قدم رکھے گا تو منہ کے بل گرے گا، تیسرا قدم رکھے گا تو جہنم کی آگ اس کے جسم کو جھلسا دے گی، پھر کہے گا وہ ذات بزرگ و برتر ہے جس نے مجھے تجھ سے نجات دی۔ پھر سامنے ایک خوبصورت درخت دیکھے گا، اس کے ساتھ پانی کا چشمہ ہوگا، کہے گا اے اللہ! مجھے اس تک پہنچا تا کہ میں سایہ میں آرام کروں، چشمہ سے پانی پیئوں، اللہ فرمائے گا، تیری یہ خواہش پوری ہو تو دوسری چیز مانگے گا تو وہ اللہ کو وعدہ دے گا کہ پھر نہ مانگوں گا تو اللہ اس کو وہاں پہنچا دیں گے۔ پھر دوسرا درخت سامنے دیکھے گا جو پہلے سے خوبصورت ہوگا، ساتھ چشمہ ہوگا، کہے گا اس کے قریب کر دو تا کہ سایہ حاصل کروں، پانی سے سیر ہوں، اللہ تعالیٰ پہلے کی طرح فرمائیں گے۔ پھر تیسرا درخت پہلے سے عمدہ ہوگا جو جنت کے دروازے کے قریب ہوگا، کہے گا اس جگہ پہنچا دو پھر اور سوال نہ کروں گا، جب قریب ہوگا تو جنتیوں کی آواز سنے گا، کہے گا یا اللہ! مجھے محروم نہ کر، جنت میں داخل کر دے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اور مانگے گا؟ کہے گا نہیں اللہ فرمائیں گے تو اس پر راضی ہے کہ تجھ کو دنیا اور اس کی مقدار دوں۔ کہے گا اَتَسْتَهْزِءُ بِیْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اے سارے جہان کے پالنے والے آپ مجھ سے مذاق فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہنسے گا اور فرمائے گا اب تو تمنا، آرزو کر، خدا اس کو یاد دلائیں گے جب تمام آرزوئیں ختم ہونگی تو اللہ فرمائے گا یہ بھی اور اس کا دس گنا تیرے لئے ہے۔ پھر اس کو حوریں اور بیویاں ملیں گی وہ کہیں گی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَاکَ لَنَا وَاَحْیَانَا لَکَ۔ اس اللہ کی تعریف جس نے تجھے ہمارے لئے پیدا کیا

اور ہمیں تیرے لئے۔ یہ نجات رب العالمین کے اقرار کی وجہ سے ہوگی۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تشریح

خدا رحمٰن ورحیم ہے، اس انسان کو پسند کرتا ہے جو دوسروں پر رحمت وشفقت کرے، جو آدمی اپنے اندر یہ حال پیدا کرلے وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اللہ ان پر رحم کرتا ہے اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمُکُمْ مَّنْ فِی السَّمَاءِ جو زمین والوں پر رحم کرتا ہے جو ذات آسمانوں میں ہے وہ اس پر رحمت کرتی ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جس سے رحمت نکال لی گئی۔

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، بڑوں کی تعظیم نہ کرے، نیکی کا حکم نہ دے، برائی سے نہ روکے، وہ ہماری جماعت سے نہیں ہے۔

لہٰذا خلق خدا پر شفقت کریں، اولاد کی شفقت کے ساتھ تربیت کریں، یتیم کے ساتھ شفقت والا معاملہ ہو، ہمسایہ کے ساتھ رحمت وشفقت ہو، بلکہ پوری اللہ کی مخلوق کے ساتھ شفقت، محبت، پیار، نرمی، خوش خلقی ہو جس کے ثمرات ونتائج بہت عمدہ ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس کی ایک لڑکی ہے وہ اس کی پرورش کرتا ہے، ادب سکھلاتا ہے، شفقت کرتا ہے، تو

اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ اللہ اسے جنت میں داخل کریگا۔اور فرمایا جس نے دولڑکیوں کی شفقت سے کفالت کی بالغ ہونے تک تو اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ اس کے لئے اللہ جنت کو واجب کردے گا۔اور فرمایا جس کی تین لڑکیاں، تین بہنیں ہیں، ان کی پرورش کرتا ہے، شفقت سے ادب سکھاتا ہے تو کُنَّ لَہٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ وہ جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔

بخاری شریف میں ایک اور روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک عورت آئی، اس نے کچھ مانگا تو آپ نے اسے ایک کھجور دی، اس کو اس نے دو حصے کیا، دولڑکیاں تھیں ہر ایک کو ایک ایک حصہ دیا تو وہ چلی گئی، حضور ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ ذکر کیا، فرمایا جو اولاد کی پرورش کے ساتھ آزمایا گیا تو یہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ اولاد سے شفقت ومحبت و پیار کرتے ہیں، ان کی پیشانی چومتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! تو اس نے کہا ہم تو ایسا نہیں کرتے۔تو فرمایا اگر اللہ کسی کے دل سے رحمت نکال دے تو میں کیسے ڈال سکتا ہوں۔

یتیم کے ساتھ بھی شفقت کرو۔ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا وہ گھر تمام گھروں سے بہتر ہے جس میں یتیم کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہے۔ وہ برا گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی ہو۔فرمایا جو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر دے اسے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔

حضورﷺ نے فرمایا جو یتیم کو اپنے کھانے میں شریک کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (رواہ شرح السنۃ عن ابن عباسؓ)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ قساوت قلبی کا علاج ہے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور مسکین کو کھانا کھلانا۔

پڑوسی کے ساتھ بھی شفقت کرو۔ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے ہمسایہ کے بارے میں وصیت فرمائی، میں نے خیال کیا کہ اس کو وارث بنائے گا۔

حضورﷺ نے فرمایا جو ہمسایہ کو ایذاء و تکلیف دیتا ہے، وہ کامل مؤمن نہیں اور وہ جب تک سزا نہ بھگتے گا، اتنے تک جنت میں داخلہ نہ ملے گا۔

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورﷺ کی خدمت میں سوال ہوا کہ ایک عورت نماز روزہ صدقہ زیادہ کرتی ہے لیکن پڑوسی اس کی زبان سے تکلیف اٹھاتے ہیں، فرمایا وہ جہنمی ہے۔ دوسری عورت کے متعلق سوال ہوا کہ نماز روزہ صدقہ کم کرتی ہے مگر زبان سے ہمسایہ کو تکلیف نہیں دیتی، فرمایا وہ جنتی ہے۔

بیہقی میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا وہ انسان کامل مؤمن نہیں جو خود سیر ہو پڑوسی بھوکا ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ سو کھانا تیار کرتیں، گوشت پکاتیں شوربا زیادہ کرتیں، تیس گھروں تک حضرت عائشہ رضی اللہ ر کا کھانا پہنچتا تھا۔

انسان دوسرے انسانوں پر شفقت کرے تاکہ آپس میں جڑ جائیں۔ حضورﷺ

نے فرمایا مسلمانوں کی مثال مکان کی طرح بعض حصہ بعض حصہ کو مضبوط کرتا ہے، تو مسلمان بھی ایک دوسرے سے جڑے ملے ہیں۔ (رواہ البخاری عن ابی موسیٰؓ)

مسلم شریف میں حضرت نعمان بن بشیرؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمان کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ اگر سر میں درد ہو تو پورا بدن بے قرار، اگر آنکھ میں تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین ہوتا ہے۔

اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم نہ کرے، اس کو ہلاک وذلیل نہ کرے۔ اور جو بندہ اپنے بھائی کے کام میں لگا ہوا ہے اللہ اس کی بھی حاجت وضرورت کو پورا کریں گے۔ جو کسی مسلمان کے دنیا کے رنج وغم کو دور کرتا ہے اللہ بھی اس سے آخرت کے غم کو دور کرے گا۔ اور جو مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے اللہ بھی اس کے عیوب کو دنیا وآخرت میں چھپائیں گے۔ جب انسان میں مخلوق خدا پر شفقت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔

بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ ایک عورت فاسقہ وفاجرہ تھی، اس نے کنویں کے قریب کتے کا بچہ دیکھا، جس کی زبان پیاس سے باہر نکلی ہوئی تھی، وہ پیاس سے سسک بلک رہا ہے، ایڑیاں رگڑ رہا ہے، مٹی چاٹ رہا ہے، اس کو رحم آیا، اس نے موزے اتارے، اپنے دوپٹہ سے باندھے اور کنویں سے پانی نکالا، اس کو پلایا تو اللہ نے اس کو جزاء دی کہ تو نے میری مخلوق پر رحم کیا، میں نے تجھے بخش دیا۔ ایک روایت میں مرد فاسق کا واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلق خدا پر شفقت ورحمت ومہربانی کے ساتھ پیش آنے کی توفیق دے۔ (آمین)

رحمٰن ورحیم میں فرق

ا۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں رحمٰن و رحیم کا معنی ہے ذُوالرَّحْمَةِ کہ اللہ رحمت والا ہے۔ چونکہ رحمت کا معنی رقت قلب ہے اور اللہ اس سے پاک ہے اس لئے اس کا مجازی معنی مراد ہوگا یعنی انعام واحسان کیونکہ جس کا دل کسی پر نرم ہو جائے تو اس کا نتیجہ احسان سے نوازنا ہوتا ہے، وہ اس پر احسان کرتا ہے۔تو یہاں بھی مراد یہی ہے کہ اللہ وہ ہے جو انعام واحسان کی بارش کرنے والا ہے۔

۲۔حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ رحمٰن ورحیم دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔ رحمٰن کا معنی بڑا مہربان، رحیم کا معنی نہایت رحم کرنے والا، جس میں الفاظ زیادہ ہوں تو اس کا معنی بھی زیادہ ہوتا ہے۔ زِيَادَةُ اللَّفْظِ تَدُلُّ عَلٰى زِيَادَةِ الْمَعْنٰى ضابطہ ہے۔

۳۔حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ، رحمٰن جو بن مانگے دے، رحیم جو نہ مانگنے والوں سے روٹھ جائے۔

اَللّٰهُ يَغْضَبُ اِنْ تَرَكْتَ سُوَالَهٗ   وَابْنُ آدَمَ يَغْضَبُ حِيْنَ يُسْئَلُ

خدا سے نہ مانگو وہ ناراض ہوتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے
مانگتا کیوں نہیں اور انسان مانگنے سے ناراض ہوتا ہے۔
یہی رحمٰن وانسان میں فرق ہے۔

۴۔بعض مفسرین نے کہا ہے کہ رحمٰن عام صفت ہے اور رحیم خاص صفت ہے جیسے حدیث میں ہے يَارَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَيَارَحِيْمَ الْاٰخِرَةِ. دنیا میں اللہ تعالیٰ رحمٰن ہے کہ مومن وکافر دونوں کو رزق دے رہا ہے۔

ادیم زمین سفرہ عام اوست چہ دشمن بریں نغمہ چہ دوست

روئے زمین خدائی دسترخوان ہے، ہرایک اس سے کھارہا ہے، موحد بھی، مشرک بھی، لیکن آخرت میں اللہ رحیم ہے، صرف مؤمنین پر رحمت کرے گا، ان کو جنت کے مہمان خانہ میں جگہ دے گا۔

۵۔بعض نے فرق یہ ذکر کیا کہ رحمٰن اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اس کے علاوہ کسی دوسرے پر اس کا استعمال نہیں ہوسکتا، اس لئے مسئلہ ہے کہ اگر کسی کا نام عبدالرحمٰن ہے تو اس کو رحمٰن کہہ کر نہ بلاؤ کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اور رحیم کا لفظ عام ہے کہ اس کا اطلاق اللہ کے علاوہ حضور ﷺ پر بھی ہوتا ہے۔ وَبِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ.

۶۔رحمٰن کا معنی ہے بڑی نعمتیں عطا کرنے والا، اور رحیم کا معنی ہے چھوٹی نعمتیں دینے والا۔

۷۔رحمٰن کا معنی ہے جس کی رحمت عام ہو، ساری کائنات کو اس کی رحمت شامل ہو، رحیم کا معنی جس کی رحمت تمام ہو کامل ومکمل رحمت والا ہو۔

۸۔بعض نے کہا رحمٰن پدری رحمت کا منبع ہے، رحیم مادری رحمت کا منبع ہے۔ باپ چاہتا ہے کہ میرا بیٹا فضل وکمال میں عروج کو پہنچے اور ترقی حاصل کرے، اپنے ہم زمانوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے اگرچہ اس کو مصائب برداشت کرنے پڑیں، محنت وجفاکشی کرے، کوشش کرکے معزز بن جائے۔ اور والدہ چاہتی ہے کہ میرے بیٹے کو کھانا پینا عمدہ ملے، لباس کپڑے قیمتی ہوں، رہائش اچھی ہو، آرام کی نیند کرے۔ باپ کی نگاہ اصولی امور پر ہوتی ہے اور ماں کی نگاہ جزوی امور پر ہوتی ہے۔ تو اللہ

تعالیٰ رحمٰن بھی ہے، خدا چاہتا ہے کہ میرا بندہ صرف دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی معزز ہو اور اللہ رحیم بھی ہے وہ چاہتا ہے کہ میرا بندہ دنیا و آخرت میں راحت و آرام حاصل کرے۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی تشریح

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ مالک ہے دن جزا کا، مالک ملک سے لیا گیا ہے جس کا معنی کسی شے پر ایسا قبضہ ہو کہ اس میں تصرف کرنے پر جائز قدرت رکھتا ہو، یوم کا معنی دن ہے، دین کا معنی جزاء ہے۔ یعنی اللہ کی ذات کو روز جزاء کی ملکیت ہے، اس دن کے تمام کام پر ملکیت صرف اللہ کی ہوگی۔ قیامت و آخرت کا عقیدہ بنیادی ہے، تمام سماوی کتب میں اس کا ذکر ہے، تمام اہل شریعت کا عقیدہ ہے۔ قرآن میں ہے اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى (الاعلیٰ ع ۱) آخرت کا دین سے ہونا یہ مضمون پہلے صحف میں بھی ہے جو اس کی تصدیق کرے، اقرار کرے، وہ مؤمن جو انکار کرے، وہ کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

قیامت کے نام

قیامت کے مختلف نام ہیں جس کے بہت نام ہوں وہ اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے البدور السافرة فی امور الآخرة میں ۸۰ نام ذکر کئے ہیں، ان میں سے بارہ اہم نام ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ الساعۃ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّارَيْبَ فِيْهَا (الحج ع ۱) قیامت کا دن

آکر رہے گا، اس میں شک نہیں، ساعت کا معنی گھڑی گھنٹہ، تو اس دن میں اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کا حساب تھوڑے سے وقت میں لے لے گا۔

۲۔القیامۃ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ال عمران ع ۱۹) اسکا معنی کھڑا ہونے کا ہے، اس دن جبرئیل، فرشتے، تمام لوگ، اللہ کے آگے کھڑے ہونگے۔

۳۔الحاقۃ :اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ (الحاقة ع ۱) یہ حق ہے ہمیں بتایا گیا ہے کہ دن حق ہے اس میں شک نہیں۔

۴۔الواقعہ: اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (الواقعة ع ۱) وقوع سے ہے کہ یہ دن واقع ہونے والا ہے۔

۵۔القارعہ:اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ (القارعة) جس کا معنی کھٹ کھٹانے کا ہے، اس دن میں دل لرز جائیں گے۔

۶۔غاشیہ: هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشية ع ۱) جسکا معنی چھپانے کا ہے، یہ دن اپنی سختیوں کیوجہ سے دلوں کو چھپا لے گا، انسان حواس باختہ ہوں گے۔

۷۔خافضہ: خافضہ جس کا معنی پست کرنے والا، یہ دن کفار مشرکین کو جہنم کی پستی میں ڈلوائے گا۔

۸۔رافعہ: جس کا معنی بلند کرنے کا ہے، اس دن نیک لوگوں کو بلند مقام دیئے جائیں گے۔

۹۔آزفہ: معنی قریب آنے والی کا ہے، ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے اور جانے والی دور ہوتی ہے، تو قیامت کا دن آنے والا ہے، قریب ہے، حقیقت میں

موت اس کی تمہید ہے۔

۱۰۔طامہ: فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى (النّٰزعات ع ۲) معنیٰ آفت، تو یہ دن بہت بڑی آفت کا ہے، قسمت کے فیصلے ہوں گے۔

۱۱۔ یوم التغابن: یہ غبن سے جس کا معنیٰ دھوکہ، اس دن واضح ہوگا کہ دنیا دھوکہ تھی، زندگی کا قیمتی حصہ غلط چیزوں، نقصان دینے والی چیزوں میں گزرا، اچھے اعمال سے محروم رہے۔

۱۲۔ یوم الدین: یہ جزاء کا دن ہے، دنیا دارالعمل ہے، آخرت دارالجزاء، اس میں نیک و بد اعمال کا بدلہ ملے گا، صلہ وصول کرنے کا دن ہے۔

قیامت کے مناظر

اگر آج دنیا میں کوئی ناز ونعم میں عیش وعشرت میں مال و دولت میں کھیلتا ہے یہ اس کی دلیل نہیں کہ وہ اللہ کا محبوب ومقبول ہے۔ اور اگر کوئی دنیا میں مصیبتوں میں رنج فقر میں تکالیف میں گھرا ہوا ہوتو وہ اللہ کا مبغوض ہے۔ بلکہ جیسے آپ دیکھتے ہیں کہ دفتر وکارخانہ میں انسان محنت کرتا ہے، مشقت کرتا ہے، کپڑے خراب، دوڑ دھوپ میں لگا ہوا، گرمی تکلیف برداشت کرتا ہے، مگر کوئی یہ نہ کہے گا کہ مصیبت میں گرفتار ہے، بلکہ اس کو کامیابی سمجھتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس کو چھوڑ دے، تو وہ کہے گا کہ یہ میرا خیر خواہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ تیس دن بعد مجھے اس کے بدلہ انعام وصلہ، تنخواہ ملے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء واولیاء زیادہ مصائب میں ہوتے ہیں۔ یہ مشکلات امتحان ہوتے ہیں، دل مطمئن ہوتا ہے البتہ کبھی اللہ دنیا میں بدعملی کی سزا کا نمونہ انسان

کو دکھا دیتے ہیں لیکن یہ پورا بدلہ نہیں وہ بدلہ قیامت کے دن ہوگا۔ اللہ کے عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ نیک وبد اچھے برے برابر نہ ہوں بلکہ ہر ایک کو اپنے کئے کے مطابق جزاء سزا ملے، اس کے لئے یہ دن مقرر کیا ہے۔

حدیث میں ہے یہ دن پچاس ہزار سال کا ہوگا، مگر مؤمن پر ہلکا ہو جائے گا۔ اس کے لئے اس دن کی درازی نماز پڑھنے کی مقدار ہوگی، بعض لوگ بلاحساب جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ منادی اعلان کرے گا جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے تھے وہ کہاں ہیں، وہ سن کر آئیں گے، بغیر حساب ان کو جنت میں داخلہ ملے گا۔

ابوداؤد شریف میں ہے کہ حضرت عائشہؓ ایک مرتبہ رو رہی تھیں، حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ کہا آگ کو یاد کرنے کی وجہ سے، حضرت عائشہؓ نے کہا آپ اس دن اپنے اہل کو یاد کرو گے؟ فرمایا تین جگہ کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔

خدا کے روبرو جب روز جزا ہوگا
نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا ہوگا
زوجہ اپنے شوہر کی نہ شوہر اپنی بیوی کا ہوگا
ستارے ٹوٹ جائیں گے زمین پر زلزلہ ہوگا

فرمایا ایک جبکہ اعمال تولے جائیں گے یہاں تک کہ معلوم ہو کس کا پلہ بھاری یا ہلکا رہا۔

دوسرا جب نامہ اعمال دیئے جائیں گے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ نامہ اعمال

دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ یا پیٹھ کے پیچھے ملے گا۔ جس کو دائیں میں ملا وہ کہے گا، آؤ میرا نامہ اعمال پڑھو۔

تیسرا جبکہ پل صراط جہنم کی پشت پر رکھی جائے گی، بعض بجلی کی طرح گزریں گے، بعض سواروں کی طرح، بعض پیادہ کی طرح، بعض کٹ کر گریں گے۔ وہ حساب کا دن سخت ہوگا۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس سے حساب لیا جائے گا وہ ہلاک ہوگا۔ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا (الانشقاق) کہ حساب آسان لیا جائے گا۔ فرمایا یہ آسان حساب صرف پیش کیا جانا ہے کہ اس میں کوئی مناقشہ نہ ہوگا اور جس کے حساب میں مناقشہ ہوا، گرفت ہوئی، وہ ہلاک ہوگیا۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس دن تین قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک پیادہ، دوسرے سوار، تیسرے منہ کے بل چلنے والے۔ سوال کیا گیا کہ حضرت منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا جس اللہ نے قدموں پر چلایا ہے وہ منہ کے بل چلانے پر قادر ہے۔ پھر وہ اپنے کو بلندی اور کانٹوں سے منہ کے ساتھ بچائیں گے۔

جو کچھ کرو گے اس دن زمین گواہی دے گی يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا (الزلزال) فرمایا زمین ہر مرد و عورت پر گواہی دے گی کہ فلاں دن میرے اوپر یہ کام کیا تھا آج نیکی کرلو ورنہ کل پچھتاؤ گے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ ہر انسان نادم ہوگا، نیک کی ندامت کہ زیادہ نیکی

کرتا، برے کی ندامت کہ برے کاموں سے رک جاتا۔ حساب کے دن کی فکر کرو، کسی پر بھی ظلم نہ کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے کہا کہ میرے غلام ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں، خیانت کرتے ہیں، نافرمانی کرتے ہیں، میں ان کو برا کہتا ہوں، مارتا ہوں، تو میرا کیا حال ہوگا؟ فرمایا اس دن ان کے جھوٹ، خیانت اور تیری سزا کا موازنہ کیا جائے گا۔ اگر برابر تو معاملہ بھی برابر، اگر تیری سزا ان کے گناہوں سے کم تو تجھے اجر ملے گا، اگر سزا زیادہ ہوگی تو تجھ سے بدلہ لیا جائے گا۔ وہ شخص علیحدہ ہو کر رونے لگا اور کہا حضرت گواہ ہوں کہ میں ان کو آزاد کرتا ہوں، اپنے لیے یہی بہتر سمجھتا ہوں۔ (رواہ الترمذی)

اَلْحَمْدُ کے بعد تین صفتوں کو بیان کیا رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اس کی حکمت ونکتہ کیا ہے۔ تو علماء نے لکھا ہے جو کسی کی تعریف کرے تو وہ تین وجوہ سے خالی نہیں۔ یا تو تعریف کرنے والا جس کی تعریف کرتا ہے گزشتہ زمانوں میں اس کا پرورش یافتہ ہوتا ہے۔ یا بالفعل اس سے فائدہ کی توقع رکھتا ہے۔ یا آئندہ فائدہ حاصل کرنے کی غرض ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا کہ انسان میری تعریف کرے کیونکہ شکم مادر میں، ماں کے پیٹ میں اس کو پالنے والا میں ہوں۔ اور اب بھی مجھ سے رحمت کی توقع رکھے کیونکہ رحمٰن رحیم ہوں۔ اور آئندہ بھی مجھ سے توقع رکھے کیونکہ میں مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ہوں۔ یہ تین صفات ذکر کی ہیں تاکہ ثابت ہو کہ حقیقت میں حمد کے لائق ایک اللہ کی ذات پاک ہے۔

بخاری شریف میں فقیہ امت حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے حضور ﷺ کی خدمت میں کہا کہ اللہ قیامت کے دن آسمان ایک انگلی پر، زمین ایک انگلی پر، پہاڑ اور درخت ایک انگلی پر، پانی اور نیچے کی ترمٹی ایک انگلی پر اور باقی مخلوق ایک انگلی پر رکھ کر ان کو حرکت دے گا اور فرمائے گا اَنَا اللّٰهُ، اَنَا الْمَلِکُ میں اللہ ہوں، میں بادشاہ ہوں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ ہنس پڑے کہ یہودی بھی میری تصدیق کر رہا ہے، پھر اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ م بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ. (الزمر ع ۷)

ترجمہ: اور نہیں سمجھتے اللہ کو جتنا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں۔ وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ یہ شریک بتلاتے ہیں۔

اور مسلم شریف میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ اس طرح آسمان و زمین کو ہاتھ میں لے کر اللہ فرمائے گا اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ بادشاہ کہاں ہیں؟ سرکش اور متکبر کہاں ہیں؟ اور تمام کائنات کو ایک مٹھی میں لے کر فرمائیں گے۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (المؤمن ع ۲)

ترجمہ: کس کا راج ہے اس دن؟ اللہ ہی کا جو اکیلا ہے، دباؤ والا۔

جب اللہ کہیں گے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کوئی جواب نہ دے گا۔ اللہ خود کہے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ آج تو صرف غالب کی شان ہے۔

قیامت کا دن اور عدل خداوندی

قیامت کا دن عقائد واعمال کے مطابق صلہ، جزاء وسزا پانے کا دن ہے تا کہ اللہ کی صفت عدل وحکمت کا ظہور رہو، اللہ کا ارشاد ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَاتُرْجَعُوْنَ (المؤمنون ع ٦)

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى. (القيمة ع ٢)

ترجمہ: کیا پس تم نے گمان کر لیا کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔

دنیا میں نیک وبد، متقی وفاجر، مؤمن وکافر، فرمانبردار اور باغی بھی ہیں۔ تو ہر ایک سے مناسب سلوک ہو، ورنہ خدا کا عدل ظاہر نہ ہوگا۔ کیونکہ دنیا کا بادشاہ اپنی مطیع رعایا کو انعام اور باقی رعایا کو سزا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی عادل ہے، ایسا کرے گا۔ کیونکہ دنیا میں تو نیک وبد یکساں نظر آتے ہیں، ایک جیسا ظاہری سلوک ہے، دونوں کا کھانا، پینا، لباس وغیرہ برابر ہے، بلکہ بعض اوقات بد اپنی زندگی عیش وعشرت کی گزارتا ہے اور نیک تنگی کی زندگی گزارتا ہے۔ تو اس دنیوی زندگی کے بعد ایک ایسی اخروی زندگی ہو، جس میں ہر ایک سے مناسب سلوک ہو۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ.(ص ع ۳)

ترجمہ: کیا ہم کریں گے ان کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کی طرح جو زمین میں فساد کرنے والے ہیں یا ہم کریں گے پرہیزگاروں کو گناہ گاروں کی طرح۔

اس لئے مجازات اعمال کے لئے آخرت کا دن ضروری ہے، پھر انسان دنیا میں جو اعمال کرتا ہے اس پر شہادت و گواہی ضروری ہے۔

چار شہادتیں

ا۔ انبیاء وعلماء کی شہادت

انبیاء وعلماء کی شہادت کہ ہم نے ان کو احکام کی تبلیغ کی بات پہنچائی۔

وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّھَدَآء(الزمر ع ۶)

ترجمہ: اور حاضر ہوں گے پیغمبر اور گواہ۔

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ م بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَاءِ شَھِیْدًا.(ص ع ۳)

ترجمہ: پھر کیا حال ہوگا جب بلاویں گے ہم ہر امت سے احوال کہنے والا اور بلاویں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا۔

۲۔ملائکہ معصومین کی شہادت

فرشتوں کی گواہی جو کاتب حسنات وکاتب سیئات ،نیکیاں برائیاں لکھنے والے ہیں۔

وَمَايَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ . (ق ع ۲)

ترجمہ:نہیں بولتا کچھ بات مگر ہے اس کے پاس ایک راہ دیکھنے والا تیار۔

وَجَآءَ تْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ . (ق ع ۲)

ترجمہ:اور آیا ہر ایک جی اس کے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا اور ایک احوال بتانے والا۔

۳۔اعضاء کی شہادت

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ.(یس ع ۴)

ترجمہ: آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے۔

۴۔زمین کی شہادت

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا. (الزلزال ع ۱)

ترجمہ:اس دن بتلائے گی زمین اپنے احوال۔

حدیث میں ہے زمین ہر مرد وعورت پر گواہی دے گی کہ میری پشت پر فلاں دن فلاں کام کیا تھا۔

باقی یہ شبہ کہ زمین اور اعضاء تو بے روح جامد چیزیں ہیں، یہ کیسے بولیں گے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر انسان اپنے اقوال تقاریر باتوں کو ٹیپ ریکارڈ میں بند کر کے پھر سوئی کو پھیر کر ٹیپ کردہ باتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ تو اللہ قادر ہے کہ ان افعال کو زمین واعضاء میں ٹیپ کر دے، پھر قیامت کے دن مشیت ایزدی کی سوئی پھیر کر ان سے بلوائے، پھر اعمال کا وزن ہوگا۔

اعمال کا وزن

ایک قول ہے کہ اعمال کو جسم دیا جائے گا، اچھے اعمال کو اچھی صورت اور برے اعمال کو بری صورت دی جائے گی اور اس جسم کو تولا جائے گا۔ یہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ نامہ اعمال جو دفاتر ہیں، ان کو تولا جائے گا۔

تیسرا قول خود نفس اعمال کو تولا جائے گا۔ محاکمہ یہ ہے یہ تینوں طریق سے وزن ہوگا کیونکہ یہ انسان کی قسمت کا آخری فیصلہ ہوگا تا کہ پھر کوئی شک وشبہ نہ ہو۔

باقی یہ شبہ کہ اعمال تو اعراض ہیں کیسے وزن ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تم تھرما میٹر کے ذریعہ بدن کی گرمی اور موسم گرما کا درجہ حرارت معلوم کر سکتے ہو تو اللہ قادر ہے کہ اعمال کو وزن کرے۔

اعمال کا وزن کون کرے گا؟

پھر وزن اعمال کون کرے گا؟ایک قول کہ اللہ تعالیٰ وزن کرے گا۔ دوسرا قول کہ جبرئیل علیہ السلام کریں گے۔تیسرا قول ملک الموت کرے گا۔چوتھا قول حضرت آدم علیہ السلام کریں گے۔یہ سب درست ہیں کیونکہ اللہ آمر حکم کرنے والا ہے اور شے کی نسبت حکم کرنے والے کی طرف ہوتی ہے اور جبرئیل قرآن (قانون) لانے والے ہیں تو قانون شکنی کے مقدمہ میں اس کی حاضری ضروری ہے اور ملک الموت اعمال کو چالان کرنے والا ہے جیسے پولیس چالان کرتی ہے۔اس کی حاضری گواہی کے لئے ہوگی تو فرشتہ ملک الموت کی گواہی ہوگی اور حضرت آدم علیہ السلام بحیثیت اولاد کے سرپرست ہونے کے حاضر ہوں گے۔وزن اعمال کے لئے میزان کو عرش کے سامنے کھڑا کیا جائے گا،حسنات کا پلہ عرش کے دائیں طرف،سیئات کا پلہ عرش کے بائیں طرف،حسنات کے سامنے جنت ہوگی اور سیئات کے سامنے جہنم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حسنات کا پلہ بھاری فرمائے،حساب کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔(آمین)

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی تشریح

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم)اس میں انسان کی طرف سے اقرار اور حلف نامہ ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں،تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے،تجھ کو

حاجت روا، مشکل کشا مانتے ہیں، تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں۔

توسل کی تشریح

باقی توسل اور وسیلہ سے دعا کرنا یہ اس کے منافی نہیں کیونکہ اس میں دعا اللہ سے ہوتی ہے **توسُّل بالذات والصفات والاعمال الصالحہ** جائز ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو آسمان کی طرف کیا اور اللہ سے کہا کہ اس کے طفیل سے بارش دے تو اللہ تعالیٰ نے بارش عطا فرمائی۔

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عصمةٌ لِلْاَرَامِلِ

ترجمہ: سفید چہرے والا ہے، جس کے چہرہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، یتیموں کو کھانا کھلانے والا ہے اور بیواؤں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

اور بعد میں صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا.

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب قحط سالی ہوتی تو حضرت عمرؓ فرماتے یا اللہ! پہلے تیرے نبی کے توسل سے بارش مانگتے تھے، اب ہم تیرے نبی کے چچا حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے توسل سے مانگتے ہیں تو بارش شروع ہو جاتی۔

عبادت کی تشریح

اس آیت میں ایک پہلو حمد و ثناء کا ہے کہ اللہ کی تعریف ہے کہ وہ لائق عبادت

واطاعت ہے۔ اور ایک پہلو درخواست ودعا کا یہ ہے کہ اے اللہ! ہماری مدد کیجئے اور اس میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ایک اللہ کی عبادت ہو، ایک اللہ سے مدد مانگو۔

نَعْبُدُ عبادت سے ہے جس کا معنی ہے غَايَةُ الذُّلِّ مَعَ غَايَةِ الْحُبِّ یعنی انسان اللہ کے سامنے انتہائی عاجزی انکساری ظاہر کرے، اس کی انتہائی تعظیم وانتہائی محبت کی وجہ سے تین صفتوں میں اس کا ذکر ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ زمانہ ماضی میں انسان اللہ کا محتاج ہے، اس نے اس کو وجود دیا، بہترین شکل وصورت، عقل وبصیرت عطا کی۔ پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ زمانہ حال میں انسان محتاج ہے کہ وہ پرورش کر رہا ہے۔ پھر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ زمانہ مستقبل آئندہ میں یہ محتاج ہے۔ تو وہ اللہ کی عبادت کرے، اس سے مدد مانگے، اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

عبادت کی اقسام

عبادت دو قسم ہے۔ ایک جو ظاہر سے متعلق ہے، دوسری جو باطن سے متعلق ہے۔ جو ظاہر سے متعلق ہے اس کی کئی اقسام ہیں۔

۱۔ زبان کی عبادت۔ اللہ کا ذکر کرنا، قرآن وحدیث پڑھنا، حضور ﷺ پر درود اور تہلیل اور دعا کرنا۔

۲۔ آنکھ کی عبادت۔ کعبہ کا دیکھنا، مسجد کا دیکھنا، قرآن تفسیر حدیث فقہ کو دیکھنا، بزرگوں کو دیکھنا، انبیاء، شہداء، اولیاء کی قبور کو دیکھنا۔

نبی کی قبر دیکھے تو کہے مجھے ان کی غلامی ملے، شہید کی قبر کو دیکھے تو کہے اللہ مجھے یہ رتبہ عطا کرے، ولی کی قبر کو دیکھے تو کہے اللہ دنیا کے بعد مجھے ان سے ملا دے اور جب

عام قبر دیکھے تو موت کو یاد کرے کہ ایک دن مجھے بھی جانا ہے۔ آسمان، زمین، درخت، پہاڑ، دریا، قدرت کے مناظر کو دیکھنا بہ نگاہ عبرت عبادت ہے۔

۳۔ کان کی عبادت قرآن وحدیث ووعظ سنے۔

خدا کے سوا دوسروں کو پکارنا، یارسول اللہ کہنا، یاعلی، یاحسین، یاشیخ عبدالقادر، خدا کے سوا دوسرے کے نام کا روزہ رکھنا، جیسے حضرت علیؓ کے نام کا، حضرت خضر کے نام کا، حضرت بی بی کے نام کا یہ سب امور غلط ہیں۔

عبادت بھی اللہ کی رضا کے لئے ہو، رسمی عبادت نہ ہو، جیسے ایک شخص نہ نماز پڑھتا ہے، نہ روزہ رکھتا ہے، حرام کھانے پینے سے پرہیز نہیں کرتا، البتہ جوانہیں کھیلتا، شراب نہیں پیتا، ناچ نہیں دیکھتا۔ تو اس سے کسی نے کہا تو اس نے جواب دیا یہ ہماری خاندانی شرافت ہے کہ ہمارے خاندان میں شراب نہیں پیتے وغیرہ، اس لئے میں کرتا ہوں۔ تو اس نیت میں حکم خدا کا خیال نہیں، اگر یہ خیال ہوتا تو نماز روزہ کرتا، تو اس کا کوئی ثواب نہ ہوگا۔

صرف اللہ کی عبادت کرنے کا مطلب ہے کہ اللہ کے برابر کسی کو نہ جانے، نہ کسی کی محبت اللہ کے برابر، نہ کسی کا خوف، نہ کسی سے امید، نہ کسی پر بھروسہ، نہ کسی کی اطاعت اتنی ضروری سمجھے جیسے اللہ کی عبادت ضروری، نہ اللہ کے علاوہ کسی کی نذر ومنت، نہ اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے عاجزی، نہ ایسے افعال جوانتہائی عاجزی کی علامت ہیں جیسے سجدہ۔ خلاصہ یہ کہ مخلوق کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کیا جائے جو اللہ کا حق ہے۔

قرآن نے یہود ونصاریٰ کا شرک ذکر کیا۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبة ع۵)

(ترجمہ) ٹھہرالیا اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا اللہ کو چھوڑ کر۔

حضرت عدیؓ بن حاتم مسلمان ہونے سے پہلے نصرانی تھے تو انہوں نے کہا ہم اپنے علماء کی عبادت تو نہیں کرتے پھر ہم پر یہ الزام کیسے ہے؟ تو حضور ﷺ نے کہا کہ بہت سی چیزوں کو تمہارے علماء حلال قرار دیتے ہیں جن کو اللہ نے حرام کہا اور حرام قرار دیتے ہیں جن کو اللہ نے حلال کہا۔ کہنے لگے ہاں ایسے تو ہیں، اس میں ہم ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ فرمایا یہی شرک ہے۔

حلال، حرام کرنے کا حق صرف اللہ کو ہے۔ جو اللہ کے احکام جاننے کے باوجود ان کے خلاف دوسرے کے قول کو واجب الاتباع سمجھے یہ شرک ہے۔ اللہ ورسول کا ذکر سننا، پرندوں حیوانوں کی آواز سن کر قدرت خدا کو معلوم کر کے اس کی محبت پیدا کرنا۔ حرام آواز طبلہ، سارنگی، ڈھولکی، نامحرم نوجوان عورت کی آواز سے پرہیز کرنا۔

۴۔ ہاتھ کی عبادت۔ قرآن وحدیث لکھنا، اسمائے الٰہیہ لکھنا، کسی ضرورت مند کو خط لکھ دینا، دعا لکھ دینا، قرآن کو اٹھانا، ہاتھ سے مصافحہ کرنا۔

۵۔ پاؤں کی عبادت۔ مسجد کی طرف جانا، اہل اللہ کی زیارت کے لئے جانا، جہاد کے لئے جانا، کسی ضعیف، بیوہ، یتیم، معذور کی امداد کے لئے جانا، مجلس وعظ میں حاضر ہونا، علم سیکھنے کے لئے جانا۔

حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا فرشتے ان کے پاؤں کے نیچے پر

بچھاتے ہیں جو مسجد میں اندھیرے میں آتے ہیں۔ قیامت کے دن ان کے لئے نور ہوگا جس میں چل کر جنت میں پہنچیں گے۔

جو عبادات باطن سے متعلق ہیں ان کی کئی اقسام ہیں۔

ا۔ فکر کی عبادت۔ آیات قدرت میں فکر کرنا، قرآن کے معانی مطالب میں تدبر کرنا، آیات کی توجیہات وتطبیقات میں غور کرنا، احکام شرعیہ کے حکم میں فکر کرنا، ایک ساعت کی فکر ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے، یہ عبادت کا مغز ہے۔

۲۔ نفس کی عبادت۔ تکالیف شرعیہ پر صبر کرنا جیسے گرمی میں روزہ اور سردی میں وضوو غسل کرنا، مسجد میں اعتکاف۔ اور مصائب پر صبر کرنا جیسے اولاد مر جائے، مال ہلاک ہوجائے، حادثہ میں زبان اور ہاتھ سے بے صبری نہ کرے، نہ بے صبری کی باتیں کرے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ لَيْسَ مِنَّامَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا نوحہ کرنے والوں پر اللہ اور فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے اور ان کو گندھک کا کپڑا دوزخ میں پہنایا جائے گا جس سے آگ زیادہ بڑھے گی۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میت پر تین دن سوگ کرنے کی اجازت ہے اور خاوند مر جائے تو عورت چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

لیکن لوگوں میں رسوم آگئیں کہ چالیس دن تک چارپائی پر نہ سونا، ٹاٹ بچھا کر سونا، اور ہر دن صبح اکٹھے ہو کر رونا، عید سال میں آئے تو عید نہ کرنا، پھر چہلم کو روح

نکلواتے ہیں، قبر پر روشنی اور چادر چڑھاتے ہیں، عورتیں مل کر قبر پر جائیں، یہ بدعات ہیں، ان امور سے بچو۔ حدیث میں ہے بدعتی کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ خداتعالیٰ قبول نہیں کرتے۔

۳۔عبادت قلب۔ اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی، اللہ کی رحمت کی امید اور اس کے عذاب سے ڈرے۔

۴۔عبادت روح۔ وہ یہ کہ کوشش کرے کہ انوارات الٰہیہ کا مشاہدہ ہو۔

۵۔عبادتِ سر۔ جس نے سر دیا ہے اس کے در پر جھکائے، اس کے نام کا مراقبہ کرے۔

۶۔عبادتِ مال۔ زکوٰۃ دے، صدقہ فطر ادا کرے، قربانی کرے، فقراء واقرباء کی خدمت کرے، ان عبادات میں کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرے۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ شرک کہتے ہیں کہ کوئی مورتی بناؤ اس کو خدائی اختیارات کا مالک سمجھ کر اس کو سجدہ کرو۔ حالانکہ شرک یہ ہے کہ جو اللہ کا حق ہے وہ کسی دوسرے کو دے۔ دوسرے کسی سے اولاد مانگنا، غیروں کی نذر منت ماننا، اولاد کے نام شرکیہ رکھنا، عبدالنبی، بندہ علی، بندہ حسین، سالار بخش، پیر بخش۔ اور ارادہ میں اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک کرے جیسے کہے وہ ہوگا جو اللہ اور اس کا رسول چاہے گا، یا جو اللہ اور مرشد چاہے گا۔

خدا کے علم کے برابر پیر کا علم سمجھنا، پیر کو حاجت روا سمجھنا، خدا جیسی اس کی تعظیم کرنی، سجدہ کرنا، خدا کے سوا دوسروں کو مشکلات میں مافوق الاسباب سمجھنا۔ یہ نہیں کہ

اس آیت سے یہ بات نکالی جائے کہ تقلید بھی شرک ہے۔ کیونکہ عام مسلمانوں کو احکام شرعیہ کا علم نہیں ہوتا، ان احکام کے نکالنے کی صلاحیت نہیں ہوتی تو وہ اپنے امام عالم کے قول پر اعتماد کر کے اس پر عمل کرتا ہے۔ یہ عمل تو کتاب وسنت سے مستفاد ہے اور اس کا خود اللہ نے حکم دیا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ (الانبیـــــاء ع ۱) ترجمہ: جس کا علم تم کو نہیں اہل علم سے پوچھو۔ جو افعال واعمال شرک کی علامات ہیں وہ بھی شرک میں داخل ہیں۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ پورے قرآن کا خلاصہ سورۃ فاتحہ ہے اور سورۃ فاتحہ کا خلاصہ یہی آیت ہے۔ کیونکہ اس میں شرک سے براءت اور اپنی قوت سے بھی بری ہونے کا اعلان ہے کہ ہم سے کیا ہوسکتا ہے ہم تو کچھ بھی نہ کر سکتے اگر اللہ کی مدد نہ ہوتی۔ تو جب انسان پانچ نمازوں میں یہ اقرار کرتا ہے، حلف نامہ اٹھاتا ہے، تو اس کو چاہئے کہ اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے ہر قسم کے شرک سے پرہیز کرے، خدا کا حق دوسرے کو نہ دے، اس لئے جو درجہ اللہ کی اطاعت کا ہے دوسرے کو دے تو یہ بھی شرک ہے، اللہ کی مشیت کے ساتھ دوسرے کو شریک کرے یہ بھی شرک ہے مثلاً کہے کہ وہ ہوگا جو اللہ اور اس کا رسول ﷺ چاہے گا، جو اللہ اور میرا مرشد چاہے گا۔

نسائی شریف میں حدیث ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَمَاشِئْتَ تو آپ نے فرمایا جَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا مجھے تو نے اللہ کے برابر کر دیا۔ جب کہو تو صرف ماشاء اللہ کہو، ایسے اعمال افعال جو علامات شرک ہیں وہ بھی شرک ہیں۔

حضرت عدیؓ بن حاتم مسلمان ہونے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں آئے، صلیبی نشان پڑا ہوا تھا، اگر چہ عقیدہ نصرانیوں جیسا نہیں تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر لٹکا دیئے گئے اور وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گئے مگر حضور ﷺ نے فرمایا یہ بت کا نشان اتار دو۔

لیکن آج بہت سے مسلمان اس میں مبتلا ہیں، صلیبی نشان لگانا شرک کے جرم کا ارتکاب کرنا ہے، بیت اللہ کے علاوہ دوسرے گھر کا طواف بھی شرک ہے، ان تمام اقسام شرک سے اپنے آپ کو بچاؤ، ایک اللہ کی عبادت کرو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عبادت کے دس قسم ہیں۔

۱۔نماز

۲۔روزہ

۳۔زکوٰۃ

۴۔حج بیت اللہ

۵۔تلاوت قرآن

۶۔ذکر الٰہی

۷۔رزق حلال حاصل کرنا

۸۔پڑوسی ہمسایہ کے حقوق ادا کرنا

۹۔لوگوں کو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

۱۰۔اتباع سنت رسول اللہ ﷺ کرنا

استعانت کی تشریح

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ حضرت ابن عباسؓ یہ تفسیر کرتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کرتے ہیں غیر کی نہیں کرتے اور آپ سے مدد مانگتے ہیں غیر سے نہیں مانگتے۔

کسی سے مدد مانگنا، اس کے چار قسم ہیں۔ پہلے دو قسم نہ شرک، نہ کفر، نہ حرام، نہ یہ مدد مانگنا اللہ کے ساتھ خاص ہے بلکہ غیر سے یہ مدد مانگنا جائز ہے۔

۱۔ مادی اسباب سے کسی انسان سے مدد مانگنا۔ اس کے بغیر تو دنیا کا نظام بھی نہیں چل سکتا، ہر انسان دوسرے سے ایسی مدد لیتا ہے، دیکھئے درکھان، مزدور، لوہار، سنار مخلوق کی خدمت کرتے ہیں تو یہ دین وشریعت میں ممنوع نہیں۔

۲۔ غیر مادی اسباب کے ذریعہ کسی ولی بزرگ سے کہنا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو یا ان کا وسیلہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے یہ بھی شرک اور حرام نہیں، آیات وروایات قرآن وحدیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔

۳۔ کسی دوسرے کو اللہ کی طرح قادر مطلق، مختار مطلق، سمجھ کر حاجت مانگنا خواہ نبی ہو، ولی ہو، یا فرشتہ ہو۔ یہ واضح کفر ہے، کفار مشرکین بھی اپنے دیوتاؤں کو ایسا نہیں مانتے تھے۔

۴۔ قادر مختار اللہ کو جانے، سب اختیارات اللہ کے پاس مانے، لیکن یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ نے کسی فرشتہ، نبی یا ولی کو ایک حصہ اختیارات وقدرت کا سونپ دیا ہے، یہ شرک ہے۔ اللہ سے استعانت ومدد مانگو، انبیاء نے یہی تعلیم دی ہے۔

حدیث میں ہے اِحْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظُکَ اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تجاھک

وَاِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَّمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَّمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ.

ترجمہ: حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضور ﷺ کے پیچھے تھا تو آپ نے فرمایا اے غلام! تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، اللہ دنیا و آخرت میں تیری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ کے احکام کی نگرانی کر، اللہ کی مدد کو اپنے سامنے پائے گا، جب مانگے تو اللہ سے مانگ اور جو مدد چاہے اللہ سے مدد مانگ، اگر تمام لوگ تجھے نفع پہنچانا چاہیں تو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا مگر جو اللہ نے تیرے لئے لکھا ہے اور اگر نقصان پہنچانا چاہیں تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا مگر جو اللہ نے لکھا ہے، قلم رک چکی ہے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کی تشریح

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم حضرت شاہ عبدالقادرؒ معنی کرتے ہیں چلاتے رہو ہم کو سیدھی راہ پر۔ یعنی اللہ سے دوام اور ہمیشگی کی دعا کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔ بعض نے ہدایت کا معنی ذکر کیا ہے اِیْصَالُ اِلَی الْمَطْلُوْب یعنی منزل مقصود تک پہنچانا اور بعض نے ہدایت کا معنی ذکر کیا ہے اِرَاءَۃُ الطَّرِیْقِ یعنی صرف راہ دکھانا۔ بیضاوی نے ہدایت کا معنی ذکر کیا ہے دَلَالَۃٌ بِلُطْفٍ مہربانی کے ساتھ رہنمائی کرنا۔

اقسام ہدایت

ا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں قویٰ ظاہرہ و باطنہ پیدا فرمائے ہیں جس کے ذریعے وہ ہدایت حاصل کرنے پر قادر ہوتا ہے اور اپنی ضروریات کی طرف رہنمائی پاتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے دلائل متعین کر دیئے جس کے ذریعہ انسان حق و باطل اور صلاح و فساد میں فرق کر سکتا ہے۔

۳۔ بعض ایسے امور مخفی تھے جو قویٰ تھے اور دلائل سے معلوم نہ ہو سکتے تھے تو اس لئے رسولوں کا بھیجا آسمانی کتابوں کو نازل کیا تا کہ وحی کے ذریعہ بندوں کی رہنمائی ہو۔

۴۔ بعض اسرار و رموز کا انکشاف بندوں پر اللہ نے کیا انبیاء پر وحی کے ذریعہ اور اولیاء پر الہام کے ذریعے اور سچے خوابوں کے ذریعہ، یہ قسم انبیاء و اولیاء کے ساتھ خاص ہے۔

درجات ہدایت

ا۔ ہدایت کا پہلا درجہ جو تمام مخلوقات کو شامل ہے۔ انسان، حیوان، نباتات، جمادات وغیرہ سب کو شامل ہے۔ قرآن مجید میں ہے اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (طه ع ۲) ہر چیز کو اللہ نے خلقت عطا فرمائی پھر اس کے مناسب اس کو ہدایت دی جس کی وجہ سے ہر چیز اپنا فرض ادا کر رہی ہے کیونکہ کائنات کے ہر ذرہ ذرہ میں

اپنے درجہ کے موافق زندگی واحساس ہے اور شعور وعقل ہے۔ یہ دوسری چیز ہے کہ بعض چیزوں میں حیات زیادہ اور بعض میں کم ہے جس کی وجہ سے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بے جان ہیں، بے شعور ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کو مکلّف نہیں کیا گیا ورنہ ہر چیز میں حیات واحساس ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل ع۵) ہر چیز اللہ کی تسبیح کہہ رہی ہے مگر تم نہیں سمجھتے۔ تو اللہ کی تسبیح کہنا اللہ کی معرفت پر مبنی ہے اور معرفت عقل وشعور سے ہوتی ہے۔

۲۔ ہدایت کا دوسرا درجہ جو صرف ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے یعنی انسان اور جن۔ اللہ تعالیٰ نے رسل کو بھیجا اور کتابوں کو اتارا، جس نے قبول کیا وہ مؤمن ہوئے، ورنہ کافر ہوئے۔

۳۔ ہدایت کا تیسرا درجہ۔ جو صرف مؤمنین ومتقین کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ بغیر واسطہ اپنے بندوں پر فیضان کرتے ہیں۔ یہی اللہ کی طرف سے توفیق ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسلامی ہدایات پر عمل کرنا آسان ہوتا ہے اور اس کے خلاف عمل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت ع۷) کہ جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں تو ہم ان کو اپنے راستوں کی مزید ہدایت دے دیتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ نے اس کی مثال بیان کی ہے۔ جیسے والدین اپنے چھوٹے بچے کے چلنے کے مشتاق ہوتے ہیں، پھر اس کو چلاتے ہیں، پھر اس کی تھکاوٹ محسوس

کرتے ہیں تو اس کو شفقت کی وجہ سے اٹھا لیتے ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے راستہ میں تم کچھ محنت کرو، مجاہدہ کرو، تو ہم بھی تم کو منزل مقصود تک پہنچا دیں گے۔

اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے ہر ایک نے کوشش کی ہے۔ اولیاء، انبیاء آخر عمر تک اس ہدایت کی زیادتی کو اللہ سے طلب کرتے رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ و حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صراطِ مستقیم سے مراد دین اسلام ہے۔ جس میں نہ افراط ہے، نہ تفریط ہے، نہ حد سے بڑھنا ہے، اور نہ کوتاہی ہے۔ پورا قرآن اور سب تعلیمات نبویہ اس صراط مستقیم کی تشریح ہیں۔

حافظ ابن قیمؒ نے کہا کہ صراط اصل میں اس راستہ کو کہتے ہیں جس میں پانچ چیزیں ہیں۔

۱۔ مستقیم ہو یعنی سیدھا ہو۔

۲۔ مقصود تک پہنچانے والا ہو۔

۳۔ سب راستوں سے زیادہ قریب ہو۔

۴۔ وسیع اور کشادہ ہو۔

۵۔ مقصود تک پہنچنے کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہ ہو۔

صراط کے ساتھ مستقیم کی صفت ذکر کر کے اشارہ کیا کہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سب سے زیادہ قریب یہی صراط مستقیم ہے، باقی راستے گمراہی کی طرف جاتے ہیں۔ ارشاد فرمایا وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا

السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ (الانعام ع ۱۹) یہی سیدھی راہ ہے، اس پر چلو، دوسرے راستوں پر نہ چلو، وہ تم کو اللہ تعالیٰ سے ہٹادیں گے۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی تشریح

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اے اللہ ہمیں ان کے راستہ پر چلا جن لوگوں پر تو نے اپنا خاص انعام کیا ہے، جن پر اللہ کا انعام ہے وہ چار طبقات ہیں، جس کا ذکر سورۃ نساء میں ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ (النساء ع ۹) جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی اطاعت کی وہ ان کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا، اور وہ چار طبقے ہیں انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ سب سے اعلیٰ درجہ انبیاء کا ہے، پھر صدیقین کا ہے جن میں کمالات باطنی نبی کی امت میں سب سے زیادہ ہوتے ہیں، پھر شہداء کا جنہوں نے دین کے لئے اپنی جان تک قربان کردی، پھر صالحین کا جو شریعت کے پورے متبع ہوتے ہیں یعنی نیک اور دیندار لوگ۔ تو اب اللہ سے یہ دعا کی گئی کہ ہمیں انعام والوں کی راہ پر چلا اور دارالانعام میں پہنچا یعنی جنتیوں کی راہ پر چلا اور جنت میں پہنچا۔

قرآن میں ہے فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام ع ۱۰) کہ ان کی راہ پر چل، جیسے وہ حق پرست تھے تم بھی حق پر چلو، سلف کا طریقہ اپناؤ،

کتاب اللہ ورجال اللہ

اصلاح کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔

ا۔کتاب اللہ۔قرآن مجید میں انسان کی زندگی کے لئے ہر شعبہ میں رہنمائی ہے۔

۲۔رجال اللہ۔یعنی وہ اہل اللہ جو قرآن کے معیار پر پورے اترتے ہوں۔ قرآن کا عملی مفہوم ان سے سمجھا جائے گا۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ محض قرآن وحدیث کا مطالعہ انسانی تربیت وتعلیم کے لئے کافی ہے، حالانکہ یہ غلط ہے، محض ترجمہ وتفسیر دیکھ لینا کافی نہیں، بلکہ اس کے لئے ماہر قرآن سے تعلیم وتربیت کا حاصل کرنا ضروری ہے، اگر محض کتاب کافی ہوتی تو اللہ تعالیٰ رسولوں کو نہ بھیجتے جبکہ محض کتاب کے مطالعہ سے انسان ڈاکٹر یا انجینئر نہیں بن سکتا، روٹی پکانا، کپڑا سینا، وغیرہ ان کاموں کو حاصل نہیں کرسکتا، بلکہ ان کے لئے کسی ماہر سے تعلیم کی ضرورت ہے تو قرآن سمجھنے کے لئے بھی ماہرین کی ضرورت ہے۔اس لئے اللہ نے فرمایا کہ اگر سیدھی راہ تلاش کرنا چاہتے ہو تو ان کی راہ تلاش کرو، ان کا راستہ اختیار کرو جو اہل انعام ہیں اور قرآن کی عملی تصویر ہیں۔کیونکہ حضور ﷺ کے بعد نبی تو نہیں اس لئے صراط مستقیم کو متعین کرنے کے لئے ان کا ذکر کیا جو قیامت تک آتے رہیں گے۔یعنی صدیقین، شہداء، صالحین۔

ایک حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں بہتر فرقے ہوئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہونگے، سب گمراہی پر ہوں گے، ایک جماعت حق پر ہوگی۔صحابہؓ نے عرض کیا وہ کونسی جماعت ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا مَـااَنَـا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ وہی جماعت حق والی ہوگی جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر ہوگی۔

دوسری حدیث ہے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے **من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لا تؤمن علیه الفتنة اولئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علماً اقلها تکلفا اختارهم الله لصحبة نبیه ولاقامة دینه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم علی اثرهم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقهم وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم .(رواه رزین)**

(ترجمہ) جسے دین کی راہ اختیار کرنی ہے تو وہ ان کی راہ اختیار کرے جو دنیا سے گزر چکے ہیں اور وہ حضور ﷺ کے صحابہ ہیں جو اس امت کا سب سے افضل ترین طبقہ ہے، دل ان کے پاک تھے، علم ان کا گہرا تھا، تصنع ان میں نہیں تھا، اللہ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت اور دین کی سربلندی کے لئے چن لیا تھا، اس لئے ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو اور جتنی تم میں طاقت ہے ان کے اخلاق اور سیرت کو مضبوطی سے پکڑو، وہ سیدھی راہ پر تھے۔

تو اسلاف کے طریقہ کو اپنانا ہوگا، اسی میں کامیابی ہے اور یہ طریقہ ماہرین قرآن اور اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوگا۔

لفظ تو لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی آدمی بناتے ہیں
نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کی تشریح

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ یا اللہ ہمیں ان لوگوں کی راہ پر نہ چلا جن پر آپ کا غضب کیا گیا ہے اور نہ ان لوگوں کی راہ پر جو گمراہ ہیں۔

مغضوب علیهم اور ضالین کا مصداق

مغضوب علیهم اور ضالین سے کون مراد ہیں؟ اس میں چند اقوال ہیں۔

ا۔ مغضوب علیهم سے مراد یہود ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں غضب کا اطلاق یہود پر ہوا۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ (المائدہ ع ۹) فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ (البقرہ ع ۷) جن پر اللہ نے لعنت کی اور غضب کیا وہ کما لائے غصہ پر غصہ، یہ یہودی ہیں۔

اور ضلال کا اطلاق نصاریٰ پر ہوا ہے۔ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا (المائدہ ع ۹) جو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا، یہ نصاریٰ ہیں۔

۲۔ بعض نے کہا کہ مغضوب علیهم کافر، متعنت، معاند جو دیدہ و دانستہ کفر کرے اور ضالین سے مراد عاصی متعمد جو جان بوجھ کر گناہ کرے۔

۳۔ بعض نے کہا کہ مغضوب علیهم بدعتی ہے اور ضالین گناہ گار ہے۔

۴۔ بعض نے کہا ایمان دو چیزوں کے درمیان ہے۔ ایک خوف یعنی اللہ کا ڈر دوسرا رجاء یعنی اللہ سے امید۔ مغضوب علیهم وہ ہیں جو اللہ کو صرف قہار جانتے ہیں اور غفور نہیں مانتے اور ضالین وہ ہیں جو اللہ کو صرف غفور جانتے ہیں اور قہار نہیں

مانتے۔ حالانکہ اللہ کی ذات قہار بھی ہے، غفور بھی ہے۔ بخشنے پر آئے، کوئی پکڑ نہیں سکتا اور پکڑنے پر آئے، کوئی چھڑا نہیں سکتا۔

قرآن میں ہے **نَبِّئْ عِبَادِیْ اَنِّی اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ** (الحجر ع ۴) میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بڑا بخشنے والا مہربان ہوں اور میرا عذاب دردناک عذاب ہے۔

حضور ﷺ سے جو **مغضوب علیھم** اور **ضالین** کی تفسیر یہود و نصاریٰ کے ساتھ منقول ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ **مغضوب علیھم** اور **ضالین** صرف یہود و نصاریٰ ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ **مغضوب علیھم** اور **ضالین** میں ہر قسم کے کافر فاسق گمراہ داخل ہیں، جن کے کامل فرد یہود و نصاریٰ ہیں۔

ہمارے اسلاف کا قول ہے کہ اس امت کے علماء سے جو بگڑا وہ یہود کے مشابہ ہوا کیونکہ وہ یہود کی طرح حسد میں گرفتار ہوا، اغراض نفسانی کی وجہ سے مسائل میں تحریف کی، رشوت لے کر غلط فتوے دیئے اور حق و باطل میں تمیز نہ کی اور اس امت کے زاہدوں سے جو بگڑا وہ نصاریٰ کے مشابہ ہوا کیونکہ اس نے اپنی عبادت میں شریعت کی بجائے اپنی خواہش کو ترجیح دی اور نصاریٰ کی طرح تعظیم میں اتنا غلو کیا کہ بزرگوں کو رب کا درجہ دیا اور قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

انوار القرآن

قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کی تفسیر

ازافادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رح کے علمی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمن درخواستی** صاحب نور اللہ مرقدہٗ
بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

انوارُ القرآن

قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کی تفسیر

برموقع ختم دورۂ تفسیر القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَآ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَلَا نَظِیۡرَ لَہٗ وَلَا مَثِیۡلَ لَہٗ وَلَا مِثَالَ لَہٗ وَلَا ضِدَّلَہٗ وَلَا نِدَّلَہٗ وَلَا کُفُوَ لَہٗ وَلَا شِبۡہَ لَہٗ وَلَا مُعَانِدَ لَہٗ وَلَا مُجَانِسَ لَہٗ وَلَا مُقَابِلَ لَہٗ وَلَا وَالِدَلَہٗ وَلَا مَوۡلُوۡدَ لَہٗ وَلَا وَزِیۡرَلَہٗ وَلَا مُشِیۡرَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَشَفِیۡعَنَا وَمَوۡلَانَا وَحَبِیۡبَنَا وَحَبِیۡبَ رَبِّنَا وَطَبِیۡبَنَا وَطَبِیۡبَ قُلُوۡبِنَا وَاِمَامَنَا وَمُرۡشِدَنَا وَھَا دِیَنَا وَبَشِیۡرَنَا وَنَذِیۡرَنَا وَاَمِیۡنَنَا وَرَحِیۡمَنَا وَکَرِیۡمَنَا وَ نَبِیَّـنَا وَرَسُوۡلَنَا سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الۡمُصۡطَفٰی خَاتَمُ الۡاَنۡبِیَاءِ لَا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ وَلَا رَسُوۡلَ بَعۡدَہٗ............ اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۝ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الْعُقَدِ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ○ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ○

تمہید۔ آج کا دن جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ جو عظمت اور برکت والا ہے اور اللہ نے جو ہمیں نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ عطاء فرمایا ہے وہ بھی عظمت اور برکت والے ہیں اور جو کتاب قرآن مجید ہمیں ملی یہ کتاب بھی عظمت و برکت والی ہے اور جو انسان کلام الٰہی کو پڑھتا ہے اور سنتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی عظمت والا بنا دیتے ہیں۔

آج کی یہ تقریب بھی ختم دورہ تفسیر قرآن مجید کی ہے۔ جن طلبہ نے شعبان ورمضان میں جامعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں قرآن مجید کی تفسیر پڑھی ہے آج ان کی تقسیم اسناد کی تقریب ہے۔ جس میں ان کو سندیں دی جائیں گی ان کی محنت کا ان کو ثمرہ ملے گا۔

ہمارے بزرگوں کا یہی طریقہ ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ پر قرآن مجید کی آخری تین سورتیں پڑھائی جاتی ہیں اور آپ کو بھی دعوت دی گئی ہے تاکہ آخری سبق میں تم بھی شریک ہو جاؤ اور اجر و ثواب حاصل کر لو کیونکہ مزدور کو مزدوری آخر میں ملتی ہے اس لئے تمام ساتھی ادب و توجہ کے ساتھ ان آخری سورتوں کا درس سنو۔

اگر چہ بعض چیزیں اہل علم کے لئے ہوتی ہیں مگران کے سننے پر بھی آپ کو ثواب ملے گا اس لئے اب اختصاراًبارہ چیزیں ذکر کی جاتی ہیں جن کوطلبہ تو مقدمۃ القرآن اورترجمہ میں معلوم کر چکے ہیں۔مگر آپ بھی آج سن لوتا کہ آپ کا نام بھی قرآن کے طلبہ کی فہرست میں شمار ہو جائے۔

سورتوں کا ربط

ان کا ماقبل سے کیا تعلق ہے تو سورۃ کوثر میں خاتم الانبیاء کے فضائل وفرائض کا ذکر تھا تو اللہ نے فرمایا جب ہم نے آپ کا شان بڑھایا ہے تو آپ نے کام بھی بڑا کرنا ہے یعنی اللہ کی توحید کی دعوت دینی ہے تو اسی لئے سورۃ الکافرون میں مسلک خاتم الانبیاء کا ذکر ہے کہ ساری زندگی آپ لوگوں کوتوحید کی دعوت دیتے رہیں جب توحید کی دعوت کی بات آئی تو خطرہ ہوا کہ اب کفار ومشرکین ومنافقین ویہود ونصارىٰ جوتوحید کے دشمن ہیں۔ یہ مخالفت کریں گے تو اللہ نے فرمایا آپ ان کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں ہم تمہاری مدد کریں گے اس لئے سورۃ النصر میں وعدہ نصرت ہے کہ یہ دینی کام تم کرواورنصرت ومدد ہماری طرف سے آئیگی۔

سورۃ النصر میں وعدہ نصرت تھا تو سورۃ اللھب میں نمونہ نصرت ہے کہ دیکھو ہم نے تمہارے بڑے دشمن ابولہب کوکس طرح ہلاک کر دیا۔اے محمد ﷺ آپ توحید کا اعلان کریں۔ہم آپ کے دشمنوں کواس طرح ہلاک کریں گے جس طرح ابولہب کو ہلاک کیا۔

اب نمونہ نصرت کے بعد مشغلہ خاتم الانبیاء کا ذکر ہے کہ جب ہم نے آپ کے دشمن کو ہلاک کیا تو اب آپ اپنا مشغلہ دعوت الی التوحید کا جاری رکھیں اس لئے

سورۃ الاخلاص میں مشغلہ خاتم الانبیاء، دعوت الی التوحید کا ذکر ہے کہ آپ نے ہمیشہ توحید کا اعلان جاری رکھنا ہے پھر جب آپ یہ مشغلہ جاری رکھیں گے اور توحید کا اعلان کریں گے تو دشمنوں کی طرف سے آپ کو جان و مال کا خطرہ بھی ہوگا کہ وہ تمہاری جان و مال پر حملہ کریں گے اور شیطان جو ڈاکہ ڈالنے والا ہے اسکی طرف سے آپ کو ایمان کا بھی خطرہ ہوگا کیونکہ یہ وساوس ڈالنے والا ہے تو اس لئے اللہ نے فرمایا کہ سورۃ الفلق پڑھو جان و مال کی حفاظت کرونگا اور سورۃ الناس پڑھو تو ایمان کی حفاظت کروں گا۔

خلاصه یہ تین سورتیں پڑھنا تمہارا کام ہے اور حفاظت کرنا تمہارے رب کا کام ہے۔

سورتوں کا قسم

ان تین سورتوں کا قسم معلوم کرنا ہے طلباء تو مقدمۃ القرآن میں پڑھ چکے ہیں کہ سورتوں کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: سبع طوال۔ یہ سات لمبی سورتیں ہیں سورۃ البقرۃ سے سورۃ التوبہ تک

دوسری قسم: مئین: یہ وہ سورتیں ہیں جن کی آیات سو یا سو سے زائد ہوں۔

تیسری قسم: مثانی: یہ وہ سورتیں ہیں جن کی آیات سو سے کم ہوں۔

چوتھی قسم: مفصلات: پھر ان کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: طوال مفصل: یعنی مفصلات میں سے جو لمبی سورتیں ہیں یہ سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک ہیں۔

دوسری قسم: اوساط مفصل: یعنی مفصلات میں سے جو درمیانی سورتیں ہیں۔ یہ سورۃ بروج سے لیکر سورۃ لم یکن تک ہیں۔

تیسری قسم: قصار مفصل: یعنی مفصلات میں سے جو چھوٹی سورتیں ہیں یہ سورۂ لم یکن

سے آخر تک ہیں۔

سورتوں کی وجہ تسمیہ

یعنی سورت کے نام رکھنے کی وجہ تو اس میں عنوان تسمیۃ الکل باسم الجزء ذکر کیا جاتا ہے یعنی ایک جزء کی وجہ سے پوری سورۃ کا نام رکھا جاتا ہے تو اب پہلی سورۃ کا نام الاخلاص ہے دوسری سورۃ کا نام الفلق ہے تیسری سورۃ کا نام الناس ہے۔

سورۃ الاخلاص کے مختلف نام ہیں ہر ایک کی وجہ مفسرین نے ذکر کی ہے۔

۱۔ اخلاص۔ کیونکہ حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو اس سورت کو پڑھے گا اور عمل کرے گا اَخْلَصَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے آزاد کردے گا۔

۲۔ توحید۔ کیونکہ قل هو اللّٰه احد میں مسئلہ توحید کا ذکر ہے۔

۳۔ اَسَاس۔ کیونکہ اساس کا معنی بنیاد ہے اور اس سورۃ میں بنیادی مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ وِلَایَتْ۔ کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ جس نے اس کے مطابق زندگی گزاردی وہ ولی اللہ ہوگا۔

۵۔ مَعْرِفَۃ۔ کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص سورۃ الاخلاص پڑھ رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا هٰذَا رَجُلٌ قَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کہ اس شخص نے اللہ کی پہچان حاصل کرلی۔

۶۔ بَرَاءَتْ۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ سورۃ الاخلاص پڑھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا اَمَّا هٰذَا فَقَدْ بَرِئَ مِنَ الشِّرْکِ کہ یہ شخص شرک سے بری ہوگیا۔

۷۔ مُحَضَرَہ۔ کیونکہ حدیث میں ہے جب اس سورت کو پڑھا جائے تو اس کے سننے کے لئے اللہ کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

۸۔ مُذَکِّرَہ۔ جس کا معنی ہے توحید کا وعظ و نصیحت کرنے والی اور اس میں مسئلہ توحید ہے۔

۹۔ مُنَفِّرَہ۔ جس کا معنی ہے شیطان کو بھگانے والی اور اس کے پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے اِذَا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ خَنَسَ کہ جب اللہ کا نام لیا جائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔

۱۰۔ اِیْمَانٌ۔ کیونکہ ایمان کی مدار توحید پر ہے اور اس میں توحید کا ذکر ہے۔

۱۱۔ نُوْرٌ۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ لِکُلِّ شَیْئٍ نُوْرٌ وَنُوْرُ الْقُرْاٰنِ سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ کہ ہر چیز کا نور ہے اور قرآن کا نور سورۃ اخلاص ہے۔ جو اس کو پڑھے گا اور عمل کرے گا قیامت کے دن اس کے لئے خصوصی نور اور روشنی ہوگی اور اس نور کے ذریعہ جنت میں اللہ اس کو بھیجے گا۔

۱۲۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک جزء سے پوری سورۃ کا نام رکھا جاتا ہے۔

۱۳۔ نِجَاتٌ۔ کیونکہ اس کے پڑھنے اور عمل کرنے سے قیامت کے دن نجات ہوگی۔

۱۴۔ تَجْرِیْد۔ کیونکہ اس میں اللہ کے مُجَرَّدٌ عَنِ الْمَادَۃَ ہونے کا ذکر ہے۔

۱۵۔ جَمَالٌ۔ کیونکہ ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ تو صحابہ نے جمال کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔

۱۶۔ نِسْبَۃ۔ کیونکہ مشرکین نے سوال کیا تھا اُنْسُبْ لَنَا رَبَّکَ تو اس لئے اس کا نام نسبت بھی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لِکُلِّ شَیْئٍ نِسْبَۃٌ

وَنِسْبَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَد۔

۱۷۔صَمَدُ۔کیونکہ اس میں اَللّٰهُ الصَّمَدُ ہے۔

۱۸۔مَانِعَة۔کیونکہ حدیث میں ہے۔اِنَّهَا تَمْنَعُ كُرُبَاتِ الْقَبْرِ وَنَفْحَاتِ النِّيْرَانِ۔کہ یہ سورۃ قبر کی سختیوں اور جہنم کے شعلوں سے بچاتی ہے۔

۱۹۔مُعَوِّذَة۔کیونکہ اس کے ساتھ شیطان سے پناہ حاصل کی جاتی ہے۔

۲۰۔مُقَشْقِشَة۔جس کے معنی ہیں شرک ونفاق سے بری کرنے والی۔تو اس کے پڑھنے سے اور اس پر عمل کرنے سے انسان شرک اور نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی وجہ تسمیہ ان سورتوں کی تشریح میں واضح ہو جائینگی۔

سورتوں کے مکیہ و مدنیہ ہونے کی تحقیق

سورۃ اخلاص کے متعلق دو قول ہیں۔

پہلا قول: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہ وتابعینؒ واکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ سورۃ مکیہ ہے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

دوسرا قول: حضرت قتادہؒ اور بعض مفسرینؒ نے اس کو مدنیہ کہا ہے۔

معوذتین سورتوں کے متعلق بھی دو قول ہیں۔

پہلا قول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وجمہور صحابہ رضی اللہ عنہ وتابعینؒ اور اکثر مفسرینؒ کے نزدیک یہ دونوں سورتیں مدنیہ ہیں۔

دوسرا قول: حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور بعض مفسرینؒ نے ان کو مکیہ کہا ہے

راجح قول پہلا ہے کہ سورۃ اخلاص مکی سورت ہے اور معوذتین مدنی سورتیں ہیں۔

سورتوں کے رکوع و آیات اور حروف کی تعدادی تحقیق

سورۃ اخلاص کا ایک رکوع اور چار آیتیں اور پینتالیس حروف ہیں۔ اور سورۃ الفلق کا ایک رکوع پانچ آیتیں اور اکہتر حروف ہیں۔ اور سورۃ الناس کا ایک رکوع چھ آیتیں اور اُسی حروف ہیں۔

سورتوں کی مجموعی فضیلت

فضیلت نمبر۱: بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ سو کی روایت ہے۔ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اٰوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ کُلَّ لَیْلَۃٍ کہ جب حضور ﷺ رات کو بستر کی طرف سونے کے ارادہ سے آتے تو جَمَعَ کَفَّیْہِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْھِمَا فَقَرَأَ فِیْھِمَا قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ یَمْسَحُ بِھِمَامَااسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِہٖ یَبْدَأُ بِھِمَا عَلٰی رَأْسِہٖ وَوَجْھِہٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِہٖ یَفْعَلُ ذٰلِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "یعنی اپنی دونوں ۔ں کو جمع کر لیتے اور یہ تین سورتیں پڑھ کر ان ۔ں پر دم کرتے اور پھونک دیتے اور پھر ان ہاتھوں کو اپنے چہرے اور سر اور پورے بدن پر پھیر لیتے اور اسی طرح تین مرتبہ کرتے۔

فضیلت نمبر۲: مسند احمد میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اَلَا اُعَلِّمُکَ خَیْرُ ثَلَاثَ سُوَرٍ اُنْزِلَتْ فِی التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْم کہ میں تجھ کو ایسی افضل تین سورتیں بتلاتا

ہوں جو تورات وانجیل وزبور اور قرآن مجید میں نازل ہوئی ہیں۔ قُلْتُ بَلٰی میں نے کہا ہاں بتلائیں تو آپ نے ان تین سورتوں کو پڑھا اور فرمایا لَا تَنَمْ لَيْلَةً حَتّٰى تَقْرَأَهُنَّ کہ رات کو اتنے تک نہ سوؤ جب تک ان تینوں کو نہ پڑھ لو۔

سورتوں کی انفرادی فضیلت

سورۃ اخلاص کے فضائل

فضیلت نمبر۱: ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ فَكَاَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ یعنی جس نے سورۃ اخلاص کو پڑھا اس کو تہائی قرآن کا ثواب ملے گا۔

بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

اس سورت کے پڑھنے سے تہائی قرآن کے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ مفسرین نے اس کی وجہ ذکر کی ہے کہ قرآن مجید میں بطور خلاصہ تین مضامین ہیں۔ ۱۔ عقائد۔ ۲۔ احکام۔ ۳۔ قِصص۔ تو اس سورت میں عقائد کا ذکر ہے اس لئے اس کو ثلث القرآن کہا گیا ہے۔

فضیلت نمبر۲: مسند احمد میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا۔ اِنِّیْ اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس سورۃ سے محبت ہے۔

تو اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ حُبَّكَ اِيَّاهُ اَدْ خَلَكَ الْجَنَّةَ کہ اس کی محبت تجھ کو جنت میں لے جائیگی۔

تو سورۃ اخلاص کی محبت رکھنا جنت کے داخلہ کا ذریعہ ہوا۔

فضیلت نمبر ۳: اس کو فضیلت اس وجہ سے بھی ہے کہ اس میں اسم اعظم ہے جس کو پڑھ کر دعاء کی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا تھا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس نے اسم اعظم پڑھ کر اللہ سے سوال کیا ہے۔ وہ اسم اعظم کہ جب اس کو پڑھ کر آدمی اللہ کو پکارے تو وہ جواب دیتا ہے اور اس کے ذریعہ اللہ سے جو مانگے تو اللہ اس کو عطاء کرتے ہیں۔

فضیلت نمبر ۴: مسند دارمی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روزانہ سورۃ اخلاص سو بار پڑھے گا۔ تو اللہ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کردے گا۔ مگر قرضہ کہ یہ حقوق العباد سے ہے یہ معاف نہیں ہوگا۔

فضیلت نمبر ۵: ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میرے گھر فقر وفاقہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گھر جاؤ تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے یہ سورۃ پڑھ لیا کرو تو کچھ دنوں کے بعد وہ صحابی رضی اللہ عنہ آیا کہنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پڑھنے سے ایسی برکت ہوئی کہ اب مال کا سنبھالنا مشکل ہو گیا ہے۔ اسلئے ہمیں بھی اس کو کثرت کیساتھ پڑھنا چاہئے۔

معوذتین کی فضیلت

فضیلت نمبر ۱: مسلم شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور ﷺ نے فرمایا اُنۡزِلَتۡ عَلَیَّ اللَّیۡلَةَ اٰیَاتٌ لَمۡ اَرَ مِثۡلَهُنَّ قَطُّ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ وَقُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ کہ آج کی رات مجھ پر ایسی آیات نازل کی گئیں کہ ان کی مثل میں نے نہیں دیکھی وہ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔

فضیلت نمبر۲: سحر و نظر بد اور دیگر آفات جسمانی و روحانی کا علاج جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ سو سے روایت ہے کہ سُحِرَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ حضور ﷺ پر سحر و جادو کیا گیا اور آپ پر جادو کا اثر ہوا۔ حَتّٰی اِنَّهٗ لَیُخَیَّلُ اِلَیۡهِ اَنَّهٗ فَعَلَ الشَّئَیَ وَمَا فَعَلَهٗ آپ کو خیال ہوتا کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ وہ کام نہ کیا ہوتا تھا پھر ایک دن حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو بتایا کہ مجھے اپنی بیماری کا پتہ چل گیا ہے تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا کیسے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس دو آدمی یعنی فرشتے انسانی شکل میں آئے ان میں سے ایک میرے سر کی طرف بیٹھ گیا۔ دوسرا میرے پاؤں کی طرف بیٹھ گیا تو جو سر کی جانب تھا اس نے دوسرے سے سوال کیا۔ مَا وَجۡعُ الرَّجُلِ کہ ان کو کیا تکلیف ہے دوسرے نے کہا مَطۡبُوۡبٌ کہ ان پر سحر کیا گیا ہے تو پہلے نے کہا مَنۡ طَبَّهٗ کس نے ان پر جادو کیا ہے تو دوسرے نے جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے کیا ہے جو یہودیوں سے منافق شخص تھا۔ پھر پہلے نے سوال کیا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ فِیۡ مُشۡطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلۡعَةِ ذَکَرٍ یعنی کنگھا اور بالوں کا گچھا اور نر کھجور کا گھابہ ان کو ملایا ہوا تھا اور

بالوں میں گیارہ گرہیں تھیں۔ پھر پہلے نے سوال کیا کہ جادو کہاں ڈالا گیا ہے؟ تو جواب دیا بیر ذروان میں، یہ کنواں تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ سو فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس کو نکلوایا اس میں گیارہ گرہیں تھیں۔ آپ ﷺ ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھل جاتی۔ جب دونوں سورتوں کی آیات ختم ہوئیں تو جادو کا اثر بھی ختم ہو گیا اور گیارہ گرہیں کھل گئیں۔

سورتوں کا موضوع

موضوع سورت کا مرکزی مضمون ہوتا ہے اور باقی مضامین اس کے گرد گھومتے ہیں۔

سورۃ اِخلاص کا موضوع

(دو چیزیں ہیں)

۱۔ مشغلہ خاتم الانبیاء

۲۔ طریق دعوت کا بیان

پہلی چیز۔ مشغلہ خاتم الانبیاء ہے آپ کا مشغلہ توحید کی دعوت دینا ہے اور تمام لوگوں کو عقیدہ توحید کی طرف بلانا ہے۔

دوسری چیز۔ طریق دعوت ہے بلانے کا طریقہ بھی بتلا دیا کہ دلائل سے بات کرو اور ان کو کہو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ جس اللہ کے بارے تم سوال کرتے ہو وہ اللہ وہی ہے جس میں یہ اوصاف ہیں وہی عبادت کے لائق ہے۔

سُوْرَۃُ الْفَلَقِ کا موضوع

(دو چیزیں ہیں)

۱۔ جان ومال کی حفاظت کے لئے ضرورت استعاذہ

۲۔ طریق استعاذہ کا بیان

پہلی چیز: کہ جان ومال کی نگرانی کے لئے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا ضروری ہے۔

دوسری چیز: مہربان نے استعاذہ کا طریق بھی بتلا دیا کہ اس طرح پناہ مانگو اور کہو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الخ۔

سورۃ الناس کا موضوع

(دو چیزیں ہیں)

۱۔ ایمان کی حفاظت کے لئے ضرورت استعاذہ۔

۲۔ طریق استعاذہ کا بیان۔

پہلی چیز: کہ ایمان کی نگرانی اور اس کے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے پناہ پکڑنا ضروری ہے۔

دوسری چیز: رحمان ذات نے استعاذہ کا طریقہ بھی بتلا دیا کہ اس طرح پناہ مانگو اور کہو

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ الخ۔

سورتوں کا اجمالی خلاصہ

یہ اس لئے ذکر کیا جاتا ہے تا کہ مضامین کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

سورۃ الاخلاص کا خلاصہ

فریضہ رسول اللہ۔ رسالت رسول اللہ کا اثبات ۔ رفعت شان خداوندی۔ باری تعالیٰ کے مقصود و مطلوب ہونے کا بیان۔ استغنائیت باری تعالیٰ۔ وحدانیت باری تعالیٰ۔ عظمت خداوندی عجز ماسویٰ اللہ۔ تَنْزِيْهُ الرَّحْمٰنُ عَنِ الْاَوْلَادِ۔ تَنْزِيْهُ الرَّحْمٰنُ عَنِ الْوَالِدَيْنِ ۔تَنْزِيْهُ الرَّحْمٰنُ عَنِ الشُّرَكَآءِ ۔فرق باطلہ کی تردید یعنی دہریہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ کی تردید۔ وجود باری تعالیٰ کا اثبات۔

سُورۃ الفلق کا خلاصہ

فریضہ رسول اللہ۔ رسالت رسول اللہ کا اثبات ۔مستعیذ کا ذکر۔ مُستعاذ بہ کا ذکر۔ ربوبیت باری تعالیٰ ۔مُستعاذ منہ کا ذکر۔ مُستعاذ منہ کے اقسام کا بیان۔ حسد کی مذمت وقباحت کا بیان ۔سحر کی قباحت وممانعت کا ذکر۔

سُورۃ الناس کا خلاصہ

فریضہ رسول اللہ۔ رسالت رسول اللہ کا اثبات ۔ مستعیذ کا ذکر۔ مستعاذ بہ کا ذکر۔ مستعاذ منہ کا ذکر۔ مستعاذ منہ کے اقسام۔ حَصْرُ الرُّبُوْبِيَّةِ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ حَصْرُ الْمَالِكِيَّةِ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ۔حَصْرُ الْاُلُوْهِيَّةِ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ شیطان کے کارناموں کا ذکر۔ محافظت باری تعالیٰ۔

سورتوں کا شانِ نزول

سورۃ اخلاص کا شانِ نزول

سورۃ اخلاص کے شان نزول میں دو قول ہیں۔

قول ۱۔ ترمذی میں حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ مشرکین نے حضور ﷺ سے سوال کیا۔ اُنسُبْ لَنَا رَبَّکَ۔ اپنے رب کا نسب بیان کریں تو اس پر یہ سورۃ اخلاص نازل ہوئی اور دوسری روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور عامر نے کہا اے محمد ﷺ تو ہمیں کس کی طرف دعوت دیتا ہے تو آپ نے فرمایا اللہ کی طرف تو اس نے کہا صِفْهُ لَنَا اس کی کیفیت بیان کرو۔ اَمِنْ ذَهَبٍ اَمْ مِنْ فِضَّةٍ اَوْ مِنْ حَدِيْدٍ اَوْ مِنْ خَشَبٍ کہ تمہارا خدا سونے کا ہے یا چاندی کا' یا لوہے کا' یا لکڑی کا۔ چونکہ مشرک بتوں کو خود تراشتے' بناتے اور پھر پوجا کرتے۔ اس لئے انہوں نے اس طرح کا سوال کیا تو اس کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی کہ یہ تمہارے بنائے ہوئے خدا ہیں ہمارا رب وہ ہے جو ان اوصاف سے موصوف ہے تو ان کو اللہ کی توہین پر سزا ملی اربد پر بجلی گری اور عامر طاعون میں مر گیا۔ جنہوں نے یہ شان نزول ذکر کیا ہے انہوں نے اس سورۃ کو مکیہ کہا ہے کیونکہ یہ مشرکین کے جواب میں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

قول ۲: بعض روایات میں ہے کہ یہ سوال مدینہ کے علماء یہود نے کیا جیسا کہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے کہ کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب نے یہ سوال کیا تو اس کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی جنہوں نے یہ شان نزول ذکر کیا ہے تو انہوں نے اس سورت کو مدنیہ کہا ہے۔

معوذتین کا شانِ نزول۔ معوذتین سورتوں کے شان نزول میں اکثر مفسرینؒ نے حضور ﷺ پر یہود کا سحر کرنا ذکر کیا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ پر یہود نے جادو کیا تو اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے یہ دوسورتیں نازل ہوئیں۔

تشریح الفاظ......تشریح مضامین

ان دونوں چیزوں کو اکٹھے ذکر کیا جاتا ہے۔ اب آپ بھی ان سورتوں کو پڑھ لیں تاکہ تمہارا نام بھی طلبہ کی جماعت میں درج ہو جائے۔

قرآن مجید بحر مواج ہے اس کے اسرار و معارف میں غوطہ زن ہوں تو معلوم ہوگا کہ کلام الٰہی کس طرح جامع ہے۔

جَمِیۡعُ الۡعِلۡمِ فِی الۡقُرۡاٰنِ۔ لٰکِنۡ تَقَاصَرَ عَنۡہُ اَفۡھَامُ الرِّجَالِ۔

تمام علوم قرآن مجید میں ہیں لیکن ہماری سمجھ ناقص ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مفسرینؒ کے قبور پر کروڑوں رحمتیں برسائے جنہوں نے ساری زندگی قرآن وحدیث کی اشاعت میں گزار دی۔

سورتوں کی تشریح

سورۂ اخلاص کی تشریح

قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ: مشرکین جو کہہ رہے ہیں کہ اپنے رب کی وصف بیان کیجئے تو ان کے جواب میں آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے قُل میں حضور ﷺ کا فریضہ ہے کہ آپ یہ اعلان کریں۔ یہ کام ایک ماہ ایک سال کا نہیں ہے بلکہ ساری زندگی مسئلہ توحید کی اشاعت کرنی ہے اور قُــــلۡ میں حضور ﷺ کی رسالت کا بھی اثبات ہوا۔ کیونکہ آپ کو وحی کے ذریعہ یہ حکم ہوا اور جس پر وحی اُترتی ہے وہ اللہ کا رسول ہوتا ہے۔

ھُــوَ میں رفعت شان خداوندی ہے۔ کہ اللہ وہ ہے جو وراء الوراء ہے آنکھوں سے اوجھل ہے۔ نگاہ میں نہیں آتا مگر ہر مومن کے دل میں بستا ہے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی تو دیکھ لی

تو دل میں تو آتا ہے پر سمجھ میں نہیں آتا بس جان گیا میں کہ تیری پہچان یہی ہے

اللہ میں وجود باری تعالیٰ کا اثبات ہے کہ ہمارا اللہ موجود ہے۔

وجودِ خداوندی کے دلائل

ا۔ امام ابو حنیفہؒ کا دہریہ سے مناظرہ ہوا۔ آپؒ نے عمداً قصداً دیر کی اور لیٹ گئے تو دھریہ نے کہا آپ وقت مقررہ پر نہیں آئے امام صاحبؒ نے فرمایا کہ آج آتے ہوئے ایک عجیب نقشہ دیکھا اور میں حیرت میں پڑ گیا اس لئے دیر ہوگئی۔

واقعہ یہ ہوا کہ درخت خود کٹ رہے تھے، تختے خود بن رہے تھے اور کیلیں خود لگتی تھیں، کشتی خود بخود تیار ہوتی اور خود آتی جاتی، وصولی خود کرتی تھی۔ تو دہریہ نے کہا آپ اتنے عقیل، فہیم اور سمجھدار ہو کر یہ بات کیسے کر رہے ہیں کہ بغیر بنانے والے کے کشتی خود بنے اور بغیر چلانے والے کے خود چلے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا اگر کشتی خود نہ بن سکتی ہے نہ چل سکتی ہے تو اتنا بڑا کارخانہ بھی نہ خود بن سکتا ہے اور نہ خود چل سکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ اس کے بنانے اور چلانے والا اللہ ہے۔

پھر اس دہریہ نے کہا! اگر تمہارا خدا ہے تو بتاؤ وہ کہاں موجود ہے فرمایا دودھ کا پیالہ لے آؤ۔ اور فرمایا بتاؤ اس دودھ میں مکھن ہے؟ کہا ہاں۔ فرمایا اس میں مکھن کہاں ہے؟ اس نے کہا پورے دودھ میں ہے۔ فرمایا یہ موجود مجازی کی بات ہے۔ میرا اللہ موجود حقیقی ہے اور وہ ہر جگہ موجود ہے۔

پھر اس نے کہا کہ تیرے خدا کا رخ کس طرف ہے؟ امام صاحب نے فرمایا بتی جلاؤ۔ بتی جلانے کے بعد فرمایا کہ اس کی روشنی کا رُخ کس طرف ہے؟ تو اس نے جواب دیا ہر طرف مشرق، مغرب، شمال، جنوب تو امام صاحب نے فرمایا کہ یہ نور مجازی ہے میرا اللہ نور حقیقی ہے اگر اس کا رُخ ہر طرف تو میرے اللہ کا رُخ بھی ہر طرف۔

پھر اس نے کہا کہ تمہارا خدا کیا کام کر رہا ہے؟ تو آپؒ نے فرمایا تم تخت سے نیچے آؤ میں وہاں کھڑے ہو کر جواب دوں گا تو دہریہ تخت سے نیچے اُتر آیا تو امام صاحبؒ تخت پر بیٹھے اور فرمایا میرے اللہ نے یہی کام کیا کہ تجھ جیسے بے دین کو تخت سے اُتار کر مجھ جیسے موحد کو تخت پر بٹھا دیا تو وہ دھریہ لا جواب ہو کر مسلمان ہو گیا۔

۲۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے وجود خدا کی دلیل طلب کی گئی تو فرمایا زبان گوشت کا ٹکڑا ہے اس سے مختلف لغتیں اور بولیاں نکل رہی ہیں مثلاً عربی، فارسی، بنگلہ، برما، پشتو، بلوچی، پنجابی، سرائیکی، اردو، انگریزی ایک ٹکڑے سے اتنی زبانوں کا ادا ہونا یہ دلیل ہے کہ اللہ موجود ہے جس نے اس زبان میں اتنا اثر رکھا ہے۔

۳۔ امام شافعیؒ سے وجود خدا کی دلیل طلب کی گئی تو فرمایا شہتوت کا پتہ ایک ہوتا ہے مگر اثر مختلف ہیں۔ ہرن کھائے ناف سے کستوری نکلتی ہے، بکری کھائے مینگنی آتی ہے۔ ریشم کا کیڑا کھائے تو ریشم نکلتا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ اللہ ہے جس ذات نے ایک پتہ میں کئی اثرات رکھے ہیں۔

۴۔ امام احمدؒ سے کسی نے وجود خدا کی دلیل پوچھی تو فرمایا ایک چاندی کا سفید مکان ہے اور اس کے اندر سرخ مکان سونے کا ہے وہ بالکل بند ہے نہ تو کوئی دروازہ ہے نہ کھڑکی، نہ روشن دان، ہوا کے آنے جانے کا راستہ نہیں ہے مگر کچھ مدت کے بعد اس کے اندر سے ایک جانور نکلتا ہے جو ماں باپ والے کام کرتا ہے۔ مرغی کے انڈے کی

طرف اشارہ کیا یہ دلیل ہے کہ اللہ کی ذات ہے جو بند مکان میں پالتی ہے۔ جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

۵۔ ایک بوڑھی چرخہ کات رہی تھی کسی نے کہا زندگی برباد کر دی اور ضائع کر دی خدا کو نہ پہچانا۔ کہنے لگی اسی سے خدا کو پہچانا ہے' چرخہ چلاؤں تو چلتا ہے ورنہ رُک جاتا ہے جب یہ بغیر چلانے والے کے نہیں چلتا تو اتنا بڑا کارخانہ بغیر چلانے والے کے کیسے چل سکتا ہے۔

ثابت ہوا کہ اللہ موجود ہے جو زمین' آسمان' سورج' چاند' ستارے' ہوا' پانی وغیرہ کے سارے نظام کو مستحکم طریق سے چلا رہا ہے۔ پھر اسے کہا گیا کہ تو بتا تیرا خدا ایک ہے یا زیادہ؟ اس نے جواب دیا یہ سبق بھی اسی سے ملا کہ اگر دو عورتیں ایک طرف چلائیں تو تانت ٹوٹ جائے گی اور اگر ایک عورت ایک طرف دوسری عورت مخالف سمت میں چلائے تو چرخہ ٹوٹ جائے گا یا رک جائے گا لیکن زمین و آسمان کا یہ بڑا چرخہ نہ ٹوٹا ہے نہ رکا ہے تو معلوم ہوا اس کے چلانے والا بھی ایک اللہ ہے۔ اَحَدٌ اس میں وحدانیت باری تعالیٰ کا ذکر ہے کہ وہ اللہ ایک ہے اس کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں۔

فائدہ۔ دو لفظ ہیں اَحَدٌ۔ وَاحِدٌ اس جگہ واحد نہیں کہا بلکہ اَحَدٌ کہا ہے حالانکہ معنیٰ تو دونوں کا ایک ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ وَاحِدٌ میں تجزی و ترکیب اور تعدد اور مشاکلت و مشابہت و مماثلت ہو سکتی ہے اور اَحَدٌ میں یہ چیزیں نہیں ہیں اس لئے اَحَدٌ کہا یعنی اللہ وہ ہے جو کسی ایک یا متعدد مادوں سے مرکب نہیں اور نہ اس میں تعدد ہے اور نہ اس کے کوئی ہم شکل یا مشابہ و مماثل ہے۔ آپ یہ اعلان کریں کہ ہمارا اللہ ایک ہے دو یا تین نہیں وہ متعدد نہیں اور نہ ہمارا اللہ مرکب ہے کیونکہ مرکب حادث ہوتا

ہے اور اللہ کی ذات تو قدیم ہے اور نہ کوئی اس کا مثیل ہے۔

اَللّٰہُ الصَّمَدُ وہ اللہ بے نیاز ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صَمَدْ کا معنی ہے اَلَّذِیْ یُقْصَدُ اِلَیْهِ فِی الْحَوَائِجِ کُلِّهَا کہ جس ذات کی طرف تمام ضروریات میں ساری دنیا قصد وارادہ کرے وہ تمام دنیا کا مقصود ومطلوب ہو اس سے مضمون مقصودیت باری تعالیٰ نکالا گیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صَمَدْ کا معنی ہے:

اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ وَالْمُحْتَاجُ اِلَیْهِ کُلُّ اَحَدٍ یعنی وہ سب سے بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ساری دنیا اس کی محتاج ہے۔

اس سے استغنائیت باری تعالیٰ کا مضمون حاصل ہوا۔ بس ایک ہی اللہ کو اپنا مقصود و مطلوب بناؤ کیونکہ وہ احتیاجی سے پاک ہے سب اس کے محتاج ہیں۔

لَمْ یَلِدْ اللہ وہ ہے جس نے کسی کو نہیں جنا۔ اس میں تَنْزِیْهُ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْاَوْلَادِ ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔

وَلَمْ یُوْلَدْ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اس میں تَنْزِیْهُ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْوَالِدَیْنِ ہے کہ اللہ کی ذات والدین سے بھی پاک ہے۔

پہلے دو صفتیں ذکر کیں۔ اَحَدْ اور صَمَدْ تو احدیت وصمدیت کا تقاضا یہی ہے کہ نہ اس کی اولاد ہو اور نہ وہ کسی کی اولاد ہو۔ کیونکہ توالد و تناسل میں شرکت و احتیاج ہوتی ہے۔ شرکت احدیت کے خلاف ہے اس لئے اس کی شان یہی ہے کہ وہ اولاد اور والدین سے پاک ہو۔ اس میں یہود کی تردید ہے کیونکہ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰہِ یہودیوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا اور اس میں مشرکین کی بھی تردید ہے کیونکہ مشرکین نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا اور اس میں نصاریٰ کی بھی تردید ہے

جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کہا کیونکہ خدا تو مولود نہیں اور حضرت عیسیٰؑ تو حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے تو پھر خدا کیسے ہو سکتے ہیں اور اس میں ہمہ اوستیوں کی بھی تردید ہوئی اور سامریوں کی بھی تردید ہوئی جو کہتے ہیں کہ خدا اور مصطفیٰ ﷺ میں کوئی فرق نہیں وہ کہتے ہیں۔

جو مستوی تھا عرش پہ خدا ہو کر
وہ مدینہ میں اتر پڑا مصطفےٰ ہو کر
جو بجاتے تھے اِنّیْ عَبْدُہ کی بنسری ہر دم
وہ قیامت کے دن اِنّیْ اَنَا اللہ بن کے نکلیں گے
شریعت کا ڈر ہے ورنہ صاف کہہ دوں
کہ حبیب خدا خود خدا بن کے آئے
درود و سلام است بے انتہا
ظاہر بشر بود باطن خدا

یہ بات غلط ہے اور یہ عقیدہ گمراہی کی طرف لے جانے والا ہے اللہ اور رسول اللہ میں فرق ماننا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کے والدین نہیں اور حضور ﷺ کا والد حضرت عبداللہ ہے اور والدہ حضرت آمنہ ہے۔ اللہ کی اولاد نہیں اور حضور ﷺ کی اولاد ہے چار بیٹے حضرت قاسمؓ حضرت ابراہیمؓ اور حضرت عبداللہؓ و حضرت طیبؓ ہیں اور چار بیٹیاں حضرت رقیہؓ، حضرت زینبؓ حضرت ام کلثومؓ و حضرت فاطمہؓ۔

اللہ کی ذات بیوی سے پاک ہے اور حضور ﷺ کی گیارہ ازواج مطہرات ہیں۔ ۱۔ حضرت خدیجہؓ۔ ۲۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ۔ ۳۔ سیدہ عائشہؓ۔ ۴۔ حضرت حفصہؓ۔ ۵۔ حضرت اُم حبیبہؓ بنت ابی سفیان۔ ۶۔ حضرت ام سلمہؓ۔ ۷۔ حضرت زینب

بنت جحشؓ۔ ۸۔ حضرت جویریہؓ بنت حارث۔ ۹۔ حضرت صفیہؓ۔ ۱۰۔ حضرت میمونہؓ۔
۱۱۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ۔

اللہ رشتہ داروں سے پاک ہے حضور ﷺ کے گیارہ چچا اور چھ پھوپھیاں و دیگر رشتہ دار تھے اللہ کے لئے وزیر اور مشیر نہیں اور حضور ﷺ کے وزیر اور مشیر تھے۔

جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لئے دو وزیر آسمانوں میں اور دو وزیر زمینوں میں ہوتے ہیں آسمان میں میرے دو وزیر جبرائیلؑ و میکائیلؑ ہیں اور زمین پر ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں اس طرح دیگر صحابہؓ بھی آپ کے مشیر تھے۔

اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور حضور ﷺ اللہ سے لینے والے ہیں۔ میرا اور میرے اسلاف کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں بھی اللہ دیتا رہا ہے اور حضور ﷺ لیتے رہے ہیں اور اب بھی روضہ پاک میں اللہ دے رہا ہے اور آپ ﷺ لے رہے ہیں اور قیامت کے دن بھی اللہ دیں گے اور حضور ﷺ لیں گے، نہ رب کا دینا ختم ہوگا، نہ محمد ﷺ کا لینا ختم ہوگا۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور نہیں ہے کوئی اس کی مثل اس میں ''تنزیہ الرحمٰن عن الشرکاء'' کا ذکر ہے کہ اللہ کی ذات شریکوں سے پاک ہے کہ اس کا کوئی شریک و کفیل و مثیل و شبیہ نہیں ہے اس لئے آج تم بھی گواہی دو لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا مَثِيْلَ لَهٗ وَلَا مِثَالَ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ وَلَا شِبْهَ لَهٗ وَلَا وَالِدَلَهٗ وَلَا مَوْلُوْدَلَهٗ وَلَا مُعَانِدَلَهٗ وَلَا مُجَانِسَ لَهٗ وَلَا مُقَابِلَ لَهٗ وَلَا وَزِيْرَ لَهٗ وَلَا مُشِيْرَلَهٗ:

جمعۃ المبارک شان والا دن ہے، رمضان المبارک شان والا مہینہ ہے، مسجد اللہ کا گھر شان والی جگہ ہے سب مل کر بلند آواز سے گواہی دو! اور کہو کہ اللہ ایک ہے،

اللہ بے نیاز ہے' اللہ کی اولاد نہیں' اللہ کے والدین نہیں' اللہ شریکوں سے پاک ہے، دنیا میں عقیدہ توحید کا اعلان کرو!

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
اُسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں ہے اس کے آگے کسی کی بڑائی

اللہ کی توحید اور نبی کی ختم نبوت کا اعلان کرتے رہو۔

نہ جب تھا نہ اب ہے نہ ہو گا میسر
شریک خدا اور جواب محمد ﷺ

سورۃ الفلق کی تشریح

قُلْ: اے پیغمبر آپ کہدو! یہ فریضہ خاتم الانبیاء ہے اور اس سے حضور ﷺ کی رسالت بھی ثابت ہوئی۔

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ: پناہ مانگتا ہوں ساتھ رب صبح کے اَعُوْذُ میں مُسْتَعِيْذ کا ذکر ہے۔ پناہ مانگنے والا انسان ہے۔

بِرَبِّ الْفَلَقِ: کا معنی صبح کے نمودار ہونے کا ہے اس میں مستعاذ بہ کا ذکر ہے۔ جس

کے ساتھ پناہ مانگی گئی وہ رحمٰن ہے لفظ رب میں ربوبیت باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔
رَبِّ الْفَلَقِ میں لطیف اشارہ ہے۔ کہ جس طرح رات کا اندھیرا جاتا ہے اور رات ختم ہو جاتی ہے اور صبح کی روشنی آجاتی ہے۔ اے محبوب پیغمبر! آپ یہ آیات پڑ ماگے تو اسی طرح سحر کا اندھیرا واثر بھی ختم ہو جائے گا اور صحت وتندرستی کی روشنی ظاہر ہوگی۔
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: ہر اس چیز کے شر سے جس کو اللہ نے پیدا کیا یعنی تمام مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اس میں مستعاذ منہ کے پہلے قسم کا ذکر ہے جس سے پناہ مانگی گئی وہ مخلوق کا شر ہے۔

شر ظاہری بھی ہوتا ہے اور شر باطنی بھی ہوتا ہے۔ شر ظاہری جیسے درد' دکھ' تکالیف و آلام ومصائب ہیں شر باطنی جیسے کفر وشرک ومعاصی ہیں شر ظاہری مصائب ہوئے اور شر باطنی مصائب کے اسباب ہوئے۔ ان دونوں قسم کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔
وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ: اور پناہ مانگتا ہوں رات اندھیرا کرنے والی کے شر سے جب کہ اندھیرا پھیل جائے۔
غَاسِقٍ: غسق سے ہے جس کا معنی اندھیرے کا پھیل جانا ہے۔ یہ مستعاذ منہ کا دوسرا قسم ہے کہ جس سے پناہ مانگی گئی وہ رات کا اندھیرا ہے۔
سوال: مخلوق میں رات بھی داخل ہے پھر اس کو علیحدہ کیوں ذکر کیا؟
جواب: خصوصی طور پر رات کا ذکر کیا کیونکہ رات کے وقت میں شیاطین و جنات اور دشمن و چور وڈاکو وموذی چیزیں زیادہ پھیلتی ہیں اور سحر کا اثر بھی زیادہ رات کو ہوتا ہے۔
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ: اور پناہ مانگتا ہوں ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکنے والی ہیں۔

نَفّٰثٰتِ: نفث سے ہے جس کا معنی پھونک مارنا ہے۔

عُقَد: عقدۃٌ کی جمع ہے جس کا معنی گرہ ہے اس میں مستعاذ منہ کی تیسری قسم ہے جس سے پناہ مانگی گئی وہ ساحر کا سحر اور جادو کا شر ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک نَفّٰثٰتِ کا موصوف اَلنِّسَآءَ محذوف ہے یعنی عورتیں جو گرہوں میں پھونک مار کر جادو کرنے والی تھیں لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک موصوف اَلنُّفُوْس محذوف ہے۔ جس میں مرد و عورت دونوں داخل ہیں لیکن عورتوں کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ حضور ﷺ پر جادو کرنے والی عورتیں تھیں وہ لبید بن اعصم کی لڑکیاں تھیں والد نے ان کے ذریعہ یہ کام کرایا۔ اس لئے عورتوں کا ذکر کیا ہے۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ: اور پناہ مانگتا ہوں حسد کرنے والے کے شر سے جبکہ وہ حسد کرے۔

یہ مستعاذ منہ کے چوتھے قسم کا ذکر ہے کہ جس سے پناہ مانگی گئی وہ حاسد کے حسد کا شر ہے حسد کا معنی ہے تَمَنِّی عَنْ زَوَالِ نِعْمَةِ الْغَيْرِ یعنی کسی کی نعمت و ترقی کو دیکھ کر جلنا اور یہ چاہنا کہ یہ نعمت اس سے زائل ہو جائے یہ حسد ہے اور حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

تفسیر قرطبی میں ہے حسد سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان پر شیطان نے کیا کہ اس نے حضرت آدمؑ سے حسد کیا اور اسی طرح زمین پر یہ سب سے پہلا گناہ قابیل نے کیا کہ اس نے اپنے بھائی ہابیل سے حسد کیا۔ اس لئے انسان حسد سے بچے کہ آدمی کا مکان اچھا دیکھے یا دوکان اچھی دیکھے یا کسی کی ظاہری و باطنی ترقی دیکھے، یا کسی کا لباس اچھا دیکھے یا کسی کا قلم اچھا دیکھے تو تمنا کرے کہ یہ نعمت اس کے پاس نہ رہے یہ تمنا حرام ہے حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ الْحَسَدَ تَاكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ: جس طرح آگ لکڑی کو راکھ کر دیتی ہے اسی طرح حسد نیکیوں کو راکھ کر دیتا ہے۔ نیکیاں حسد کی وجہ سے برباد ہو جاتی ہیں۔

دوسری روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا

اِنَّهَا اَلْحَالِقَةُ کہ یہ حسد مونڈنے والا ہے مگر فرمایا کہ یہ بالوں کو مونڈنے والا نہیں بلکہ دین کی صفائی کر دیتا ہے۔ حسد میں ایک نقصان دینی ہوا دوسرا دنیاوی نقصان بھی ہے کہ اس سے حاسد کی ذات کو نقصان ہوتا ہے کہ وہ جلتا اور کڑھتا رہتا ہے۔

آج کل طلباء وعلماء اور پیروں میں بھی حسد کی بیماری آ گئی۔

کسی کے مدرسہ کی ترقی برداشت نہیں ہوتی۔

کسی کی مسجد خوبصورت اور عمدہ ہو برداشت نہیں۔

کسی خطیب کی خطابت اور عزت ووقار برداشت نہیں ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو حسد سے محفوظ فرمائے۔ البتہ غبطہ جائز ہے غبطہ کا معنی ہے تَمَنّٰی اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مِثْلَ لِاَخِيْهِ مِنَ النِّعَمِ یعنی کسی کی نعمت اور ترقی کو دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ یا اللہ مجھے بھی ایسی نعمت عطاء فرما یہ جائز ہے۔

سورۃ الناس کی تشریح

قُلْ: اے پیغمبر کہہ دیجئے۔

اس میں فریضہ خاتم الانبیاء ہے اور اس میں حضور ﷺ کی رسالت کا بھی اثبات ہوا۔

اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ: پناہ مانگتا ہوں میں لوگوں کے رب کے ساتھ۔

رب کا معنی ہے پالنے والا اَعُوْذُ میں مستعیذ کا ذکر ہے پناہ مانگنے والا انسان ہے۔

بِرَبِّ النَّاس: یہ اللہ کی پہلی صفت ہے اس میں مستعاذ بہ کا ذکر ہے جس کے ساتھ پناہ مانگی گئی وہ رحمٰن اللہ کی ذات ہے۔ لفظ برب میں ربوبیت باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اور اس میں ''حصر الربوبیت فی ذات اللہ'' بھی ہے کہ رب ہونا اللہ کی ذات میں بند ہے۔ سب انسانوں کا رب صرف ایک اللہ ہے۔

مَلِكِ النَّاسِ: وہ لوگوں کا بادشاہ ہے یہ دوسری صفت ہے اس میں ''حصر المالکیت فی ذات اللہ'' کا مضمون ہے کہ حقیقی مالکیت ایک اللہ میں بند ہے۔

اِلٰـهِ النَّـاسِ: وہ سب لوگوں کا معبود ہے یہ تیسری صفت ہے۔ اس میں ''حصر العبادت فی ذات اللہ'' کا مضمون ہے یعنی وہی عبادت اور سجدہ کے لائق ہے، وہی حاجت روا اور مشکل کشا حقیقی ہے۔

فائدہ: پہلے رَبِّ النَّـاسِ کہا تو رب کا مجازی معنی مالک بھی ہوتا ہے۔ پھر شبہ ہوا کہ مالک تو دوسرے بھی ہیں جیسے مالک دکان اور مالک مکان ہوتا ہے۔ تو فرمایا مَلِكِ النَّـاسِ وہ تو صرف مالک ہیں۔ اللہ تو بادشاہ ہے پھر شبہ ہوا کہ بادشاہ تو دنیا میں بھی ہیں فرمایا اِلٰهِ النَّاسِ وہ تو صرف دنیا کے بادشاہ ہیں۔ اس لئے دھوکہ نہ کھانا، اللہ مالک بھی ہے مَلِکٌ بھی ہے اِلٰہ بھی ہے۔ تینوں صفتیں اللہ میں موجود ہیں۔

نکتہ۔ رَبِّ النَّاسِ، مَلِكِ النَّاسِ، اِلٰهِ النَّاسِ تینوں کو ملانے سے محافظت باری تعالیٰ کا مضمون حاصل ہوتا ہے کیونکہ رَبِّ النَّـاس میں مالک کا ذکر ہے اور مالک اپنے مملوک کی حفاظت کرتا ہے اور مَلِكِ النَّاسِ میں بادشاہ کا ذکر ہے۔ اور بادشاہ اپنی رعایا کی حفاظت کرتا ہے اور اِلٰهِ النَّاسِ میں معبود کا ذکر ہے اور معبود اپنے عبادت کرنے والوں کی حفاظت کرتا ہے تو ان تینوں سے محافظت باری تعالیٰ کا مضمون حاصل ہوا کہ اللہ محافظ و نگران ہے۔

مِنَ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ: پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جو وسوسہ ڈالنے والا اور پیچھے ہٹنے والا ہے۔

وَسْوَاسَ: اصل میں مصدر بمعنی وسوسہ ہے لیکن شیطان پر اس کا اطلاق مبالغۃً کیا گیا ہے گویا کہ وہ سراپا وسوسہ ہے۔

خَنَّاسَ۔ خنس سے مشتق ہے جس کے معنیٰ پیچھے ہٹنے کے ہیں اس میں مستعاذ منہ کا ذکر ہے جس سے پناہ مانگی گئی وہ شیطان کا شر ہے۔

اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ: جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں۔ اس مضمون میں شیاطین کے کارناموں کا ذکر ہے کہ ان کا کام غلط خیالات ڈالنا ہے۔

مِنَ الجِنَّةِ وَالنَّاسِ: وہ وسواس ڈالنے والے جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے ہوں اس میں مستعاذ منہ کے اقسام کا ذکر ہے کہ جن سے پناہ مانگی گئی ہے وہ دو قسم ہیں۔ ا۔جن ۲۔انسان۔ کیونکہ شریر جن اور شریر انسان گمراہی اور گناہ کی دعوت دیتے ہیں۔ اس لئے حکم ہوا کہ ان دونوں کے شر سے پناہ مانگو اور لفظ رب میں تنبیہ کی گئی ہے کہ اللہ کی ربوبیت کے دامن سے چمٹ جاؤ جنوں اور انسانوں کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

سوال: پانچ مرتبہ لفظ ناس ہے تو یہ تکرار ہوا؟

جواب: اس میں تکرار نہیں بلکہ ہر ایک کا مصداق الگ الگ ہے۔

پہلے لفظ نَاس سے مراد بچے ہیں قرینہ لفظ رب ہے کیونکہ تربیت و پرورش زیادہ تر بچوں کی ہوتی ہے یعنی اللہ بچوں کا بھی رب ہے۔

دوسرے لفظ نَاس سے مراد نوجوان ہیں اللہ نوجوانوں کا بھی رب ہے۔ قرینہ لفظ مَلِکَ ہے کیونکہ اس میں بادشاہت کا ذکر ہے۔ اور بادشاہت وسیاست اصل نوجوانوں کے لئے ہے کیونکہ ان میں ذہن کی تیزی ہوتی ہے اور یہ مملکت وسلطنت کو

سنبھال سکتے ہیں مگر اس میں لطیف اشارہ ہوا کہ اے جوان! جب تیرا رب اللہ ہے تو حکومت اور سلطنت اس کے حکم کے مطابق کرنی ہے لہذا وہی جوان قابل قیادت ہوگا جس کی سیاست ودعوت قرآن اور حدیث کے مطابق ہو۔

تیسرے لفظ نـــاس سے مراد بوڑھے ہیں قرینہ لفظ اللہ ہے کہ اب تو بڑھاپا آ گیا عبادت کی طرف رخ کر لے یعنی بچپن میں تمہارے پالنے والا اللہ ہے اور جوانی میں بھی تمہارے پالنے والا اللہ ہے اور بڑھاپے میں بھی تمہارے پالنے والا اللہ ہے۔ اس لئے جوانی اور بڑھاپے میں اللہ کی عبادت سے رخ نہ پھیرو اس کی عبادت میں لگے رہو۔

چوتھے لفظ نـــاس سے مراد نیک لوگ ہیں۔ قرینہ یُوَسْوِسُ کا لفظ ہے کیونکہ ڈاکو ہمیشہ وہیں ڈاکہ ڈالتا ہے جہاں مال ہو۔ تو اس لئے نماز پڑھنے والا' روزہ رکھنے والا' تلاوت کرنے والا' قرآن وحدیث کی خدمت کرنے والا خبردار رہے کہ شیطان سے بڑا اس کا کوئی دشمن نہیں یہ بڑا ڈاکو ہے۔

تلاوتِ قرآن کے وقت خیال ڈالے گا کہ تو بڑا قاری ہے۔

عبادت کے وقت خیال ڈالے گا کہ تو بڑا زاہد عابد ہے۔

قرآن وحدیث کے پڑھانے کے وقت خیال ڈالے گا کہ تو بڑا مُفسر و محدث ہے۔ مسجد و مدرسہ کی خدمت کے وقت خیال ڈالے گا کہ تو مسجد و مدرسہ کا بڑا خادم ہے۔ یہ شیطان تمہارے اندر غلط خیال ڈال کر اللہ کی رضاء سے محروم کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے نیک لوگو! اگر اس شیطان کے خیالات فاسد سے بچنا ہے تو اس سورت کو پڑھو۔

پانچویں لفظ نـــاس میں گناہگاروں کا ذکر ہے جو جنوں اور انسانوں میں سے غلط

راستوں کی طرف لے جانے والے ہیں اور گناہوں کی دعوت دینے والے ہیں۔

نکتہ: قرآن مجید کی ابتداء لفظ رب سے ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور قرآن کا اختتام بھی لفظ رب پر ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تو اس سے اشارہ کیا کہ کامیابی اللہ کے رب ماننے میں ہے جب بچپن، جوانی اور بڑھاپے میں تیرا رب پالنے والا اللہ ہے تو پھر اے انسان تو نمک حرام نہ بن،

ہاتھ اللہ دے اور اٹھائے غیر کے آگے۔

آنکھ اللہ دے اور نگاہ حرام کی طرف۔

زبان اللہ دے اور نعرہ غیر کا لگائے۔

مال اللہ دے اور نذر و نیاز منت غیر اللہ کی دے۔

جبین و پیشانی اللہ دے اور سجدہ غیر کا کرے۔

وجود اور بدن اللہ دے اور عبادت غیر کی کرے۔

جب رب اللہ ہے تو اسی کے آگے سر جھکاؤ اور اسی کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرو اور زندگی کے لمحات و اوقات اس کی عبادت اور رسول اللہ کی اطاعت میں گزارو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

انوار الحدیث

بخاری شریف کی آخری حدیث کی تشریح

ازافادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے علمی جانشین

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہٗ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

انوارالحدیث

بُخاری شریف کی آخری حدیث کی تشریح

بر موقع ختم بخاری شریف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡکَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ.........اَمَّا بَعۡدُ

فَاِنَّ خَيۡرَ الۡحَدِيۡثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيۡرَالۡهَدۡیِ هَدۡیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الۡاُمُوۡرِ مُحۡدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحۡدَثَةٍ بِدۡعَةٌ وَكُلَّ بِدۡعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ وَبِالسَّنَدِ الۡمُتَّصِلِ مِنَّا اِلَی الۡاِمَامِ الۡحَافِظِ الۡحُجَّةِ اَمِيۡرِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ فِی الۡحَدِيۡثِ اَبِیۡ عَبۡدِاللّٰهِ مُحَمَّدَبۡنِ اِسۡمٰعِيۡلَ بۡنِ اِبۡرَاهِيۡمَ بۡنِ بَرۡدِزۡبَةَ الۡجُعۡفِیِّ الۡبُخَارِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا الۡحُمَيۡدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفۡيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحۡيٰی بۡنُ سَعِيۡدِ الۡاَنۡصَارِیُّ قَالَ اَخۡبَرَنِیۡ مُحَمَّدُبۡنُ اِبۡرَاهِيۡمَ التَّيۡمِیُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلۡقَمَةَ بۡنِ وَقَّاصِ اللَّيۡثِیۡ يَقُوۡلُ سَمِعۡتُ عُمَرَبۡنِ الۡخَطَّابِ عَلَی الۡمِنۡبَرِ يَقُوۡلُ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّيَّاتِ

وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَّانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْاِلٰی اِمْرَأَةٍ یَنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَاهَاجَرَ اِلَیْهِ۔

وَبِهٖ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُبْنِ اَشْکَابَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔

تمہید۔ آج جامعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں ختم بخاری شریف کی تقریب ہورہی ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے سامنے حضرت دین پوریؒ کی نشانی دین پور کے سجادہ نشین حضرت میاں سراج احمد صاحب مدظلہ تشریف رکھتے ہیں اور مناظر اہلِ سنت ہمارے اسلاف کی نشانی اور تنظیم اہل سنت کے صدر حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ بھی موجود ہیں ان کے علاوہ دوسرے مشائخ اور علماء بھی تشریف لائے ہیں اور تمام ضلع سے احباب آئے ہوئے ہیں۔

بحمداللہ ہمارا یہ ادارہ حضرت دین پوریؒ اور حضرت درخواستیؒ کی علمی یادگار ہے اور میرے شیخ حضرت درخواستیؒ اکثر فرماتے تھے کہ دین پور شریف ہمارا دینی و روحانی مرکز ہے۔ ہم نے اپنے دینی مراکز کو نہ چھوڑا ہے اور نہ چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم یہی دعاء کرتے ہیں کہ آج جس طرح اکٹھے ہیں اسی طرح قیامت کے دن بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہوں۔

خان پور والو! اہل اللہ اور علماء کی قدر کرو میں نہ خطیب ہوں، نہ سیاسی لیڈر ہوں اور نہ خطابت کا فن آتا ہے نہ سیاست آتی ہے لیکن قرآن وحدیث کی تدریس کرتے ہیں

فرنگی کی سیاست نہ آتی ہے نہ اپنائی ہے اور قرآن وحدیث کی سیاست نہ چھوڑی ہے نہ چھوڑ سکتے ہیں جب تک زندہ ہیں قرآن وحدیث کی اشاعت اور خدمت کرتے رہیں گے۔ آج بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی جارہی ہے اور ہم اس کا ثواب اپنے ان روحانی مشائخ کو پہنچانا چاہتے ہیں جن کا آج یہ فیض جاری ہے اور یہ حضرت دین پوریؒ اور حضرت درخواستیؒ کا فیض ہے۔ ہمارے تفسیر وحدیث کے علوم کا منبع حضرت درخواستیؒ ہیں اور تصوف وسلوک کا منبع حضرت دین پوریؒ اور حضرت بہلویؒ ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب میں اس محبت کو دائم وقائم رکھے۔ (آمین)

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہو گا
ہم کیا ہیں کہ کوئی کام ہم سے ہو گا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے
اور جو کچھ کہ ہو گا ہو گا کرم سے تیرے

خان پور کے ساتھیو!

یقین کرو کہ حدیث خاتم الانبیاء ﷺ کی تشریح وتفصیل سننے پر آسمان سے بارش کے قطرے اتنے نہیں برستے جتنی کہ اللہ کی رحمت برستی ہے۔ یہ میرا کمال نہیں یہ آپ کا کمال نہیں یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اللہ نے ہمیں اپنی کلام اور اپنے محبوب کی کلام سننے کیلئے مل کر بیٹھنے کی توفیق دی ہے۔

میں نے اجمالاً واختصاراً سولہ چیزیں ذکر کرنی ہیں۔ زندگی کا کوئی پتہ نہیں شاید آئندہ سال تک آپ اور ہم زندہ رہیں یا قبروں میں چلے جائیں۔ آج یہ تصور کر کے بیٹھیں کہ ہم جتنی دیر حدیث سننے کے لئے بیٹھے ہیں ہمارے دفتر میں یہ نیکیاں لکھی جارہی ہیں۔ اور اصل میں قیامت کے دن یہی چیز کام آئے گی۔

سب ساتھی اطمینان سے بیٹھیں وضو کا وقت دیا جائے گا نماز عصر اکٹھے پڑھا گے یہ بھی پیغمبر کی سیرت ہے کبھی نماز جلدی ہوتی ہے کبھی تاخیر سے ہوتی ہے جتنی تاخیر ہوگی اور آپ حدیث پاک سنتے رہیں گے تو اس پر بھی ثواب ہوگا۔

اب بالترتیب ان سولہ چیزوں کو معلوم کریں

مسرت اور خوشی کی وجہ

آپ بھی خوش ہیں ہم بھی خوش ہیں، اساتذہ بھی خوش ہیں، منتظمین بھی خوش ہیں، طلبہ بھی خوش ہیں، تو اس میں خوشی کی وجہ کیا ہے۔ ہر شئے کے آغاز وشروع پر انسان خوش ہوتا ہے۔ جب باغ لگاتا ہے تو خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ مٹھائی تقسیم کرتا ہے کہ میں باغ لگا رہا ہوں جب باغ مکمل ہوگیا اور باغ نے پھل دیا تو بھی خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ آج میرے باغ کے پھل پک گئے ہیں اور مکمل ہو گئے ہیں۔ اسی طرح دکان کھولتا ہے۔ خوشی کا اظہار کرتا ہے علماء اور طلباء کو بلاتا ہے اور مٹھائی تقسیم کرتا ہے اور جب دکان مکمل ہوتی ہے تب بھی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اسی طرح جب مکان بناتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب مکان مکمل ہوگیا تب بھی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔

اسی طرح جب بچے کو تعلیم شروع کرائی تو تعلیم کے آغاز پر خوش ہوا اور جب بچہ فارغ التحصیل ہوا اور تعلیم مکمل ہوئی تب بھی اس نے خوشی کا اظہار کیا کہ میرا بچہ عالم ہوکر آ گیا ہے۔ اسی طرح جب بچہ پیدا ہوا تو اس پر آپ خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جب موت آتی ہے تو یہ بھی مؤمن کیلئے خوشی کا باعث ہے۔ اگرچہ اقرباء کے لئے صدمہ ہوتا ہے۔ مگر مؤمن کیلئے خوشی ہوتی ہے۔ حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ نے اس جگہ عجیب نکتہ ذکر کیا ہے کہ موت پر اقرباء کو صدمہ جدائی کی وجہ سے

ہے مگر مومن کیلئے خوشی ہے کیونکہ اَلْمَوْتُ جَسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ اگر زندگی قرآن وحدیث پڑھتے گزری اللہ اللہ کرتے گزری حضور ﷺ پر درود پڑھتے ہوئے گزری تو یہ زندگی ایسی بہتر ہے کہ موت کے بعد فوراً اللہ سے ملاقات ہوگی تو موت خوشی کا سبب ہے لیکن جب انسان کی زندگی اچھی ہو۔

طلباء نے بخاری شریف شروع کی تو ابتداء میں وہ خوش ہورہے تھے۔ آج ہم نے بخاری شریف کا آغاز کیا ہے اور پہلا سبق پڑھا ہے اور آج بھی طلباء خوش ہو رہے ہیں کہ ہم بخاری شریف ختم کر رہے ہیں اور آخری حدیث پڑھ رہے ہیں۔ یہ آج کے دن خوشی کی وجہ ہوئی کہ جس بخاری کو سال کے آغاز میں شروع کیا تھا۔ آج اس کے اختتام پر بخاری کی آخری حدیث پڑھی جارہی ہے۔ سب کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللہ کا فضل ہے جس نے اس کتاب کے ختم کرنے کی ہمیں توفیق عطاء فرمائی۔

اجتماعی دعاء کی وجہ

آج قرب وجوار کے مشائخ وعلماء اور دینی احباب جمع ہوئے ہیں۔ اجتماعی دعاء کے لئے ہمارے اسلاف و بزرگوں کا طریق تھا کہ جب بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی جاتی تو اس وقت کے اساتذہ و منتظمین علماء وطلباء مدرسہ میں جمع ہوتے اور اجتماعی دعاء کی جاتی جیسا کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جب بخاری شریف ختم کراتے تو لوگ وہ وقت معلوم کر لیتے اور دار الحدیث میں جمع ہو جاتے اور یہ بزرگ اجتماعی دعا کراتے۔

اب سلسلہ بڑھ گیا اس لئے قرب و جوار سے مشائخ وعلماء اور احباب کو بلایا جاتا ہے تا کہ اجتماعی دعا کی جائے کیونکہ ہمارے اکابر کا تجربہ ہے کہ مسلمانوں پر کوئی

آفت ومصیبت وحادثہ آئے یا کوئی مقصد ہوتو اس کے لئے پوری بخاری شریف کا ختم کرایا جائے تو وہ آفت دور ہوتی ہے اور مقصد پورا ہوتا ہے۔یقین کرو قرآن کے ختم کرنے پر بھی دعا قبول ہوتی ہے اور بخاری شریف کے ختم کرنے پر بھی دعا قبول ہوتی ہے۔

آج ہم نے آپ کو اس لئے دعوت دی ہے۔تاجر بھی آئے ہو۔اور کاشتکار بھی آئے ہو۔ملازم بھی آئے ہو۔اعلیٰ بھی آئے ہیں۔ادنیٰ بھی آئے ہیں۔امیر بھی ہیں' غریب بھی ہیں۔مشائخ وعلماء بھی آئے ہیں' طلباء بھی ہیں ہم نے آپ کو حلوے کی دعوت نہیں دی' پلاؤ' زردے' قورمے کی دعوت نہیں دی بلکہ آج دعوت دی گئی ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حضور اکرم ﷺ کا فرمان سننے کے لئے۔میرا ایمان ہے کہ آپ اپنے سینہ میں اپنا مقصد لے کر بیٹھو! جب بخاری کی آخری حدیث پڑھو گے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرو گے یقین کرو اللہ تعالیٰ تمہارا وہ مقصد پورا کرے گا۔ ہمارے اکابر کے تجربات سے ہے کہ بخاری کی آخری حدیث پر جس مقصد کے لئے دعا کی جائے وہ دعا قبول ہوتی ہے۔کیونکہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔

جَعَلْتُهٗ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللّٰهِ حُجَّةً یہ کتاب میں نے اپنے اور اللہ کے درمیان حجت کی ہے اور ہمارے اسلاف فرماتے ہیں۔اَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ الْبُخَارِيْ یہ مقدس کتاب ہے۔اس کے اندر سات ہزار دوسو پچھتر احادیث ہیں۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ہر حدیث پر پہلے میں غسل کرتا تھا۔پھر دو رکعت نفل پڑھتا تھا۔پھر استخارہ کرتا تھا۔جس حدیث پر شرح صدر ہوتا اسے اس کتاب میں درج کرتا۔

گویا امام بخاریؒ نے چودہ ہزار پانچ سو پچاس نوافل پڑھ کر کتاب بخاری کو لکھا اور امام بخاریؒ نے اس کتاب کی تدوین حرم پاک مسجد حرام میں کی ہے اور تراجم کی تحویل حضور ﷺ کے منبر اور قبر النبی ﷺ کے درمیان ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر کی

ہے۔امام بخاریؒ کے اساتذہ کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے اور شاگردوں کی تعداد 90ہزار سے زائد ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں کہ سولہ سال میں امام بخاریؒ نے یہ کتاب لکھی ہے اور روزہ دار رہے۔امام بخاریؒ کے پاس 6لاکھ احادیث کا ذخیرہ موجود تھا جن میں سے انتخاب کر کے اپنی کتاب کو تیار کیا۔تو یہ کتاب جب اتنی اہمیت والی ہے۔تو اس لئے اس کے آخر میں دعاء قبول ہوتی ہے۔

کتاب بخاری کے آخر کا ابتداء کے ساتھ ربط و تعلق

ربط نمبر ا۔ صبح سحری کے وقت بخاری شریف اٹھائی اور دل میں یہی دعاء کی کہ یا اللہ! بخاری شریف کے آخر کا اول کے ساتھ ربط اور پوری بخاری شریف کا مختصر خلاصہ دل میں ڈال دیا جائے تو یہ بات دل میں آئی کہ بخاری کے آخر کا اول کے ساتھ ربط کا عنوان یہ ہے کہ بخاری کی ابتداء میں باب بدؤ الوحی میں وحی کا ذکر ہے اور قرآن مجید میں وحی کو عظیم الشان کہا گیا ہے کہ یہ وحی عظمت والی چیز ہے اور اس باب سے مقصد بھی وحی کی عظمت کو ذکر کرنا ہے اب وحی کی عظمت کی وجہ اور سبب بخاریؒ کے آخر میں ذکر کیا گیا ہے کیونکہ امام بخاریؒ نے آخر میں حدیث ذکر کی ہے۔سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

جب اللہ عظیم ہے تو متکلم عظیم سے نکلنے والی کلام بھی عظیم ہوگی۔

جب اللہ عظمت والا ہے تو اس سے نکلنے والی وحی بھی عظمت والی ہوگی۔ابتداء بخاری میں وحی کی عظمت کا ذکر ہے آخر بخاری میں عظمت کے سبب کا ذکر ہے کہ اللہ کی ذات

عظیم ہے تو اس کے اندر سے جو کلام اور وحی نکلی وہ بھی عظمت والی بن گئی اور پوری بخاری کا خلاصہ دو چیزیں ہیں۔

۱۔ کہ امام بخاری نے اپنی کتاب کو وحی کی عظمت سے شروع کر کے اشارہ کیا کہ اگر تم عظمت حاصل کرنا چاہتے ہو اور کمال حاصل کرنا چاہتے ہو تو ساری زندگی اس عظمت والی وحی پر عمل کرتے رہو جس میں اعتقادیات ہیں، عبادات ہیں، معاملات ہیں، سیاسیات ہیں، معاشیات ہیں، اقتصادیات ہیں، غزوات ہیں، سیر ہیں، اخلاقیات ہیں اگر پوری عظمت والی وحی پر عمل پیرا ہو جاؤ گے تو یقیناً کامیاب ہو جاؤ گے۔

۲۔ عظمت والی وحی پر عمل کرنے سے کامیابی تب ہوگی جب عظیم کی عظمت کا نقشہ تمہارے دل میں سما جائے یعنی سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اس عظیم کی عظمت کے مطابق عقیدہ رکھو گے تو تمہارا عمل قبول ہوگا۔ اگر تم نے عظیم ذات کی توہین کی تو تمہارا عمل رائیگاں وضائع ہو جائے گا تو پوری بخاری کا خلاصہ نمبر ۱۔ عظمت والی وحی پر عمل کرو۔ ۲۔ عظیم کی عظمت کے مطابق اعتقاد و عقیدہ رکھو تب عمل مقبول ہوگا۔

ربط نمبر ۲۔ بعض محدثین نے کہا کہ ابتداء بخاری شریف میں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی حدیث ہے جس میں اعمال کا ذکر ہے اور آخر بخاری شریف میں ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ کی حدیث ہے جس میں وزنِ اعمال کا ذکر ہے۔

ربط نمبر ۳۔ بعض محدثینؒ نے کہا کہ ابتداء بخاری شریف میں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی حدیث ہے۔ جس میں نیت کا ذکر ہے جو ''مصدر عمل'' ہے کہ جس سے

عمل ظاہر ہوتا ہے۔ پھر مظہر عمل و ہیئت عمل اور سارا دین ذکر کیا ہے۔ پھر آخر بخاری میں ''ثمرہ عمل'' کا ذکر کیا جو کچھ کرر ہے ہو قیامت کے دن اس کا وزن ہوگا۔

ربط نمبر ۴۔ بعض محدثین نے کہا کہ ابتداء بخاری میں فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلٰی دُنْیَا کی حدیث ہے جس میں دنیا کا ذکر ہے اور آخر بخاری میں آخرت کا ذکر ہے ایمان دنیا میں ہوگا نماز دنیا میں ہوگی۔ روزہ دنیا میں ہوگا۔ حج دنیا میں ہوگا۔ عمرہ دنیا میں ہوگا۔ بیع دنیا میں ہوگی' جہاد دنیا میں ہوگا' مناقب وفضائل دنیا میں ہوں گے۔ یہ ساری چیزیں دنیا میں ہونگی اب آخرت سنوارنا چاہتے ہو تو ان پر عمل کرتے جاؤ تاکہ آخرت میں تمہارا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے اس لئے آخر بخاری شریف میں وزن اعمال کا ذکر ہے۔ جو آخرت میں ہوگا۔

ربط نمبر ۵۔ میرے نزدیک ابتداء بخاری میں اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ الخ میں وحدت ادیان انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے یعنی توحید کا ذکر ہے کیونکہ مسئلہ توحید میں تمام انبیاء کا اتفاق ہے سب کی طرف یہ مسئلہ وحی کیا گیا تو ابتداء میں امام بخاریؒ نے توحید کو ذکر کیا اور آخر میں سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ اس سے بھی توحید کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس میں ''تنزیہ الرحمٰن عن الشرکاء'' کا ذکر ہے۔ جس سے امام بخاریؒ نے اشارہ کیا کہ مدار توحید پر ہے۔ مدار عقیدہ پر ہے۔ اگر توحید کا عقیدہ صحیح ہوگا تو عمل قبول ہوگا۔ اگر توحید کے عقیدہ میں خلل ہوگا۔ تو عمل مقبول نہیں ہوگا۔

خان پور کے ساتھیوایک بات سنو!

آج بعض لوگ بخاری شریف پڑھاتے ہیں سامری اور اہل بدعت کی شکل میں پوری بخاری میں قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ کا لفظ زبان کہہ رہی ہے۔ کہ اللہ کی ذات مرسل ہے اور حضور ﷺ مرسل ہیں وہ بھیجنے والا ہے اور آپ بھیجے ہوئے ہیں لیکن ہمہ اوستیوں کا عقیدہ سنو کہتے ہیں کہ رسول اور خدا ایک ہے۔ ان کو بخار آتا ہے بخاری نہیں آتی۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ دینے والا ہے۔ حضور ﷺ لینے والے ہیں دنیا میں اللہ دیتا رہا حضور ﷺ لیتے رہے۔ اب بھی روضہ پاک میں حضور ﷺ لے رہے ہیں اللہ علوم دے رہے ہیں اور قیامت کے دن اللہ دیں گے اور حضور ﷺ لیں گے نہ رب کا دینا ختم ہوگا اور نہ محمد ﷺ کا لینا ختم ہوگا۔ اللہ اور رسول میں فرق کرنا ہوگا۔ عقیدہ توحید پختہ کرنا ہوگا۔

بعض بے دین لوگ کہتے ہیں

جو عرش پر مستوی تھا خدا ہو کر — وہ مدینہ میں اتر پڑا مصطفیٰ ہو کر
درود و سلام است بے انتہا — کہ ظاہر بشر بود و باطن خدا
شریعت کا ڈر ہے وگرنہ صاف کہہ دوں — کہ حبیب خدا خود خدا بن کے آیا
فرید با صفا ہستی محمد مصطفیٰ ہستی — چہا گویم چہا ہستی خدا ہستی

کہتا ہے:

فرید بھی تو ہے محمد بھی تو ہے خدا بھی تو ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

اور خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مختار کل اللہ ہے۔

پیر پیغمبر تیڈے باہنے — تو مالک تو کل مختار

توبہ توبہ استغفار بخشن شالا رب غفار
گنڈڑے فعلوں گنڈڑی عادت توبہ توبہ لکھ لکھ وار
میں فریداں باہنہ تیڈا تو بن کون اتارن پار

ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنا عقیدہ صحیح کرے۔

ہم تو پیغمبر کا شان بھی مانتے ہیں۔ یہ رجب المرجب کا مہینہ ہے جس میں حضور ﷺ کو معراج ہوا۔ مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔

جب حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو فرشتوں نے آپ کے چہرہ پر نگاہ ڈالی تو وہ بھی وجد میں آ گئے۔

اے کہ بدرت ملک و ملک ملتجی جئت الینا فلنعم المُجِیئی
آمدی و آمدنت خوش است کہ روئے تو دیدن عجب دلکش است
خاک راہت برسر ما تاج باد ہر شب عمرت ہمہ شب معراج باد

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

عَرَجَ النَّبِیُّ اِلَی السَّمَآءِ بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
مَثَلُ الْحَبِیْبِ اِذَا اَتٰی کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
عَیِیَ اللِّسَانُ عَنِ الثَّنَاءِ حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
محبوب درگہ کبریاء بَلَغَ الْعَلٰی بِکَمَالِہٖ
وَالَّیْل مُوْرَخ وَالضُّحٰی کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
قرآن باخلاقش گواہ حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
نامش محمدؐ مصطفیٰ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

☆☆☆☆☆

یکے روز دربستان سرا — سب طوطیاں شیریں زبان
کہتی تھیں نعت مصطفےٰ — بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
قُمری بھی اپنے ذوق میں — ڈالی تھی گردن طوق میں
کہتی تھی اپنے شوق میں — کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
بلبلیں سب سوبسو — لیتی تھیں ہر اک گل کی بو
کرتی تھیں باہم گفتگو — حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
چڑیوں کے سن کر چہچہے — آدم بھلا کیوں چپ رہے
لازم ہے اس کو یوں کہے — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

☆☆☆☆☆

حضرت چلے معراج کو — بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
اندھیرا تھا اجالا ہوا — کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
اخلاق ان کے سب بھلے — حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
پڑھو ان پر درود — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

مگر حضور ﷺ نے فرمایا معراج کی رات اللہ نے مجھے تین چیزیں عطاء فرمائیں۔

۱۔ پانچ نمازیں۔ ۲۔ سورۃ بقرہ کی آخری آیات۔ ۳۔ اپنی امت کے لئے شفاعت۔ مگر شفاعت اس کے لئے ہوگی جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔ اس لئے شرک سے بچو اور عقیدہ توحید کو اپناؤ۔

ربط نمبر ۶: ابتداء میں علم کا ذکر ہے کیونکہ وحی کی حقیقت علم ہے یعنی علمِ خداوندی

اور آخر میں عمل کا ذکر ہے۔

ربط نمبر ۷: ابتداء میں ثقل وحی کا ذکر ہے اور آخر میں ثقلِ عمل کا ذکر ہے۔

ربط نمبر ۸: ابتداء میں اول الاعمال ایمان کا ذکر ہے اور آخر میں آخر الاعمال تسبیح و تحمید کا ذکر ہے۔

ربط نمبر ۹: ابتداء میں تصحیح نیت کا ذکر ہے اور آخرت میں اچھی نیت کی وجہ سے عمل کے ثقیل اور وزنی ہونے کا ذکر ہے۔

ربط نمبر ۱۰: امام بخاریؒ نے پہلی حدیث حمیدی کی ذکر کی ہے اور آخری حدیث احمد کی ذکر کی ہے۔ جس سے اشارہ کیا ہے کہ پورا دین حمد وثناء کا مجموعہ ہے کیونکہ دین کو بھیجنے والا اللہ ہے جو محمود ہے اور جس کی طرف دین کو بھیجا گیا وہ محمد اور احمد ہے اور جس امت کیلئے بھیجا گیا وہ حمادون ہے اور جس قرآن میں پورا دین ہے۔ اس کی ابتداء اَلْحَمْدُ سے ہے اور اس دین پر عمل کرنے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس مقام پر شفاعت کریں گے وہ مقام محمود ہے اور آپ کے ہاتھ میں جو جھنڈا ہوگا۔ جس کے نیچے انبیاء علماء اور صلحاء مؤمنین ہوں گے اس کا نام لواء الحمد ہے تو امام بخاریؒ نے اشارہ کیا کہ اگر دنیا و آخرت کی کامیابی چاہتے ہو تو اللہ کی حمد وثناء کرتے رہو یعنی شرک سے بچتے رہو۔ اور محمد کی غلامی کرتے رہو۔ اسی پر کامیابی کی مدار ہے۔

ترجمۃ الباب کی غرض

امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ۔

اس ترجمہ سے امام بخاریؒ کی غرض اہل سنت کے مسلک کو ثابت کرنا اور معتزلہ کی تردید کرنا ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ جہاں قرآن میں وزن اعمال اور میزان کا ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد عدل و انصاف ہے۔ یعنی عادلانہ فیصلہ ہے۔ اس سے مراد وزن حسی و میزان حسی نہیں ہے اہل سنت کے نزدیک جس ترازو سے اعمال کو تولا جائے گا وہ جسمانی و حسی ہوگا۔

دلیل: حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

يُوْضَعُ الْمِيْزَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَوْ وُضِعَ فِيْهِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لَوَسِعَهٗ۔

قیامت کے دن ترازو کھڑا کیا جائے گا جو اتنی فراخ و کشادہ ہوگا کہ اگر تمام آسمان و زمین اس میں رکھے جائیں تو اس میں سما جائیں۔

اس حدیث کو مستدرک حاکم میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔

ترجمۃ الباب کی تشریح

امام بخاریؒ نے دعویٰ ذکر کیا ہے۔ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ

یُوْزَنُ اوراس کی دلیل وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیَامَۃِ ذکر کی ہے۔ قسط موازین کی صفت ہے اگرچہ موازین جمع ہے اور قسط مفرد ہے کیونکہ قسط مصدر ہے اور قاعدہ ہے اَلْمَصْدَرُ لَا یُثَنّٰی وَلَا یُجْمَعُ اور بعض نے کہا کہ مضاف محذوف ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ ذَوَاتَ الْقِسْطِ۔ یعنی تولیں انصاف کے ساتھ ہونگی۔ بعض نے کہا یہ مفعول لہٗ ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ لِاَجَلِ الْقِسْطِ تول ہوگی انصاف قائم کرنے کے لئے اور لِیَوْمِ الْقِیَامَۃِ میں لام اجلیہ ہے لِاَجَلِ حِسَابِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تول ہوگی قیامت کے دن حساب کے لئے بعض نے کہا لام بمعنی فی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے لوگو! قیامت کے دن ہم انصاف کے ساتھ تمہارے اعمال کو تولیں گے۔ قیامت کے دن اعمال کا وزن ہوگا اور جس عمل میں اخلاص زیادہ ہوگا۔ اس کا وزن بھی زیادہ ہوگا اس پر تین واقعات ذکر کرتا ہوں۔

واقعہ نمبر ۱۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص قیامت کے دن آئیگا۔ جس کے ننانوے دفتر برائیوں کے ہوں گے۔ اس کے ترازو کے ایک پلڑے میں وہ ننانوے دفتر رکھے جائیں گے کہے گا یا اللہ میں تو ہلاک ہوگیا تو اللہ فرمائیں گے اخلاص والی تیری ایک پرچی ہمارے پاس ہے کہے گا کہ وہ ایک پرچی ننانوے دفتر کا کیا مقابلہ کرے گی تو دوسرے پلڑے میں وہ پرچی رکھی جائے گی۔ جس میں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہوگا تو ننانوے دفتر والا پلڑا ہلکا ہوجائے گا اور وہ پرچی بھاری ہوجائے گی جس میں اخلاص کے ساتھ اس کا پڑھا ہوا کلمہ طیبہ تھا۔

واقعہ نمبر ۲: ایک روایت میں ہے قیامت کے دن ایک آدمی کو فرشتے جہنم کی

طرف لے جارہے ہوں گے تو سیدنا آدم علیہ السلام فرمائیں گے یا احمد ﷺ آپ نہیں دیکھتے کہ یہ آپ کا امتی ہے جس کو فرشتے جہنم کی طرف لے جارہے ہیں تو حضور ﷺ سربسجود ہوں گے روکر خدا سے مانگیں گے تو اللہ فرمائیں گے لَا تَعْجِلُوْا اے فرشتے جلدی نہ کرو۔ تو حضور ﷺ اپنی جیب سے ایک پرچی نکالیں گے جس میں آپ ﷺ پر اخلاص سے درود پڑھا ہوا ہوگا۔ اس کی برکت کی وجہ سے اللہ فرمائیں گے اس کو جہنم میں نہ لے جاؤ بلکہ جنت میں لے جاؤ۔

واقعہ نمبر ۳۔ امام ابوداؤد بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں جنہوں نے ابوداؤد کتاب حدیث میں لکھی ہے ایک مرتبہ ایک آدمی کشتی میں سوار تھا اور اس کو چھینک آئی تو اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اب حکم ہے کہ اس کے جواب میں دوسرا شخص یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے مگر اسی مجلس میں ہو، یہ نہیں کہ ایک آدمی دور سڑک پر ہے اس کو چھینک آئی وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور یہ دور سے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے مگر اسلاف اعمال صالحہ میں حریص تھے تو آپ نے تین درہم، کرایہ پر کشتی لی اور اس کے پاس جا کر کہا یَرْحَمُکَ اللّٰہ۔ تو غیب سے آواز آئی اے ابوداؤد خوش ہو جا تو نے تین درہم میں جنت کو خرید لیا ہے۔ یہ سب اخلاص کی برکت ہے۔

اب امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ ترجمہ میں ایک لفظ آئے تو اس کی تشریح کرتے ہیں اور اس کے مناسب جو آیات والفاظ ہوں ان کی تفسیر کرتے ہیں تو امام بخاریؒ نے تین آیتوں کی تفسیر ذکر کی ہے۔ اور اس سے ترجمہ والی آیت کی بھی تفسیر ہو جائے گی۔

وَقَالَ مجاھدٌ اَلْقِسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ حضرت مجاہد تابعیؒ کے قول سے۔ قرآن میں آیت ۱۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ کی تفسیر کی ہے کہ رومی

لغت میں قسطاس کا معنی عدل کا ہے تو اس قسط کا معنی بھی عدل وانصاف کا ہے پھر فرمایاو یُقَالُ اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ۔
قرآن میں آیت ۲۔اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ اس کی تفسیر ذکر کی ہے۔یعنی بعض نے کہا کہ یہ قسط مقسط کا مصدر ہے اور مقسط کا معنی عادل کا ہے لہذا قسط کا معنی بھی عدل ہے۔اور پھر فرمایاو اَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ۔القاسط کا معنی ظالم ہے۔
قرآن میں آیت ۳۔وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَباً کی تفسیر ذکر کی ہے کہ قاسط کا معنی ظالم ہے۔یعنی جو ظالم مشرک ہیں قیامت کے دن جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

میزان ایک ہوگا یا زیادہ؟

بعض نے کہا ہے کہ میزان متعدد ہوں گے۔ جتنے انسان ہوں گے اتنے ترازو ہوں گے۔لیکن حافظ ابن حجرؒ نے جمہور کا قول ذکر کیا ہے کہ میزان ایک ہوگا۔نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ میں جمع کا صیغہ تعظیم کی بناء پر ہے یا اعمال کے تعدد کیوجہ سے ہے۔

مَوْزُوْنُ لَهُمْ ...... کن کے اعمال تولے جائیں گے

علامہ قسطلانیؒ نے امام غزالیؒ کا مسلک نقل کیا ہے کہ تین گروہ ایسے ہیں کہ جن کے اعمال نہیں تولے جائیں گے۔
پہلا گروہ: اس میں تین جماعتیں داخل ہیں۔(۱) انبیاء علیہم السلام (۲) مسلمانوں کی غیر بالغ اولاد (۳) مجنونین۔
دوسرا گروہ: جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے بعض محدثین نے ان کی تعداد ذکر کی ہے چار ارب نوے کروڑ وہ مسلمان ہوں گے جن کو اللہ بغیر حساب کے

جنت میں داخل کریں گے۔

تیسرا گروہ: کفار کا ہے کفار بغیر حساب کے جہنم میں داخل کیئے جائیں گے لیکن جمہور کا مسلک جس کو امام بخاریؒ نے بھی ذکر کیا ہے کہ ہر ایک کا عمل تولا جائے گا۔ باقی جنہوں نے کہا ہے کہ کفار کے اعمال نہیں تولے جائیں گے انہوں نے دلیل آیت فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْناً ذکر کی ہے۔ کہ ہم کفار کے لئے وزن قائم نہیں کریں گے۔ تو اس کا جواب جمہور محدثین نے دیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار کے اعمال کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و منزلت نہیں ہوگی۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے اعمال کا وزن نہ ہوگا۔

موزون...... کس کو تولا جائے گا؟

اس میں چار قول ہیں۔

قول نمبر ۱: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اعمال کو مجسم کر کے تولا جائے گا۔

اس کی دلیل بیہقی کی روایت ہے۔

يُؤْتٰى بِالْحَسَنَاتِ بِاَحْسَنِ صُوْرَةٍ وَيُؤْتٰى بِالسَّيِّاٰتِ بِاَقْبَحِ صُوْرَةٍ

نیکیوں کو اچھی صورت اور گناہوں کو بری صورت میں لایا جائے گا۔

قول نمبر ۲: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خود نامہ اعمال و دفاتر کو تولا جائے گا۔

اس کی دلیل ترمذی کی روایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ہے۔

گناہوں کے ننانوے دفتر ایک پلڑے میں ہوں گے اور کلمہ والی ایک پرچی دوسرے پلڑے میں ہوگی تو ننانوے دفتر ہلکے اور پرچی بھاری ہو جائے گی۔

قول نمبر ۳۔ جمہورؒ کا قول ہے کہ خود اعمال کو تولا جائے گا۔ اس کی دلیل ابوداؤد اور ترمذی

کی روایت ہے جو حضرت ابوالدرداءؓ سے ہے اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِیْ مِیزَانِ المؤمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ خُلُقٌ حَسَنٌ
یعنی میزان میں اخلاق حسنہ سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں تولا جائے گا۔

اب تو جدید سائنس کی تحقیق سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہو گیا ہے کہ تھرمامیٹر کے ذریعہ حرارت و برودت سردی و گرمی کو معلوم کیا جاتا ہے تو جب انسان اعراض کے تولنے پر قادر ہے تو رحمٰن اعمال کے تولنے پر کیوں قادر نہیں۔

قول نمبر۴۔ بعض محققین نے کہا کہ تینوں طریقوں سے تولا جائے گا تا کہ انسان کو اطمینان ہو جائے۔

وازن......تولنے والا کون ہوگا؟

اس میں پانچ قول ہیں۔

قول نمبر۱۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وازن ہوگا۔ اس کی دلیل وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ کی آیت ہے۔

قول نمبر۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ملک الموت تولنے والا ہوگا۔

قول نمبر۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت آدم وازن ہونگے۔

قول نمبر۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت جرائیل امین تولنے والے ہونگے۔

قول نمبر۵۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ چاروں قول درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ تولنے کا حکم کرنے والے ہیں۔ اس لئے بحیثیت حکم کرنے کے اس کی طرف نسبت ہے اور ملک الموت انسانوں کو دنیا سے آخرت کی طرف چالان کرنے والا ہے۔ تو اس لئے

عدالت الٰہیہ میں چالان کرنے والے کا ہونا ضروری ہے اور اس کا بیان بھی ضروری ہے اس لئے اس کی طرف بھی نسبت درست ہے۔ اور جبرائیلؑ اللہ کا قانون پہنچانے والے ہیں اس لئے قانون کی پابندی یا قانون شکنی کے مقدمہ میں اس کی موجودگی بھی ضروری ہے اس کی طرف بھی نسبت درست ہے اور حضرت آدمؑ کی اولاد کا مقدمہ ہے۔ اس لئے بوجہ سرپرست ہونے کے ان کا ہونا بھی ضروری ہے اس لئے ان کی طرف بھی نسبت درست ہے۔

مقام وزن......اعمال کس جگہ تولے جائیں گے۔

حکیم ترمذیؒ نے نوادر الاصول میں روایت ذکر کی ہے کہ میزان اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی۔ عرش کے دائیں طرف حسنات اور نیکیوں کا پلہ ہوگا جنت کے بالمقابل اور عرش کے بائیں طرف برائیوں اور گناہوں کا پلہ ہوگا جہنم کے بالمقابل۔

حکمت وزن اعمال

حکمت نمبر۱۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس کو ذرہ ذرہ کا علم ہے لیکن وزن اعمال اس لئے ہوگا تا کہ نفسیاتی طور پر انسان مطمئن ہو جائے۔ کبھی انسان بھول جاتا ہے تو اس نامۂ اعمال کے دکھانے سے اگر بھول گیا تو اس کو یاد کر لے گا۔ جو کچھ میں نے کیا وہ سب اس دفتر میں موجود ہے۔

حکمت نمبر۲۔ اللہ کی طرف سے جو نیک اعمال پر جزاء اور برے اعمال پر سزا کا ظہور ہوگا۔ تو اس سے اللہ کا عدل ظاہر ہوگا کہ اللہ نے کسی کے ساتھ بے انصافی نہیں کی۔

کیفیت وزن اعمال

اعمال کے تولنے کی کیفیت کیا ہوگی یعنی نیکی اور بدی کے پلڑے کو ہلکا اور بھاری ہونے کو کیسے معلوم کریں گے۔اس میں تین قول ہیں۔

قول نمبر ۱: جمہور کے نزدیک جیسے دنیا میں دستور ہے آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا کہ جو پلڑا نیچے جھکے گا وہ بھاری ہوگا اور جو پلڑا اوپر چڑھے گا وہ ہلکا ہوگا۔

قول نمبر ۲۔ علامہ بدرالدین زرکشیؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ کا ہے کہ آخرت کا دستور دنیا کے برعکس ہوگا کہ جو پلڑا اوپر چڑھے گا وہ بھاری ہوگا اور جو نیچے جھکے گا وہ ہلکا ہوگا۔ کیونکہ نیکیوں کا مرکز جنت ہے وہ اوپر ہے اور برائیوں کا مرکز جہنم ہے جو نیچے ہے۔

قول نمبر ۳۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اگر حسنات کے پلہ سے نورانی ستون نکلے تو نیکی کا پلہ بھاری ہوگا اور اگر سیئات کے پلہ سے ظلمانی ستون نکلے تو برائی کا پلہ بھاری ہوگا۔

باب کی پہلے باب سے مناسبت

پہلے باب میں فاسق ومنافق کی قرأت وتلاوت واصوات کا ذکر ہے یعنی اعمال کا ذکر ہوا تو اس باب میں وزن اعمال کا ذکر ہے کہ اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو۔ کیونکہ اگر منافق وغیرہ کی طرح غیر اخلاص والی تلاوت واعمال ہوں گے تو اللہ کے نزدیک اس کا کوئی مرتبہ نہیں ہوگا۔ اخلاص سے اعمال میں وزن پیدا ہوتا ہے۔

حدیث کی باب سے مناسبت

باب میں وزن اعمال کا ذکر ہے اور حدیث میں ثَقِیۡلَتَانِ فِی الۡمِیۡزَانِ کا ذکر ہے

کہ ان کلمات کا وزن ہوگا اور یہ کلمات ترازو میں بھاری ہوں گے۔

حدیث کی سند پر بحث

حدیث کی سند کی تشریح شروح میں ہے۔ البتہ ایک نکتہ ذکر کرتا ہوں۔

بخاری نے پہلی حدیث حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِی ذکر کی اور آخری حدیث حَدَّثَنا الْاَشْکَابِ سے ذکر کی۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ حمیدی راوی مکی ہے۔ وحی کی ابتداء و آغاز مکہ سے ہوا۔ اس لئے بخاری نے پہلی حدیث مکی راوی کی ذکر کی ہے اور فتح الباری میں ہے کہ امام بخاریؒ کہتے ہیں۔

آخَرَ مَالَقِيْتُهُ فِیْ مِصْرَ اَحْمَدُ بْنِ اَشْكَابِ۔

مصر میں جس سے میری آخری ملاقات ہوئی وہ احمد بن اشکاب ہیں۔

اس لئے امام بخاریؒ نے اس کی حدیث کو آخر میں ذکر کیا ہے۔

فائدہ: فائدہ کے طور پر معلوم کریں کہ ہم سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک حدیث کی سند کے تین حصے ہیں۔

پہلا حصہ۔ ہم سے لے کر حضرت شاہ ولی اللہؒ تک

دوسرا حصہ۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ سے لے کر امام بخاریؒ تک۔

تیسرا حصہ۔ امام بخاریؒ سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک

جس طرح تاگہ میں اتصال ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک سند میں بھی اتصال ہے۔

ہم نے بخاری حضرت درخواستیؒ سے پڑھی، انہوں نے دین پور میں مولانا غلام صدیق حاجی پوریؒ سے انہوں نے دارالعلوم دیوبند میں حضرت انور شاہ کشمیریؒ

سے‘انہوں نے شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سے‘ انہوں نے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے‘ انہوں نے شاہ عبدالغنیؒ سے‘انہوں نے شاہ محمد اسحٰقؒ سے‘انہوں نے شاہ عبدالعزیزؒ سے‘انہوں نے شاہ ولی اللہؒ سے‘انہوں نے شیخ ابوطاہر کردیؒ سے‘انہوں نے شیخ ابراہیم کردیؒ سے‘انہوں نے شیخ احمد قشاشیؒ سے‘انہوں نے شیخ احمد بن عبدالقدوس شناویؒ سے‘انہوں نے شمس الدینؒ محمد رملی سے‘انہوں نے شیخ احمد زکریا انصاریؒ سے‘ انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے‘انہوں نے ابراہیم بن احمد تنوخیؒ سے‘انہوں نے ابو العباس احمد نجارؒ سے‘ انہوں نے شیخ سراج حسین زبیدیؒ سے‘ انہوں نے شیخ عبدالاول ہرویؒ سے‘انہوں نے شیخ ابواحسن عبدالرحمٰن داؤدیؒ سے‘انہوں نے شیخ ابو محمد عبداللہ سرخسیؒ سے‘ انہوں نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن یوسف فربریؒ سے‘انہوں نے امیر المؤمنین فی الحدیث ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ سے اور پھر امام بخاریؒ کی سند کتاب میں ہے جیسا کہ آج آخری حدیث پڑھی گئی ہے کہ امام بخاریؒ نے احمد بن اشکابؒ سے حدیث پڑھی اور انہوں نے محمد بن فضیلؒ سے اور انہوں نے عمارہ بن قعقاعؒ سے‘اور انہوں نے ابوزرعہؒ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے‘اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث پڑھی۔اس طرح یہ دین سند کے ساتھ ہم تک محفوظ ہو کر آیا ہے۔

حدیث کی تشریح

اب تم سب اس حدیث کو پڑھ لو تا کہ تمہارا نام بھی طلبہ حدیث کی جماعت میں لکھا جائے۔
کَلِمَتَانِ کلمہ کا معنی کلام ہے۔یعنی دو کلامیں ہیں پھر کشش ہوئی کہ کیسی کلامیں ہیں فرمایا حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ جو اللہ کو محبوب اور پسند ہیں۔کسی کو ہدیہ پیش کرو جو

اس کا پسندیدہ ہو تو اس کی توجہ حاصل ہو جائیگی۔ کہ پسندیدہ تحفہ لایا ہے۔تو اللہ کا پسندیدہ تحفہ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ہے۔غریب پڑھے امیر پڑھے، عالم پڑھے، جاہل پڑھے، اعلیٰ پڑھے، ادنیٰ پڑھے، جب پڑھو گے تو اللہ کی ذات متوجہ ہو جائے گی اس کے انوارات وتجلیات وتوجہات کا پڑھنے والا مرکز بن جائے گا۔

پھر شبہ ہوا کہ جو کلام اللہ کو پسند ہے وہ زبان پر مشکل ہوگی فرمایا خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ وہ کلمے ایسے ہیں کہ ان کا زبان پر پڑھنا آسان ہے۔

پھر شبہ ہوا جب زبان پر ہلکے ہیں تو ان کا ثواب کم ہوگا۔تو فرمایا۔ثَقِیْلَتَانِ فِي الْمِیْزَانِ کہ ترازو میں بھاری ہیں۔اور ثواب ان کا بہت زیادہ ہے۔

اب شوق ہوا کہ وہ دو کلمے کون سے ہیں فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ یہ کلمات ہیں چلتے پھرتے پڑھتے رہو اللہ کا قرب حاصل ہوگا اور گناہوں کی بخشش ہوگی۔کیونکہ تسبیح والا کلمہ معمولی نہیں۔

دوسری روایت میں ہے اَحَبُّ الْکَلَامِ اِلَی اللّٰہِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہ چار کلمے اللہ کو بڑے پسند ہیں۔

(۱) سُبْحٰنَ اللّٰہِ (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (۳) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (۴) اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اور تیسری حدیث میں ہے کہ جو سُبْحٰنَ اللّٰہِ پڑھے گا اس کے لئے جنت میں درخت لگا دیا جائے گا۔

اور چوتھی حدیث میں ہے کہ سُبْحٰنَ اللّٰہِ تَمْلَاءُ نِصْفَ الْمِیْزَانِ یعنی سُبْحٰنَ اللّٰہِ پڑھنے سے ترازو کا نصف حصہ ثواب سے بھر جائے گا۔وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاءُ الْمِیْزَانُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سے پورا ترازو ثواب سے بھر جائے گا۔اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے پڑھنے کے ساتھ انسان اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے اَلْجَنَّۃُ قِیْعَانٌ کہ جنت چٹیل میدان ہے اور اس کے درخت یہ کلمات ہیں۔ یعنی ان کو پڑھو گے تو جنت میں درخت لگیں گے وہ کلمات یہ ہیں۔

سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اور ایک عجیب روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن قبر سے اُٹھے گا تو یہ پانچ کلمے اس کے محافظ بن جائیں گے۔ سُبْحٰنَ اللّٰہِ دائیں طرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بائیں طرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سامنے ہوگا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اوپر ہوگا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پیچھے ہوگا۔ یہ پانچوں کلمے محافظ بن کر اس کو جنت تک پہنچائیں گے۔

علماء، طلباء اور احباب سے کہتا ہوں کہ کامیابی اللہ کے ذکر میں ہے۔ اس لئے کثرت سے اللہ کا نام لیتے رہو۔ سُبْحٰنَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھتے رہو۔ ہمارے شیخ حضرت درخواستیؒ فرماتے تھے۔ چلتے پھرتے اَللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھا کرو اس سے اللہ کی ذات کا نقشہ سامنے آئے گا۔ اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔ اللہ کی طرف توجہ ہوگی۔

جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ۔ تمہارا دینی ادارہ ہے۔ بزرگوں کی دعاؤں اور توجہات کا ثمرہ ہے۔ رجب کا مہینہ ہے اس میں تقریب ختم بخاری ہو رہی ہے۔ تو اس سے نیک تفاؤل نکالتے ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کو اسی مہینہ میں معراج نصیب ہوا تو اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو بھی عروج و ترقی نصیب فرمائینگے۔ (آمین)

اس ادارہ میں دورۂ تفسیر اور دورۂ حدیث ہوتا ہے۔ بحمد اللہ دونوں سلسلے کامیاب ہیں اور ہمارے شیخ حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب بہلوی دامت برکاتہم نے چاروں سلاسل میں اجازت و خلافت دے کر حکم فرمایا کہ جس طرح قرآن و حدیث کی خدمت کرتے ہو اسی طرح سلوک کا سلسلہ بھی جاری کرو تو اس لئے ہر ماہ کی پہلی

جمعرات مجلس ذکر ہوتی ہے۔ احباب دور دراز سے تشریف لاتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں شریعت وطریقت دونوں کی خدمت کی توفیق عطاء فرمادے (آمین) ہم نے اپنے مرشد کے حکم کے مطابق ذکر واذکار کی تعلیم کا کام بھی شروع کردیا ہے اللہ رب العزت اس دینی محنت کو مقبول ومنظور فرمائیں!

یا اللہ! جو طلباء فارغ ہو چکے ہیں۔ ان کو قرآن وحدیث کی اشاعت کی توفیق عطاء فرما، تمام طلبہ کے علم وعمل میں برکت عطاء فرما۔

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

خطبہ
حجۃ الوداع

خطبہ حجۃ الوداع

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ دِمَائَکُمْ وَاَموَالَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا اَلَا کُلُّ شَیْیءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ تَحْتَ قَدَمَیَّ مَوْضُوْعٌ وَدِمَاءُ الْجَاھِلِیَّۃِ مَوْضُوْعَۃٌ وَاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ اِبْنِ رَبِیْعَۃَ بْنِ الْحَارِثِ وَکَانَ مُسْتَرْضَعًا فِیْ بَنِیْ سَعْدٍ فَقَتَلَہٗ ھُذَیْل وَرِبَا الْجَاھِلِیَّۃِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّہٗ مَوْضُوْعٌ کُلُّہٗ فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَاءِ فَاِنَّکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانِ اللّٰہِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَھُنَّ بِکَلِمَۃِ اللّٰہِ وَلَکُمْ عَلَیْھِنَّ اَنْ لَّا یُوْطِیْنَ فُرُشَکُمْ اَحَدًا تَکْرَھُوْنَہٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِکَ فَاضْرِبُوْھُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ وَلَھُنَّ عَلَیْکُمْ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَالَنْ تَضِلُّوْ بَعْدَہٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ کِتَابَ اللّٰہِ وَاَنْتُمْ تُسْئَالُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّیْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِاَصْبِعِہِ السَّبَابَۃِ یَرْفَعُھَا اِلَی السَّمَاءِ وَیَنْکُتُھَا اِلَی النَّاسِ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ۔اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ

خطبہ
جمعة المبارک

پہلا خطبہ
جمعۃ المبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِنُوْرِ الْاِیْمَانِ وَشَرَحَ صُدُوْرَ الصَّادِقِیْنَ بِالتَّوْحِیْدِ وَالْاِیْقَانِ○ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ کُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ۔

یَا اَهْلَ الْغَفْلَةِ وَالْبِطَالَةِ وَالْغُرُوْرِ
وَیَا اَهْلَ الْجَاهِ وَالْمَالِ وَالسُّرُوْرِ
اِعْلَمُوْا اَنَّ الدُّنْیَا دَارُ الْفَنَاءِ وَالْغُرُوْرِ
وَالْاٰخِرَةَ دَارُ الْبَقَاءِ وَالسُّرُوْرِ
فَاذْکُرُوْا فَضِیْحَةَ الْقِیَامَةِ وَالصِّرَاطِ وَالنُّشُوْرِ

اَلَا اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ

فَلَا یَغُرَّنَّکُمُ الْحَیَاۃُ الدُّنْیَا وَ لَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ۔

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَۃً بَلِیْغَۃً ذَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَاَنَّ ھٰذِہٖ مَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبْشِیًّا فَاِنَّہٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ

قَدِّمْ لِنَفْسِکَ مَا اسْتَطَعْتَ مِنَ التُّقٰی اِنَّ الْمَنِیَّۃَ نَازِلٌ بِکَ یَافَتٰی
اَصْبَحْتَ ذَا فَرَحٍ کَاَنَّکَ لَا تَرٰی اَحْبَابَ قَلْبِکَ فِی الْمَقَابِرِ وَالْبِلٰی

اِنَّ اَحْسَنَ الْکَلَامِ وَاَبْلَغَ النِّظَامِ کَلَامُ اللّٰہِ مَلِکِ الْعَزِیْزِ الْعَلَّامِ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ

اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَّادٌ غَنِیٌّ قَدِیْمٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ۝

دوسرا خطبہ

جمعۃ المبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى وَصَامَ وَبِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلِّ كَذٰلِكَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰٓى اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَآءِ وَاَفْضَلِ الصَّحَابَةِ بِالتَّحْقِيْقِ خَلِيْفَةِ النَّبِيِّ بِلَا فَصْلٍ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِ نِالصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلَى النَّاطِقِ

بِالصَّوَابِ الَّذِیْ کَانَ رَأْیُہٗ مُوَافِقًا لِلْوَحْیِ وَالْکِتَابِ وَمُزَیِّنَ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عُمَرَبْنِ الْخَطَابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ الشَّهِیْدِ عَلَی الْقُرْاٰنِ صَاحِبِ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ مُظْهِرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عَلِیِّ ؓ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلٰی جَمِیْعِ بَنَاتِ النَّبِیِّ ﷺ اَلسَّیِّدَۃِ رُقَیَّۃَ وَالسَّیِّدَۃِ زَیْنَبَ وَالسَّیِّدَۃِ اُمِّ کُلْثُوْمٍ وَسَیِّدَۃِ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّۃِ فَاطِمَۃَ الزَّهْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُنَّ وَعَلَی الْاِمَامَیْنِ الْهُمَامَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّهِیْدَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا وَعَلٰی عَمَّیْہِ الْمُطَهَّرَیْنِ مِنَ الْاَدْنَاسِ الْمُکَرَّمَیْنِ عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ النَّاسِ اَبِیْ عُمَارَۃَ الْحَمْزَۃِ وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رضی اللہ عَنهُمَا وَ عَلَی السِّتَّۃِ الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ وَعَلٰی جَمِیْعِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ وَسَآئِرِ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا

مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

تَعَادَلُوْا عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

اُذْكُرُوا اللّٰهَ الْعَلِيَّ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔

خطبہ عید الفطر

پہلا خطبہ

عید الفطر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَاَرْسَلَ لِھِدَایَۃِ الْاِنْسَانِ النَّبِیَّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَاَنْزَلَ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ ﷺ اَلْقُرْاٰنَ ○
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ
وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ شَھَادَۃً بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ شَھَادَۃً تُدْخِلُنَا الْجِنَانَ ○
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ
وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْقَمَرَانُ:
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

اَمَّابَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَاسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاھِیْمَ

وَمُوْسٰی اِعْلَمُوْا یَاعِبَادَ اللّٰہِ اِنَّ یَوْمَکُمْ ھٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَھٰذَا عِیْدُنَا فَزَیِّنُوْکُمْ بِالتَّقْوٰی فَاِنَّمَا الْعِیْدُ لَیْسَ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْدَ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَا ھٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْھِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ بِھِمَا خَیْرًا مِنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ عَنْ جَابِرِؓ ابْنِ سَمُرَۃَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَۃٍ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ یُصَلُّوْنَ الْعِیْدَیْنِ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلّٰی یَوْمَ الْفِطْرِ رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُصَلِّ قَبْلَھُمَا وَلَا بَعْدَھُمَا

عَنِ الْبَرَآءِؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نُوْوِلَ یَوْمَ الْعِیْدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَیْہِ۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَایَغْدُوْا یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَاْکُلَ تَمَرَاتٍ وَیَاْکُلُھُنَّ وِتْرًا ۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلَا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ اَوْ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِیْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلَائِكَتَهٗ فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِیْ مَا جَزَاءُ اَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَائُهٗ اَنْ يُوَفّٰى اَجْرُهٗ قَالَ مَلَائِكَتِیْ عَبِيْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِيْضَتِیْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ اِلَى الدُّعَاءِ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَكَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِیْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ بِسِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ فَكَاَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلَكُمْ وَلِسَآئِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ غَنِیٌّ قَدِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ۝

دوسرا خطبہ عید الفطر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی وَصَامَ وَبِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلِّ کَذٰلِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ
خُصُوْصًا عَلٰی اَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ وَاَفْضَلِ الصَّحَابَۃِ
بِالتَّحْقِیْقِ خَلِیْفَۃِ النَّبِیِّ بِلَا فَصْلٍ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِیْ بَکْرِ
نِالصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلَی النَّاطِقِ بِالصَّوَابِ الَّذِیْ کَانَ رَأْ
یُہُ مُوَافِقًا لِلْوَحْیِ وَالْکِتَابِ وَمُزَیِّنُ الْمِنْبَرِ وَالْمِحْرَابِ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلٰی جَامِعِ
الْقُرْاٰنِ الشَّھِیْدِ عَلَی الْقُرْاٰنِ صَاحِبِ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ اَمِیْرِ
الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلٰی اَسَدِ
اللّٰہِ الْغَالِبِ مُظْھِرِ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا
عَلِیٍّ ؓ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلٰی جَمِیْعِ بَنَاتِ
النَّبِیِّ ﷺ اَلسَّیِّدَۃِ رُقَیَّۃَ وَالسَّیِّدَۃِ زَیْنَبَ وَالسَّیِّدَۃِ اُمِّ کَلْثُوْمٍ
وَسَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ وَعَلَی
الْاِمَامَیْنِ الْھُمَامَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ
وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا وَعَلٰی عَمَّیْہِ
الْمُطَھَّرَیْنِ مِنَ الْاَدْنَاسِ الْمُکَرَّمِیْنِ عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ النَّاسِ اَبِیْ
عُمَارَۃَ الْحَمْزَۃِ وَاَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رضی اللہ عَنْھُمَا وَعَلَی
السِّتَّۃِ الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ وَعَلٰی جَمِیْعِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ
وَسَآئِرِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ وَعَلٰی مَنْ

تَبِعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُم

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

تَعَادَلُوْا عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اُذْكُرُوا اللّٰهَ الْعَلِىَّ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔

خطبہ
عید الاضحیٰ

پہلا خطبہ عید الاضحیٰ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَاَرْسَلَ لِھِدَایَۃِ الْاِنْسَانِ النَّبِیَّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَاَنْزَلَ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ ﷺ اَلْقُرْاٰنَ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ شَھَادَۃً بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ شَھَادَۃً تُدْخِلُنَا الْجِنَانَ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْقَمَرَانُ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

إِنَّا أَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝ إِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْأَبْتَرُ ۝ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآ ئُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰاکُمْ وَبَشِّرِ

الْمُحْسِنِيْنَ ○رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اِعْلَمُوْا يَا عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا فَزَيِّنُوْكُمْ بِالتَّقْوٰى فَاِنَّمَا الْعِيْدُ لَيْسَ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِيْدَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِيْدَ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا

مِنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رض قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَبُوْ بَكْرٍ رض وَعُمَرُ رض يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

عَنِ الْبَرَاءِ رض اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نُوْوِلَ يَوْمَ الْعِيْدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ

عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رض قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدِ

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَامِنْ اَيَّامِ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرَةِ

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَامِنْ اَيَّامِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَلَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشْرِ ذِى الْحَجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

عَنْ عَلِيٍّ رض قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ نَّسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّىَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءٍ وَلَا خَرْقَاءٍ۔

عَنْ بُرَيْدَةَ رض قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّىَ

اَقُوْلُ قَوْلِىْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِىْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ غَنِىٌّ قَدِيْمٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ ○

دوسرا خطبہ عید الاضحیٰ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

اَمَّا بَعْدُ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی وَصَامَ وَبِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلِّ کَذٰلِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ
خُصُوۡصًا عَلٰی اَفۡضَلِ الۡبَشَرِ بَعۡدَ الۡاَنۡبِیَآءِ وَاَفۡضَلِ الصَّحَابَۃِ
بِالتَّحۡقِیۡقِ خَلِیۡفَۃِ النَّبِیِّ بِلَا فَصۡلٍ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَیِّدِنَا اَبِیۡ بَکۡرِ
نِالصِّدِّیۡقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ وَعَلَی النَّاطِقِ بِالصَّوَابِ الَّذِیۡ کَانَ رَأۡ
یُہٗ مُوَافِقًا لِلۡوَحۡیِ وَالۡکِتَابِ وَمُزَیِّنُ الۡمِنۡبَرِ وَالۡمِحۡرَابِ اَمِیۡرِ
الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَیِّدِنَا عُمَرَبۡنِ الۡخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ وَعَلٰی جَامِعِ
الۡقُرۡاٰنِ الشَّہِیۡدِ عَلَی الۡقُرۡاٰنِ صَاحِبِ الۡحَیَاءِ وَالۡاِیۡمَانِ اَمِیۡرِ
الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَیِّدِنَا عُثۡمَانَ بۡنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ وَعَلٰی اَسَدِ
اللّٰہِ الۡغَالِبِ مُظۡہِرِ الۡعَجَائِبِ وَالۡغَرَائِبِ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَیِّدِنَا
عَلِیِّ ابۡنِ اَبِیۡ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ وَعَلٰی جَمِیۡعِ بَنَاتِ
النَّبِیِّ ﷺ اَلسَّیِّدَۃِ رُقَیَّۃَ وَالسَّیِّدَۃِ زَیۡنَبَ وَالسَّیِّدَۃِ اُمِّ کَلۡثُوۡمٍ
وَسَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَہۡلِ الۡجَنَّۃِ فَاطِمَۃَ الزَّہۡرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُنَّ وَعَلَی
الۡاِمَامَیۡنِ الۡہُمَامَیۡنِ السَّعِیۡدَیۡنِ الشَّہِیۡدَیۡنِ اَبِیۡ مُحَمَّدِ نِ الۡحَسَنِ
وَاَبِیۡ عَبۡدِ اللّٰہِ الۡحُسَیۡنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا وَعَلٰی عَمَّیۡہِ
الۡمُطَہَّرَیۡنِ مِنَ الۡاَدۡنَاسِ الۡمُکَرَّمَیۡنِ عِنۡدَ اللّٰہِ وَعِنۡدَ النَّاسِ اَبِیۡ
عُمَارَۃَ الۡحَمۡزَۃِ وَاَبِی الۡفَضۡلِ الۡعَبَّاسِ رضی اللّٰہُ عَنۡہُمَا وَعَلَی
السِّتَّۃِ الۡبَاقِیَۃِ مِنَ الۡعَشَرَۃِ الۡمُبَشَّرَۃِ وَعَلٰی جَمِیۡعِ اَزۡوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ
وَسَآئِرِ الۡمُہَاجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ رِضۡوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ وَعَلٰی مَنۡ

تَبِعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

تَعَادَلُوْا عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اُذْكُرُوا اللّٰهَ الْعَلِيَّ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ

خطبہ نکاح

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدِنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا O يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ O

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَآءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

فَعَلَيۡهِ بِالصَّوۡمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ

عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ تُنۡكَحُ الۡمَرۡاَةُ لِاَرۡبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيۡنِهَا فَاظۡفَرۡ بِذَاتِ الدِّيۡنِ تَرِبَتۡ يَدَاكَ۔

عَنۡ اَبِیۡ اَيُّوۡبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اَرۡبَعٌ مِنۡ سُنَنِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ اَلۡحَيَآءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ۔

عَنۡ مَعۡقَلِ بۡنِ يَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجُوا الۡوَدُوۡدَ اَلۡوَلُوۡدَ فَاِنِّیۡ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الۡاُمَمَ

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ ابۡنِ عَمۡرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّنۡيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيۡرُ مَتَاعِ الدُّنۡيَا اَلۡمَرۡءَةُ الصَّالِحَةُ۔

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ ابۡنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمۡ اِلَی الۡوَلِيۡمَةِ فَلۡيَاۡتِهَا

اَقُوۡلُ قَوۡلِیۡ هٰذَا وَاَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهَ لِیۡ وَلَكُمۡ وَلِسَائِرِ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمۡ بِالۡاٰيَاتِ وَالذِّكۡرِ الۡحَكِيۡمِ۔

سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِيۡنَ ○ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○

خطبہ کے بعد ایجاب وقبول کرائیں اور اسکے بعد یہ دعا کریں۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيۡكُمَا وَجَمَعَ بَيۡنَكُمَا بِخَيۡرٍ

وَاَخْرَجَ مِنْكُمَا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا مَحْفُوظًا مِنْ كُلِّ ضَرٍّ
اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا اٰدَمَ وَسَيِّدَتِنَا حَوَّآءَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَاَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَام وَسَيِّدَتِنَا سَارَةَ وَهَاجِرَةَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَاَلِّفْ بَيْنَهُمَا كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَسَيِّدَتِنَا خَدِيْجَةَ وَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ هٰذِهِ الْمَجْلِسِ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

دُعاء اصحاب ثلاثہ

حافظ القرآن والحدیث
حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ
بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ
امین وناشر علوم درخواستی

دُعاء

شیخ الاسلام والمسلمین امام المحدثین

حافظ القرآن والحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نوّر اللہ مرقدہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ○

بِسۡمِ اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا یَصۡرِفُ السُّوۡءَ اِلَّا اللّٰہُ۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا یَسُوۡقُ الۡخَیۡرَ اِلَّا اللّٰہِ۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ مَاکَانَ مِنۡ نِعۡمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ۔ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ الۡحَلِیۡمُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِیۡنَ۔ رَبَّنَا لَاتُؤٰخِذۡنَا اِنۡ نَّسِیۡنَا اَوۡاَخۡطَأۡنَا رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَا اِصۡرًاکَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَالَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡلَنَا وَارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکَافِرِیۡنَ○اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیۡنَا بِھَا مِنۡ جَمِیۡعِ الۡاَھۡوَالِ وَالۡاٰفَاتِ وَتَقۡضِیۡ لَنَا بِھَا مِنۡ جَمِیۡعِ الۡحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنۡ جَمِیۡعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرۡفَعُنَا بِھَا عِنۡدَکَ اَعۡلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقۡصَی الۡغَایَاتِ مِنۡ جَمِیۡعِ الۡخَیۡرَاتِ فِی الۡحَیٰوۃِ وَبَعۡدَ الۡمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ○

اَللّٰھُمَّ مُصَرِّفَ الۡقُلُوۡبِ صَرِّفۡ قُلُوۡبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ

اَللّٰھُمَّ اَحۡسِنۡ عَاقِبَتِنَا فِی الۡاُمُوۡرِ کُلِّھَا وَاَجِرۡنَا مِنۡ خِزۡیِ الدُّنۡیَا وَعَذَابِ الۡاٰخِرَۃِ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسۡئَلُکَ مُوۡجِبَاتِ رَحۡمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغۡفِرَتِکَ

وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ عَنْ كُلِّ اِثْمٍ۔

اَللّٰهُمَّ لَاتَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَاحَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَاقَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

اَللّٰهُ حَاضِرُنَا اَللّٰهُ نَاظِرُنَا اَللّٰهُ نَاصِرُنَا اَللّٰهُ مَعَنَا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنَا اِلٰى حُبِّكَ۔

سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانَا۔ سُبْحَانَ مَنْ يَّسْمَعُ كَلَامَنَا۔ سُبْحَانَ مَنْ يَّذْكُرُنَا وَلَا يَنْسَانَا۔

یااللہ......! ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔

یااللہ......! ہماری حفاظت فرما۔

یااللہ......! ہمارے ملک پاکستان کی حفاظت فرما۔

یااللہ......! ہمارے مدارس اور مساجد کی حفاظت فرما۔

یااللہ......! ہمارے گھروں کی حفاظت فرما۔

یا اللہ......!مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ کی بار بار زیارت نصیب فرما۔

یا اللہ......!نظامِ اسلام کیلئے تمام جماعتوں کومل کر کام کرنے کی توفیق نصیب فرما

یا اللہ......!جمعیت علماء اسلام کی نفاذ اسلام کیلئے کوششوں کو مقبول ومنظور فرما

یا اللہ......!تمام علماء کرام کو مل کر اتفاق واتحاد کیساتھ دین کا کام کرنے کی توفیق نصیب فرما۔

یا اللہ......!شان والے نبیؐ کے روضہ اطہر کی زیارت نصیب فرما۔

یا اللہ......! گنبد خضرا کی حاضری نصیب فرما۔

یا اللہ......!شان والے نبیؐ کی سفارش نصیب فرما۔

یا اللہ......!شان والے نبیؐ کے جھنڈے کے نیچے جگہ نصیب فرما۔

یا اللہ......!شان والے نبیؐ کے حوضِ کوثر کا پانی نصیب فرما۔

یا اللہ......!مرزائیوں، قادیانیوں کو ملک پاکستان سے نکالنے کی طاقت عطا فرما۔

یا اللہ......!بلوچستان میں کوہ مراد پر واقع بے دین لوگوں کے بنائے ہوئے کعبہ کو ختم کرنے کی طاقت عطاء فرما۔

یا اللہ......! قرآن وحدیث کی خدمت اور اشاعت کا ذوق نصیب فرما۔

یا اللہ......!مدارس اور مساجد کو دن دوگنی، رات چوگنی ترقی نصیب فرما۔

یا اللہ......!عالم اسلام کی حفاظت فرما۔

یا اللہ......!ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔

یا اللہ......!اپنی رضا نصیب فرما۔

یا اللہ......!دینی کاموں میں ہمت اور استقامت نصیب فرما۔

یااللہ......! جب تک زندہ رہیں تیری کتاب وردِ زبان ہواور حدیثِ خاتم الانبیاء حرزِ جان ہو۔

دنیا سے رخصت ہوں تو خاتمہ ایمان پر ہواور زبان پر جاری ہوکلمہ۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

وصلى الله تعالى عَلى خير خلقه محمد

وآله وصحبه اجمعين-

برحمتک یا ارحم الراحمين-

دُعاء

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رح کے علمی جانشین

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن درخواستی** صاحب نوراللہ مرقدہٗ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

یااللہ! ہمیں دنیااور آخرت کی بھلائی عطاء فرمااور جہنم کے عذاب سے بچا۔

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ

یااللہ تمام کاموں میں ہمارے لئے انجام بہتر بنااور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ:

یااللہ! ایمان وہدایت عطافرمانے کے بعد ہمارے قلوب کوایمان کی دولت سے محروم نہ کرنااور ہمیں اپنی طرف سے خصوصی رحمت عطافرماتو ہی رحمت عطاکرنے والا ہے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْاَخْطَأْنَا

یااللہ! بھول چوک اور خطاء غلطی پر ہماری گرفت نہ فرمانا۔

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْراً کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا

یااللہ! پہلوں کی طرح ہم پر بوجھ نہ ڈالنا

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ

یااللہ! جن امور کی ہم میں طاقت نہیں وہ ہم پر نہ ڈالنا۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ عَنَّا۔

یااللہ! ہماری خطاؤں کومعاف فرما۔

وَاغْفِرْلَنَا وَاغْفِرْلَنَا وَاغْفِرْلَنَا

یا اللہ! ہمارے گناہوں کو بخش دے۔

وَارْحَمْنَا وَارْحَمْنَا وَارْحَمْنَا

یا اللہ ہم پر اپنی رحمت کی بارش برسادے۔

اَنْتَ مَوْلٰنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔

یا اللہ! تو ہمارا متولی اور مالک اور مددگار ہے ہمیں کفار پر اور ان کے حامیوں پر غلبہ عطا فرما اور خصوصی مدد فرما۔

یَا مَنْ یَّرٰی مَا فِی الضَّمِیْرِ وَیَسْمَعُ

یا اللہ! تو باطن کی چیزوں کو دیکھتا اور سنتا ہے۔

اَنْتَ الْمُعِدُّ لِکُلِّ مَا یُتَوَقَّعُ

اور جس چیز کی توقع کی جاتی ہے تو وہ عطا کرتا ہے

یَا مَنْ یُّرْجٰی فِی الشَّدَائِدِ کُلِّھَا

یا اللہ! تمام مصائب میں تجھ سے امید کی جاتی ہے

یَا مَنْ اِلَیْہِ الْمُشْتَکٰی وَالْمَفْزَعُ

یا اللہ! تیری طرف فریاد کی جاتی ہے اور تو جائے پناہ ہے۔

یَا مَنْ خَزَائِنُ فَضْلِہٖ فِیْ قَوْلِ کُنْ

یا اللہ! سب تیرے فضل کے خزانے تیرے قول کن میں ہیں۔

اُمْنُنْ فَاِنَّ الْخَیْرَ عِنْدَکَ اَجْمَعُ

یا اللہ تو ہم پر احسان فرما کیونکہ تمام بھلائیاں تیرے پاس ہیں۔

مَالِیَ سِوٰی فَقْرِیَ اِلَیکَ وَسِیلَۃٌ

یا اللہ! تیری طرف احتیاجی کے بغیر میرے لئے کوئی وسیلہ نہیں۔

فَبِالْاِفْتِقَارِ اِلَیکَ اَیدِیَ اَرْفَعُ

بس تیری طرف احتیاجی کے ساتھ اپنے ہاتھ اٹھاتا ہوں

مَالِیَ سِوٰی قَرْعِیَ لِبَابِکَ حِیلَۃٌ

یا اللہ! تیرے دروازے کے کھٹکھٹانے کے سوا میرے لئے کوئی حیلہ نہیں۔

فَلَئِنْ رُّدِدْتُّ فَاَیَّ بَابٍ اَقْرَعُ

اگر مجھے تیرے دروازے سے رد کر دیا گیا تو پھر کون سا دروازہ ہے جسے کھٹکھٹاؤں گا

اِنْ کَانَ لَا یَرْجُوکَ اِلَّا مُحْسِنٌ

یا اللہ! اگر تجھ سے صرف نیک لوگ رحمت کی امید رکھیں

فَالْمُذْنِبُ الْعَاصِیُ اِلٰی مَنْ یَّرْجِعُ

تو پھر گناہ گار کس کی طرف رجوع کریں۔

حَاشَا لِجُودِکَ اَنْ تُقَنِّطَ عَاصِیاً

یا اللہ! تیری سخاوت سے یہ دور ہے کہ تو گناہ گار کو ناامید کر دے۔

اَلْفَضْلُ اَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ اَوْسَعُ

تیرا فضل بہت زیادہ ہے اور تیری بخشش بہت وسیع ہے۔

ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ

آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر صلوٰۃ ہو

خَیرُ الْاَنَامِ وَمَنْ بِہٖ یُتَشَفَّعُ

جو نبی سب مخلوق سے افضل ہے اور قیامت کے دن جسکے ذریعہ شفاعت حاصل کی جائیگی۔

یَامَن یُّجِیبُ دُعَاءَ الْمُضطَرِّ فِی الظُّلَمِ
یا اللہ! تو اندھیروں میں مجبور کی دعا قبول کرتا ہے۔
وَیَا کَاشِفَ الضُّرِّ مَعَ الْبَلْوٰی وَالسُّقَمِ
یا اللہ! تو مصائب اور بیماری کی تکلیف کھولنے والا ہے
قَدْنَام وَفْدُکَ حَوْلَ الْبَیْتِ وَانْتَبِهُوْا
یا اللہ! لوگ تیرے گھر کے ارد گرد سو کر اٹھتے ہیں
وَعَیْنُ جُوْدِکَ یَا مَوْلَایَ لَمْ تَنَمِ
لیکن تیری بخشش والی آنکھ نہیں سوتی۔
فَهَبْ لِیَ بِجُوْدِکَ فَضْلُ الْعَفْوِ عَنْ ذُلَلِیَ
یا اللہ! تو اپنے کرم سے میری لغزشیں معاف فرمادے۔
یَامَن اِلَیْهِ جَاءَ الْخَلْقِ فِی الْحَرَمِ
یا اللہ! ساری مخلوق حرم میں تیری رحمت کی امیدوار ہے
اِنْ کَانَ عَفْوُکَ لَا یَرْجُوْهُ ذُوْ خَطَاءٍ
یا اللہ! اگر گناہ گار تیری معاف کرنے کی امید نہ رکھے
فَمَنْ یَّجُوْدُ عَلَی الْعَاصِیْنَ بِالنِّعَمِ
تو گناہ گاروں پر انعامات کی بارش کون کرے گا
اِلٰهِیَ عَبْدُکَ الْعَاصِیْ آتَاکَ
یا اللہ! تیرا گناہ گار بندہ تیرے دروازے پر آ گیا ہے
مُقِرًّا بِالذُّنُوْبِ وَقَدْ دَعَاکَ
اور گناہوں کا اقرار کر کے تجھ سے مانگ رہا ہے

فَاِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ فَاَنۡتَ اَهۡلٌ لِذَاکَ

یا اللہ! اگر تو معاف کر دے تو تو ہی اس کا اہل ہے

وَاِنۡ تَطۡرُدۡ فَمَنۡ یَّرۡحَمۡ سِوَاکَ

اور اگر تو رد کر دے تو پھر تیرے سوا کون رحم کرے گا

الٰہی مرا شرمساری زروئے تو بس
دگر شرمسارم مکن پیش کس

یا اللہ! تیرے سامنے ہم شرمسار ہیں

دوسروں کے سامنے ہمیں شرمسار نہ کر

الٰہی تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے، دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

یا اللہ! ہمیں دنیا و آخرت کی ذلت ورسوائی سے محفوظ فرما۔

یا اللہ یا اللہ یا اللہ! جس طرح آج تیری عبادت کیلئے اور تیرے نام لینے کیلئے اور دینی کام کرنے کے لئے ا وہیں اسی طرح ہم سب کو قیامت کے دن حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جمع فرما۔

یا اللہ! جو بے اولاد ہیں ان کو نیک اولاد عطاء فرما!

یا اللہ! جو بیمار ہیں ان کو شفاء عطاء فرما!

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِذۡهَبِ الۡبَاسَ وَاشۡفِ اَنۡتَ الشَّافِیۡ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَائُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا

یا اللہ! جو مقروض ہیں ان کو قرض سے آزاد فرما

یا اللہ! جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانی دور فرما

یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! مساجد اور مدارس دینیہ کی آپ ہی حفاظت اور نگرانی فرما۔

یااللہ! جومشائخ وعلماء دین کا کام کررہے ہیں ان کو استقامت وہمت عطاء فرما۔

یااللہ! جوطلباء دین کا علم حاصل کررہے ہیں ان کے حافظہ و ذہانت میں ترقی عطاء فرما اوران کو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلا اور ادب نصیب فرما۔

یااللہ! جودینی کاموں میں تعاون کرتے ہیں اُن کے رزق اور عزت میں برکت عطاء فرما۔

یااللہ! کفار کو مغلوب کردے اور مسلمانوں کو غلبہ عطاء فرما۔

یااللہ! کفار اور ان کے حامیوں کی سازشوں کو ناکام بنادے۔

یااللہ! جودینی جماعتیں دین واسلام کی اشاعت کا کام کررہی ہیں ان سب کو اتفاق عطاء فرما۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ الْقَبْرِ وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

یااللہ! ہمیں دنیا وقبر وقیامت کے دن کی تنگی سے محفوظ فرما۔

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِی الْحَيٰوةِ وَفِی الْمَوْتِ وَفِيْمَا بَعْدَالْمَوْتِ۔

یااللہ! ہمیں زندگی برکت والی عطا فرما اور موت برکت والی نصیب فرما اور موت کے بعد والی زندگی بھی برکت والی عطاء فرما۔

یااللہ! یااللہ! یااللہ! ہمارے گھروں میں قرآن کی تلاوت سے اور اپنے ذکر و نام سے اور پیغمبر پر درود پڑھنے سے برکت عطاء فرما۔

یااللہ! ہم سب کو نیکی کا جذبہ عطاء فرما۔

یااللہ! ہم سب کو بُرے کاموں سے محفوظ فرما۔

یااللہ! ہمارے والدین اور ہمارے مشائخ واساتذہ جنہوں نے زندگی دین میں وقف کردی ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما۔

یا اللہ! جو مسلمان فوت ہوئے ان کو جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرما اور جو زندہ ہیں ان کو فتنوں سے محفوظ فرما۔

یا اللہ! یہ ملک پاکستان جس مقصد کے لئے بنایا گیا اربابِ اقتدار کو اس کے پورے کرنے کی توفیق عطاء فرما۔

یا اللہ! عالم اسلام کو اتفاق واتحاد کی دولت سے مالا مال فرما۔

یا اللہ! اس ملک پاکستان کو کفار کی سازشوں سے محفوظ فرما۔

یا اللہ! جب تک زندہ رہیں تیری کتاب قرآن مجید وردِ زبان ہو اور حدیث خاتم الانبیاء ﷺ حرزِ جان ہو اور جب دنیا سے رخصت ہوں خاتمہ ایمان پر ہو اور زبان پر کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جاری ہو۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ (آمین)

دُعاء

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی صاحب** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَيْهِ ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ○

رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْاَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَآ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ○

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِىْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ○

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا○ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ○

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ط اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمٰنِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ○

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ عَظِيْمٌ حَلِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

اَللّٰهُمَّ نَقِّهٖ خَطَايَانَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَطَايَانَا كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنَا بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی الْحَيَاةِ وَبَارِكْ لَنَا فِی الْمَمَاةِ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا بَعْدَ الْمَمَاتِ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّائِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَادِمِیْنَ یَا اِلٰھَنَا وَاِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنَا بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَرِزْقًا طَیِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِمَا سَئَلَکَ مِنْہُ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَحَبِیْبُکَ مُحَمَّدٌ ﷺ۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَحَبِیْبُکَ مُحَمَّدٌ ﷺ۔

اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔ وَنَجِّنَا مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ وَالْكَرْبِ الْعَظِيمِ۔
وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا يَا مَوْلٰينَا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيمُ۔

اله العالمين ۔ ہماری تمام خطاؤں، غلطیوں اور گناہوں کو معاف فرمادیں!

اله العالمين ۔ ہمیں دین، دنیا اور آخرت کی ہر نعمت اور بھلائی عطاء فرمادیں!

اله العالمين ۔ ہمیں پانچ وقت کی نماز اور صبح وشام قرآن مجید کی تلاوت کا ذوق نصیب فرمادیں!

اله العالمين ۔ ہماری دنیا بھی بنادیں اور ہماری آخرت بھی سجادیں!

اله العالمين ۔ جن کی اولا دنہیں ان کو نیک، صالح متقی اور پرہیز گار اولا د نصیب فرمادیں!

اله العالمين ۔ جو لوگ بیمار، کمزور اور لاچار ہیں ان کو صحت، عافیت اور تندرستی سے مالا مال فرمادیں!

اله العالمين ۔ جو لوگ مقروض ہیں ان کو قرض سے نجات دلا دیں!

اله العالمين ۔ ہمارے جو مسلمان بہن بھائی دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ کے مہمان بن گئے میرے مولیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور ٹھکانہ نصیب فرمادیں! حسنات پر نظر فرمالیں۔ سیئات سے درگزر فرمالیں، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمادیں۔

اله العالمين ۔ جن ساتھیوں کے دلوں میں جائز حاجات وخواہشات وضروریات ہیں میرے مولیٰ غیب کے خزانوں سے بن مانگے عطاء فرمادیں!

اله العالمين ۔ بار بار حج اور عمرہ کی توفیق نصیب فرمادیں! اپنے گھر کا طواف نصیب فرمادیں۔

صفا اور مروہ کی سعی نصیب فرمادیں۔ زم زم کا پانی نصیب فرمادیں پیارے نبی ﷺ کے پیارے روضہ اقدس پر درود وسلام پڑھنے کی توفیق نصیب فرمادیں!

الٰہ العالمین ۔ ہمارے شہروں کو ہماری بستیوں کو ہمارے گھروں کو ہمارے سینوں کو قرآن وحدیث کی روشنی سے منور فرمادیں!

الٰہ العالمین ۔ رحمت کی ہوائیں چلادیں رحمت کی گھٹائیں برسادیں رحمت کی فضائیں بنادیں!

الٰہ العالمین ۔ ہمیں اپنا بنالیں اپنے دروازے کا محتاج اور سوالی بنادیں در در کی ٹھوکروں سے محفوظ فرمادیں

الٰہ العالمین ۔ ہمیں ایک بنادیں نیک بنادیں قرآن وحدیث کا شیدائی بنادیں دین اسلام کا سچا خادم ونگہبان بنادیں

الٰہ العالمین ۔ ہمیں آپس میں بھائی بھائی بنادیں ہمارے دلوں سے بغض حسد، کینہ کی بیماریاں اور مال ودولت، سیاست واقتدار کی محبت نکال دیں ہمارے دلوں میں قرآن وحدیث اور خدمت دین متین کا سچا جذبہ پیدا فرمادیں

الٰہ العالمین ۔ عالم اسلام کو اتفاق واتحاد کی دولت سے مالا مال فرمادیں ملک پاکستان کو امن، چین، سکون کا گہوارہ بنادیں ۔ اقتدار والوں کو توفیق نصیب فرمادیں کہ تیرے بنائے ہوئے بندوں پر تیری بنائی ہوئی دھرتی پر تیرے بنائے ہوئے نظام کو نافذ کر سکیں ۔

الٰہ العالمین ۔ تعلیم کے مراکز، تبلیغ کے مراکز جہاد کے مراکز، تصوف کے مراکز، دین کے ہر شعبہ کی آپ ہی نگرانی وحفاظت فرمالیں

الٰہ العالمین ۔میری قوم کے بوڑھوں کو ابو قحافہؓ جیسی قوت ایمانی نصیب فرمادیں میری قوم کے نوجوانوں کو صلاح الدین ایوبیؒ اور طارق بن زیادؒ جیسا جذبہ جہاد نصیب فرمادیں میری قوم کی ماؤں اور بہنوں کو حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت فاطمہؓ جیسی شرم وحیا نصیب فرمادیں میری قوم کے بچوں کو حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ جیسا جذبہ ایمانی اور جذبہ جہاد نصیب فرمادیں!

الٰہ العالمین جیسے آج ہم یہاں جمع ہیں کل قیامت کے دن اسی طرح ہمیں حضور اکرم ﷺ کے جھنڈے ''**لِوَاءُ الْحَمْد**'' کے نیچے جمع فرمادیں۔

حضور اکرم ﷺ کے حوض کوثر کا پانی آپ کے ہاتھوں ہمیں نصیب فرمادیں اور حضور اکرم ﷺ کی سفارش سے بہرہ مند فرمادیں۔

الٰہ العالمین جو مانگا ہے وہ عطاء فرمادیں۔جو نہ مانگ سکے وہ بن مانگے عطا فرمادیں۔

الٰہ العالمین جب تک دنیا میں زندہ رہیں آپ کی پیاری کتاب وکلام پر اور آپ کے پیارے نبیؐ کے پیارے فرمان پر عمل پیرا رہیں۔اور جب موت کا وقت آئے تو زبان پر صرف ایک ہی کلمہ آئے،صرف آپ کا ہی نام آئے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ وصلى الله تعالىٰ عَلى خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين۔

برحمتك يا ارحم الراحمين۔

حمد باری تعالیٰ

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے ---- وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے، نظر بھی جو آرہا ہے ---- وہی خدا ہے
تلاش اس کو نہ کر بتوں میں
وہ ہے بدلتی ہوئی رُتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے ---- وہی خدا ہے
نظر بھی رکھے سماعتیں بھی
وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی
جو خانۂ لاشعور میں جگمگا رہا ہے ---- وہی خدا ہے
کسی کو تاج وقار بخشے
کسی کو ذلت کے غار بخشے
جو سب کے ماتھوں پہ مہرِ قدرت لگا رہا ہے ---- وہی خدا ہے
سفید اس کا، سیاہ اس کا
نفس نفس ہے گواہ اس کا
جو شعلۂ جاں جلا رہا ہے، بجھا رہا ہے ---- وہی خدا ہے
کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے ---- وہی خدا ہے

توحید خداوندی پر متفرق اشعار

کانٹا ہے ہر اک جگر میں اٹکا تیرا
حلقہ ہے ہر اک گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور
بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا
ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

ماں باپ سے سوا ہے شفقت تیری
فزوں ہے تیرے غضب سے رحمت تیری
جنت انعام کر کہ دوزخ میں بلا
وہ رحم تیرا ہے یہ عدالت تیری

یا رب خلاق مہر و ماہی تو ہے
بخشندہ تاج و تخت شاہی تو ہے
بے منت و بے سوال و بے استحقاق
دیتا ہے جو سب کو یاالٰہی تو ہے

ہے غنچہ و گل اہلِ زباں خاروں سے
لیتا ہے عجب کام وہ بے کاروں سے
تسبیح بکف ہے حمدِ باری کیلئے
دریا موتی سے آسماں تاروں سے

آگہی میں اِک خلا موجود ہے
اس کا مطلب ہے خدا موجود ہے

سمجھ میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیئے

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا اِلٰہ الا اللہ

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

ذہن میں جو گھِر گیا لا اِنتہاء کیونکر ہوا
سمجھ میں جو آگیا خدا کیونکر ہوا

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیئے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

فناء فی اللہ کی تہہ میں راز مضمر ہے بقا کا
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

بے دل نہ ہو بیگانگیِ خلق سے غالبؔ
کوئی نہیں تیرا تو میری جان خدا ہے

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالَم سے خفا میرے لیئے ہے

واقعات اصحاب ثلاثہ

شیخ الاسلام والمسلمین امام المحدثین حافظ القرآن والحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلمأ والصلحأ شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہٗ

بانی ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

واقعات

شیخ الاسلام والمسلمین امام المحدثین حافظ القرآن والحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ

بانی۔ جامعہ مخزن العلوم خان پور

تحریر

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین

شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ صاحب درخواستی** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

مرکزی راہنما۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان

نائب امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے۱۲،اہم واقعات

۱۔ تمہارا وظیفہ قرآن وحدیث ہے

حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ جوانی کے ایام میں تن تنہا ہی عرصہ دراز تک مکمل دورہ حدیث شریف اور درس نظامی کے اسباق پڑھاتے رہے۔

دن کو طالبان قرآن وحدیث کو ساٹھ ساٹھ اسباق پڑھاتے تھے اور رات کو اپنے مرشد کامل حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بتلائے ہوئے روحانی اسباق اور وظائف کرتے تھے۔تو آپ کے والد ماجد میاں جی حافظ محمود الدین رحمتہ اللہ علیہ حضرت دین پوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا کہ ایسے تو میرا بیٹا زندہ نہیں بچے گا۔سارا دن اسباق پڑھاتا ہے اور رات کو وظیفے کرتا ہے۔میرے بیٹے سے ایک کام لیں۔تو حضرت دین پوری رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آج سے ان کا وظیفہ صرف قرآن وحدیث ہے اور ارشاد فرمایا کہ سلسلہ قادریہ میں تو چکی پیسنی پڑتی ہے چلو تمہارا بیٹا چکی پیسنے سے بچ گیا۔اب اس کے تمام دینی ودنیوی مسائل قرآن وحدیث سے حل ہونگے اور تمام علمی وروحانی مراحل قرآن وحدیث سے طے ہونگے۔اسی وجہ سے حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ عمر بھر یہی ارشاد فرماتے رہے کہ میرا وظیفہ قرآن وحدیث ہے۔

۲۔ فضا کے پرندے بھی سامع

راجن پور کے علاقے میں ایک مسجد میں حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان تھا کثیر تعداد میں لوگ موجود تھے آپ نے بیان شروع فرمایا سینکڑوں کی تعداد میں پرندے بھی دیواروں پر بیٹھے ہوئے تھے اور یوں لگ رہا تھا جیسے آپ کا بیان سن رہے ہوں اچانک حضرت موج میں آگئے اور پرندوں کو مخاطب کر کے فرمانے لگے حدیثِ یار سُننی ہے تو قریب آجاؤ دور کیوں بیٹھے ہو۔ اچانک سینکڑوں کی تعداد میں دیواروں پر بیٹھے ہوئے پرندے اڑے اور حضرت کے سامنے پنکھوں کے لئے لگے ہوئے پائپوں پر آکر بیٹھ گئے اور پوری توجہ واطمینان کے ساتھ اڑھائی تین گھنٹوں تک حضرت کا بیان سنتے رہے۔ سر دھنتے رہے اور موتی چنتے رہے۔ اور دعا کے بعد جب مجمع منتشر ہوا تو پرندے بھی اڑ کر اپنے اپنے مسکن کی طرف روانہ ہو گئے۔

۳۔ سمندر کی مچھلیاں بھی تابع

حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ نے بنگلہ دیش کا چھ مرتبہ سفر کیا۔ ایک سفر میں حضرت مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد اجمل خان رحمتہ اللہ علیہ ودیگر علماء ومشائخ آپ کے ہمراہ تھے۔ یہ سب حضرات دریا عبور کرنے کے لئے ایک کشتی میں سوار تھے۔ حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ نے حسب عادت کشتی میں ہی جلسہ شروع کر دیا اور سب حضرات سے باری باری سیرت النبی ﷺ پر اشعار سننے شروع کر دیئے۔ جب سب حضرات اشعار سنا

کر فارغ ہو گئے اور حضرت کی باری آ گئی تو آپ نے وجد میں آ کر مولانا جامی کا مشہور قصیدہ حضور ﷺ کی شان میں پڑھنا شروع کر دیا۔ تب حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی قصیدہ سن کر علماء صلحاء تو مدہوش ہو ہی رہے تھے سمندر کی مچھلیاں بھی بے خودی کے عالم میں موج میں آ کر کشتی میں گر رہی تھیں اور تڑپ رہی تھیں اور اپنی جانیں پیارے نبی ﷺ کی نذر کر رہی تھیں۔ اور جب مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے اس قصیدے کو پڑھا تھا تو اس وقت وہ بھی کشتی پر سوار تھے۔ اور مچھلیاں تڑپ تڑپ کر کشتی میں گر رہی تھیں اور ماہیِ بے آب کا منظر پیش کر رہی تھیں۔

۴۔ جنات بھی خادم

بعض جنات حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد تھے جو جامعہ مخزن العلوم خان پور میں آپ کے درس قرآن اور درس حدیث میں شریک ہوتے تھے۔ بعض جنات آپ کے مرید تھے جو مکی مسجد خان پور کے حجرہ میں جو آج بھی موجود ہے آپ سے روحانی اسباق پڑھتے تھے۔ بعض جنات آپ کے محبّ تھے جو سفر و حضر میں آپ کی ملاقات و زیارت کے لئے آتے آپ کی تقاریر و بیانات کو سنتے اور آپ سے بے انتہا پیار و محبت کا اظہار کرتے۔ حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک جن نے میری شیخو پورہ کی اڑھائی گھنٹے کی تقریر بیس سال کے بعد حرف بحرف از اول تا آخر معہ آیات و احادیث میرے الفاظ اور میرے لہجے میں مجھے سنا ڈالی۔ بعض جنات آپ کے خادم تھے جو ہمہ وقت آپ کی خدمت و اطاعت پر کمر بستہ ہوتے تھے۔

۵۔ امام کعبہ اور شیخ درخواستیؒ

امام کعبہ شیخ عبداللہ بن سبیل رحمتہ اللہ علیہ کی حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ درخواستیؒ وجد کے عالم میں احادیث رسول ﷺ سناتے رہے۔ پھر شیخ درخواستیؒ اچانک موج میں آگئے اور امام کعبہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ شیخ ابن قیمؒ کو جانتے ہو اور اس کا قصیدہ نونیہ آتا ہے جو اڑھائی سو اشعار پر مشتمل ہے اور پھر شیخ درخواستیؒ نے خود ہی قصیدہ نونیہ پڑھنا شروع کر دیا اور تقریباً ایک سو اشعار سنا ڈالے تو شیخ عبداللہ بن سبیلؒ وارفتگی کے عالم میں شیخ درخواستیؒ کے بوسے لینے لگے اور کہنے لگے کہ شیخ ابن قیم امام ہمارا ہے۔ اور اس کا قصیدہ نونیہ حفظ آپ کو ہے۔ اور آپ احادیث رسول ﷺ کے بھی حافظ ہیں۔ پھر امام کعبہ نے شیخ درخواستیؒ کا جوتا خود اٹھایا۔ وضو خود کرایا اور بول اٹھا۔

کہ ہم سمجھتے تھے کہ شاید علم صرف عرب میں ہے
لیکن آج معلوم ہوا کہ عجم بھی علم سے خالی نہیں ہے

۶۔ مفتی اعظم مصر اور شیخ درخواستیؒ

حضرت درخواستیؒ ایک مرتبہ بعد نماز فجر بیت اللہ میں درس قرآن دے رہے تھے سامعین میں مصر کے مفتی اعظم بھی شریک تھے جو آپ کے درس سے بہت متاثر تھے۔ درس کے بعد مفتی اعظم نے مصافحہ کیا اور اپنا تعارف کرایا تو شیخ درخواستیؒ نے پوچھا آپ اتنے عظیم منصب پر فائز ہیں اور داڑھی سے محروم ہیں...... کیوں؟

تو مفتی اعظم نے جواب دیا کہ شیخ ایمان دل میں ہوتا ہے داڑھی میں نہیں!
تو شیخ درخواستیؒ نے جواب دیا کہ حیا بھی دل میں ہوتا ہے کپڑوں میں نہیں اس لئے کپڑے بھی اتار دیں۔ شیخ درخواستیؒ کے اس حکیمانہ جواب سے دل پر ایک چوٹ لگی اور بات سمجھ میں آ گئی تو مصر کے مفتی اعظم نے اپنی غلطی کو تسلیم کرلیا اور اسی مجلس میں داڑھی رکھنے کا ارادہ اور وعدہ کرلیا۔

۷۔ اپنے زمانے کا ابو ہریرہ

حضرت درخواستیؒ ایک مرتبہ بعد نماز عشاء مسجد نبویؐ میں فضائل مدینہ منورہ پر درس حدیث ارشاد فرما رہے تھے سامعین میں مصر وشام کے علماء ومشائخ بھی موجود تھے۔ آپ مسلسل سند کے ساتھ احادیث رسول ﷺ پڑھتے جا رہے تھے۔

درس حدیث کے اختتام پر ایک شامی محدث پکار اٹھے جس نے ابو ہریرہ کو نہیں دیکھا تو وہ اس شیخ کو دیکھ لے۔ کیونکہ یہ اپنے دور اور زمانے کا ابو ہریرہ ہے۔
حضرت ابو ہریرہؓ حضور اکرم ﷺ کے شاگرد خاص اور خادم خاص تھے۔
احادیث کثیرہ کے راوی تھے اور حفظ حدیث کے ذوق کے امین تھے۔

۸۔ مدینہ منورہ میں قیام کی اجازت نہ ملی

حضرت درخواستیؒ سے پوچھا گیا کہ جب آپ نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے ارادہ سے استخارہ فرمایا تو حضور اکرم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا تھا
تو شیخ درخواستی نے کہا کہ صرف دو لفظ تھے۔

اِذْهب ثُم ارْجِعْ! اب آپ جائیں پھر آنا۔

۹۔ انسان کا مصداق انبیاء کرام ہیں

حضرت درخواستیؒ سے سوال پوچھا گیا کہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ لَقَدْ خَلَقْنَاالْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔

کہ ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا ہے۔ جبکہ انسانوں میں، لولے لنگڑے، اندھے، کانے، بدصورت لوگ، بے شمار نظر آتے ہیں۔

تو شیخ درخواستیؒ نے جواب دیا کہ یہاں انسان کا مصداق انبیاء کرام ہیں۔

جنہیں اللہ رب العزت نے بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا۔

اور تمام قسم کی خطاؤں اور غلطیوں سے محفوظ اور معصوم پیدا کیا۔

۱۰۔ مسجد حرام شب بھر کھلی رہتی ہے مسجد نبویؐ نصف شب کو بند کر دی جاتی ہے راز کیا ہے؟

حضرت درخواستیؒ سے سوال پوچھا گیا کہ مسجد حرام کو سعودی انتظامیہ ساری رات کھلا رکھتی ہے جبکہ مسجد نبوی کو آدھی رات کے بعد بند کر دیتی ہے۔ یہ فرق کیوں ہے۔

تو شیخ درخواستیؒ نے جواب دیا کہ مسجد حرام میں اللہ رب العزت کا علامتی گھر بیت اللہ شریف ہے اور اللہ کی ذات لَا تَاخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ. کی وصف سے موصوف ہے کہ اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند آتی ہے اسی وجہ سے مسجد حرام ساری رات کھلی رہتی

ہے اور مسجد نبوی ؐ حجرہ نبوی ؐ سے متصل ہے جو حضور اکرم ﷺ کی آخری آرام گاہ ہے جہاں آپ حیات ہیں اور آرام فرما ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آپ کو آرام اور استراحت کی ضرورت ہوتی ہے اسی وجہ سے مسجد نبوی ؐ آدھی رات کے بعد تہجد کے وقت تک بند کردی جاتی ہے۔

۱۱۔ اَیُّکُمْ مُحَمَّد ﷺ

حضرت درخواستیؒ سے پوچھا گیا کہ جب حضور اکرم ﷺ اپنے جمالات ظاہری اور کمالات باطنی کے اعتبار سے تمام کائنات سے بڑھ کر تھے تو مجلس میں آنے والے اجنبی آدمی کو آپ کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی تھی اسے تو فوراً حضور اکرم ﷺ کو پہچان لینا چاہئے تھا۔

جیسا کہ حضرۃ ضمامؓ بن ثعلبہ کے بارے میں ہے کہ جب وہ ۹ھ میں تشریف لائے اور حضور کی محفل ومجلس میں تشریف لے گئے تو پوچھا اَیُّکُمْ مُحَمَّد ﷺ تم میں محمدؐ کون ہے علماء نے اس کے مختلف جواب دیئے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ مجلس میں صحابہؓ کے ساتھ مل جل کر بلا امتیاز بیٹھتے تھے۔ اسلئے اجنبی آدمی آپ کو نہ پہچان سکتا تھا۔ بعضوں نے کہا کہ سب کا لباس، داڑھی اور حلیہ وغیرہ ایک جیسا ہوتا تھا اس لئے آنے والا امتیاز نہ کرسکتا تھا اور پوچھنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ اَیُّکُمْ مُحَمَّد ﷺ.

لیکن شیخ درخواستیؒ نے جو جواب دیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے حسن کا یہ عالم تھا کہ اس کا عکس مجلس اور حاضرین

مجلس پر پڑتا تھا جس سے پوری مجلس اور حاضرین مجلس کے چہرے منور اور روشن ہو جاتے تھے جیسا کہ سورج اور چودھویں رات کے چاند کا عکس کسی چیز پر پڑے تو وہ روشن اور منور ہو جاتی ہے۔ تو آنے والے آدمی کی آنکھیں چندھیا جاتیں اور اسے سب چہرے یکساں اور ایک جیسے نظر آتے اور وہ پوچھنے پر مجبور ہو جاتا کہ تم میں محمد کون ہے ﷺ

۱۲۔ موت آئی تو زبان پر اللہ کا نام تھا

حضرت درخواستیؒ کی وفات ۱۹ ربیع الاول بروز اتوار کو ہوئی۔ آخری وقت میں ایک مرتبہ بلند آواز سے ''اللہ'' کہا اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔
صبح سات بجے جب آسمان کا سورج طلوع ہو رہا تھا تو زمین کا یہ سورج 103 برس تک اپنے علم وعرفان کی کرنیں بکھیر کر غروب ہو گیا۔

☆☆......☆......☆☆

واقعات

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رح کے علمی جانشین

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمن درخواستی** صاحب نور اللہ مرقدہٗ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

تحریر

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین

شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین و ناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان

نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ کے ۱۲، اہم واقعات

۱۔ اے اللہ۔ میرے بیٹے کو شیخ الحدیث بنادے

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب چھوٹی عمر کے تھے تو جمعۃ المبارک کے دن آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو غسل کراتیں، اچھے کپڑے پہناتیں، خوشبو لگاتیں، اور جب حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمانے کے لئے مسجد تشریف لے جاتے تو اپنے کم سن بیٹے شفیق الرحمٰن کو اپنے والد ماجد کے ساتھ روانہ کرتیں اور دعا کرتیں کہ اے اللہ میرے ابا کو تو نے حافظ الحدیث بنایا ہے تو میرے بیٹے کو شیخ الحدیث بنادے۔

۲۔ دونواسے / دوجانشین

مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ لندن نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ برصغیر میں دو محدث ایسے گزرے ہیں جن کی علم حدیث کی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور ہر ایک کے شاگردان حدیث کی تعداد پچاس ہزار ہے۔ پہلے محدث حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی ہیں اور دوسرے محدث حضرت مولانا محمد

عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور فرمایا کہ حسن اتفاق دیکھئے کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کی مسند حدیث کے وارث اور جانشین ان کے نواسے شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی بنے۔ اور مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند حدیث کے وارث اور جانشین بھی ان کے نواسے مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی رحمۃ اللہ علیہ بنے۔

۳۔ تم میرے شیخ درخواستیؒ کی یادگار ہو

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جانشین امیر شریعت حضرت سید عطاء المنعم شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لئے ملتان تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر جونہی حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی۔ بڑی بے قراری و بے تابی سے گلے لگایا۔ فرط محبت میں آنکھوں سے آنسو اور لب پر دعائیں تھیں اور یوں گویا تھے کہ تم میرے شیخ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے علم وعمل کی یادگار ہو۔ کھانے کے دستر خوان پر حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھوں سے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چند لقمے بھی کھلائے۔

یہ منظر دیدنی تھا۔ پورا مجمع اشکبار تھا

۴۔ شیخ درخواستیؒ کی یاد تازہ ہوگئی

جامع مسجد الصادق بہاول پور کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ختم نبوت پر تاریخی بیان ہوا۔

بعد میں امین مسلک احناف حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑویؒ نے اپنے خطاب

میں فرمایا کہ میں نے پہلی مرتبہ اسٹیج پر بیٹھ کر حضرت شیخ الحدیث صاحب کا بیان سنا ہے۔آپ نے مسئلہ ختم نبوت پر احادیث نبویہ ﷺ کا بیش بہا ذخیرہ پیش کر کے دلوں کو منور کر دیا ہے۔ اور حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔ اور یوں لگ رہا تھا جیسے شیخ درخواستیؒ کی روح بول رہی ہو۔ اور سچ یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب ہی شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کی مسند قرآن وحدیث کے امین اور علمی وروحانی جانشین ہیں۔

۵۔ والد کا احترام

حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے 1977ء میں بخاری شریف ج اول کا سبق پڑھانا شروع کیا۔اسی سال کی بات ہے کہ ایک موقع پر حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے سر کے بال بڑھے ہوئے تھے۔ داداجان رحمتہ اللہ علیہ نے دو تین مرتبہ کہا کہ آپ سر کے بال چھوٹے کرالیں۔

آپ نے کہا ٹھیک ہے لیکن مصروفیت کی وجہ سے آپ عمل نہ کر سکے اور سر کے بال چھوٹے نہ کرا سکے۔ چند دن کے بعد داداجان رحمتہ اللہ علیہ کا دوبارہ آنا ہوا۔ آپ جامعہ مخزن العلوم خان پور کی دارالحدیث میں بخاری شریف ج اول کا سبق پڑھا رہے تھے۔ تو داداجان رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ مولوی شفیق الرحمٰن تم نے ابھی تک بال چھوٹے نہیں کرائے فوراً جاؤ اور بال چھوٹے کرا کے آؤ۔ تو حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فوراً اپنے والد گرامی کے حکم کی اتباع کی اور اپنے سر کے بال چھوٹے کرالئے۔

٦۔ فنافی الشیخ کا مقام

حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے شیخ اور مرشد کامل حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمتہ اللہ علیہ سے غایت درجہ کی عقیدت ومحبت تھی۔

اسی وجہ سے آپ نے اپنے شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی تمام ظاہری وباطنی اداؤں کو اپنالیا تھا۔

اسی وجہ سے آپ کو فنافی الشیخ کا مقام حاصل ہوگیا تھا۔ اسی وجہ سے استاد اور شاگرد دونوں کی حیات اور وفات، مقاصد اور نظریات میں ایک حیرت انگیز مماثلت ومشابہت نظر آتی ہے۔

۷۔ والد ماجد کی نظروں میں مقام

حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ جب جامعہ مخزن العلوم میں شیخ الحدیث تھے تو جامع مسجد مخزن العلوم میں بطور خطیب اعظم کے بھی فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

لوگ دور دراز سے آپ کی خطابت سننے کے لئے صبح ہی سے شاہی جامع مسجد میں جمع ہونا شروع ہوجاتے تھے اور بیان شروع ہونے سے پہلے ہی جامع مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھر چکی ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے دن دادا جان رحمتہ اللہ علیہ ہمارے گھر تشریف لائے ہوئے تھے اور ہماری رہائش گاہ مدرسہ کے اندر ہی تھی۔

حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ جمعۃ المبارک کا بیان ارشاد فرمارہے تھے۔

آواز صاف اور واضح انداز میں گھر میں سنائی دے رہی تھی۔

وہ منظر آج بھی میری نگاہوں کے سامنے ہے۔

داداجان رحمتہ اللہ علیہ گھر کے صحن میں چل رہے تھے۔

آنکھوں میں آنسو تھے، اور زبان پر یہ الفاظ تھے کہ کیا کوئی اس طرح بیان کرسکتا ہے، کوئی میرے بیٹے کی طرح قرآن وحدیث سے مزین احکام ومسائل سے مرصع بیان کرسکتا ہے۔!

داداجان رحمتہ اللہ علیہ اپنے بیٹے کے اس عظیم مقام پر شاداں وفرحاں نظر آرہے تھے اور اپنے رب رحمان کے حضور شکر گزار نظر آرہے تھے۔!

۸۔ کل میرے شیخ درخواستیؒ کا جنازہ اٹھا تھا آج ان کے مشن کا جنازہ اٹھایا جارہا ہے

حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ تصویر کشی کے سخت مخالف تھے۔ کیمرہ مین کو سختی سے ڈانٹ دیتے تھے۔ اور بعض مواقع پر کیمرے توڑے بھی گئے۔ حضرت والدصاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزاج بھی کچھ اسی قسم کا تھا۔ اس پر ایک اہم سبق آموز واقعہ لائق تحریر ہے۔

حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے بعد تعزیت کے لئے صدر پاکستان جناب سردار فاروق احمد خان لغاری صاحب جامع مسجد مخزن العلوم خان پور تشریف لائے۔ سرکاری روایات کے مطابق ٹی وی کے کیمرہ مین بھی ساتھ آئے۔

بہت سے لوگ آگے بڑھ کر اپنی تصاویر نمایاں کرانے کی فکر میں تھے۔

لیکن والدصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

کل میرے شیخ درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھا تھا

آج ان کے مشن کا جنازہ اٹھایا جار ہا ہے۔ میں ایسی محفل میں نہیں بیٹھ سکتا۔

یہ کہا اور اٹھ کر چل دیئے۔

اور دیکھنے والوں کی نظروں میں شیخ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا نقشہ گھوم گیا۔

۹۔ میں تو ہوں گا ہی نہیں

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 10 شعبان المعظم ۱۴۲۷ ہجری کو ہوئی اور 20 شعبان المعظم کو صرف دس دن بعد والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی بھی وفات ہوگئی۔ والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے عمر بھر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حق خدمت ادا کیا اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی 10 دن تک تعزیت، ایصال ثواب اور خاندان کی تسلی و بھلائی جیسے امور نمٹانے کے بعد اپنے شریک سفر کی ملاقات کو عازم سفر ہو گئیں اپنے محبوب شوہر کی جدائی کو زیادہ عرصہ برداشت نہ کر سکیں۔ ایک مرتبہ بیماری کے عالم میں جب گھر کے تمام افراد حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمیت گھر میں موجود تھے والدہ صاحبؒ نے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا جنازہ مولوی حماد اللہ پڑھائے گا تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرا جنازہ بھی مولوی حماد اللہ پڑھائے گا۔

پھر ایک دوسرے موقع پر جب گھر کے تمام افراد موجود تھے والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے کہا کہ میرا جنازہ مولوی حماد اللہ پڑھائیگا تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسی نے ہی تمہارا جنازہ پڑھانا ہے میں تو ہوں گا ہی نہیں۔

حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی وفات کے تیسرے دن والدہ صاحبہؒ مجھے یاد دلا رہی تھیں کہ کیسے کہتے تھے کہ میں تو ہونگا ہی نہیں۔

۱۰۔ میں اپنی آخرت بنا رہا ہوں

حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا زندگی کے آخری سالوں میں یہ معمول بن گیا تھا کہ جب گھر میں تشریف لاتے تو زیادہ بات چیت نہ کرتے تھے بلکہ کثرت سے تلاوت قرآن میں مصروف رہتے تھے۔ والدہ صاحبہؒ کے بیماری کے ایام چل رہے تھے اس لئے بطور شکوہ کے فرماتیں کہ سارا دن مدرسہ میں قرآن وحدیث کے اسباق پڑھاتے رہتے ہیں۔

راتوں کو وعظ اور تقریر کے پروگراموں میں مصروف رہتے ہیں اور جب گھر میں آتے ہیں قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

ہمارے لئے آپ کے پاس زیادہ وقت نہیں ہوتا تو حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے کہ آپ لوگ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔

میں اپنی آخرت بنا رہا ہوں۔ مجھے اپنی آخرت بنا لینے دو۔

۱۱۔ میرے نام، کام، اور خاندان کو میرا بیٹا سنبھالے گا

حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کی آخری رات کی کیفیت والدہ صاحبہؒ نے یوں بیان کی کہ آپ شب بھر جاگتے رہے۔ حال احوال بانٹتے رہے۔ آباؤ اجداد اور رشتہ داروں کے قصے سناتے رہے۔ اپنی زندگی کی حسین اور خوشگوار یادوں کو تازہ

کرتے رہے۔اور بار بار کہتے رہے کہ مولوی حماداللہ سمجھداراور تجربہ کار ہو چکا ہے اب مجھے اپنی موت کی کوئی فکرنہیں ہے۔اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے، میرے نام، کام اور میرے خاندان کو اب میرا بیٹا سنبھال لے گا۔اورانشاءاللہ العزیز رب رحمان، میرے بیٹے سے قرآن وحدیث کی خدمت واشاعت کا خوب خوب کام لینگے۔اور میرا بیٹا خانوادہ درخواستی کے لئے عزت وافتخاراور سرفرازی وسربلندی کی علامت اورنشان بن جائے گا۔

۱۲۔ موت آئی تو قرآن پڑھتے ہوئے تفسیر پڑھاتے ہوئے

حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی وفات 10 شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک بعدنماز عصر سورۃ کہف کی تلاوت کرتے ہوئے ہوئی۔جبکہ یکم شعبان المعظم سے دورہ تفسیر القرآن کا آغاز بھی ہو چکا تھا اور ملک بھر سے علوم قرآن کے حصول کے دیوانے، علماء،طلباء،خطباء،مقررین، مدرسین، واعظین،عوام اور خواص،سینکڑوں کی تعداد میں جامعہ میں پہنچ چکے تھے۔جنہیں آپ ڈیڑھ پارہ قرآن مجید کی تفسیر بھی پڑھا چکے تھے۔ اور 10 شعبان المعظم کا جمعۃ المبارک بھی آپ نے خود پڑھایا تھا اور نماز عصر بھی باجماعت ادافرمائی تھی اور جب آسمان کا سورج غروب ہونے لگا تو زمین کا یہ سورج بھی ساٹھ سال تک اپنے علم وعرفان کی بہاریں دکھا کرغروب ہوگیا۔

واقعات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما - جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ - مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

تحریر

حافظ محمد نعمان درخواستی

نائب مہتمم - مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حماداللہ صاحب درخواستی مدظلہ

کے بارہ اہم واقعات

ا۔ دیدار تجلی خداوندی عزوجل

حضرت والد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے جب 10 سال کی عمر میں بستی درخواست میں اپنے دادا جان حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب درخواستیؒ کے ہاں قرآن مجید حفظ مکمل کیا تو آپ کو رات کے وقت خواب میں تجلی خداوندی کا دیدار نصیب ہوا۔ بستی درخواست میں بڑے دادا جان رحمتہ اللہ علیہ کے گھر میں دو کمرے تھے ایک کمرہ سامان کیلئے اور ایک کمرہ آرام کیلئے۔ حضرت والد صاحب مدظلہ آرام والے کمرے میں سوئے ہوئے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ اچانک پورا کمرہ نور اور روشنی سے بھر گیا ہے اور ضَوْءٌ اَحْسَنُ مِنْ ضَوءِ الشَّمْس کا منظر پیدا ہو گیا ہے اور ایک سفید روشن چاندی کا طشت انواع واقسام کی جنت کی مٹھائیوں سے بھرا ہوا ظاہر ہوا اور پھر دست قدرت نے کلام خداوندی کے حفظ پر بطور انعام کے مٹھائی کا ایک ٹکڑا حضرت والد صاحب مدظلہ کو کھلا دیا۔ جس کی لذت اور مٹھاس حضرت والد صاحب مدظلہ آج بھی محسوس فرماتے ہیں!

اور کلام خداوندی کے حفظ پر دیدار خداوندی سے بڑھ کر کوئی ہدیہ اور تحفہ نہیں ہوسکتا

۲۔ دیدار تجلی محمد ﷺ

حضرت والد صاحب مدظلہ نے جب بیس سال کی عمر میں جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں دورہ حدیث شریف اور سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی تو آپ کو رات کے وقت خواب میں تجلی محمدی ﷺ کا دیدار نصیب ہوا

اور حدیث نبوی ﷺ کی تکمیل پر دیدار نبوی ﷺ بڑھ کر کوئی ہدیہ اور تحفہ نہیں ہوسکتا!

۳۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ کا ایک سو روپے بطور انعام دینا

حضرت والد صاحب مدظلہ جب عالم بنے تو حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ مبارکباد اور دعا دینے کیلئے سٹیلائٹ ٹاؤن خانپور میں ہمارے گھر میں تشریف لائے اور خانوادہ درخواستی کی تیسری نسل میں

حضرت والد صاحب مدظلہ کے عالم بننے پر نہایت خوشی کا اظہار کیا

اور ڈھیروں دعائیں ارشاد فرمائیں!

اور حضرت والد صاحب مدظلہ کو ایک سو روپے بطور محبت اور انعام کے عطاء فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ ان پیسوں کو خرچ نہیں کرنا بلکہ دوسری رقم کے ساتھ رکھ دینا اس سے تمام رقم میں خیر و برکت پیدا ہوگی!

اور حضرت والد صاحب مدظلہ نے اپنے بڑے نانا جان شیخ درخواستیؒ کے فرمان کے مطابق ایک سو روپے کے نوٹ کو محفوظ کر کے رکھ دیا جو آج 25 سال گزر جانے کے باوجود بھی آپ کے پاس موجود و محفوظ ہیں۔

اس موقع پر شیخ درخواستیؒ نے ایک واقعہ بھی سنایا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بڑے بیٹے سید عطاء المنعم شاہ بخاریؒ نے قرآن مجید حفظ کیا تو میں نے بطور انعام کے 10 روپے دیئے اور کہا کہ ان پیسوں کو خرچ نہیں کرنا بلکہ دوسری رقم کے ساتھ رکھ دینا اس سے خیر و برکت ہوگی شیخ درخواستیؒ نے فرمایا کہ جب اس واقعہ کو 40 برس گزر چکے تھے ایک مرتبہ ابن امیر شریعتؒ دس روپے کا وہی نوٹ میرے پاس لائے دکھایا اور کہا میں نے آپ کے فرمان کے مطابق ان دس روپوں کو خرچ نہیں کیا۔ بلکہ محفوظ رکھا ہے اور عمر بھر ان کو محفوظ رکھونگا۔

۴۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ کا پیسے عطا فرمانا

حضرت والد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے زمانہ طالب علمی میں خواب دیکھا کہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستیؒ نے اپنی جیکٹ سے کافی رقم نکال کر انہیں عطا فرمائی تو حضرت دادا جانؒ نے خواب کی تعبیر میں ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز آپ شیخ درخواستیؒ کے حدیث و تفسیر کے مشن کو آگے بڑھائیں گے اور خاندان درخواستی کی تیسری نسل میں رب رحمٰن آپ کو ہی شیخ درخواستیؒ کے علوم و فیوض کا امین اور جانشین بنائیں گے۔

۵۔ خطیب العصر حضرت دین پوریؒ کا پیسے عطا فرمانا

حضرت والد صاحب مدظلہ نے زمانہ طالب علمی میں خواب دیکھا کہ خطیب العصر حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوریؒ نے اپنی جیب سے کافی رقم نکال کر انہیں

عطاء فرمائیں تو حضرت داداجانؒ نے خواب کی تعبیر میں ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز رب رحمٰن آپ کو خطیب العصر حضرت دین پوریؒ کا تسلسل بیان اور انداز خطابت نصیب فرمائیں گے۔

۶۔ حضرت داداجانؒ کا پیسے عطا فرمانا

والد صاحب مدظلہ نے زمانہ طالب علمی میں خواب دیکھا کہ آپ کو دادا جان شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستیؒ نے اپنی جیب سے کافی رقم نکال کر عطاء فرمائی ہے تو حضرت دادا جانؒ نے خواب کی تعبیر میں ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز میرے نام، کام، خاندان اور پروگرام کو میرے بعد تم نے سنبھالنا ہے

۷۔ حضرت داداجانؒ کا دودھ پلانا

داداجان شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ کی وفات کے بعد کئی ساتھیوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت داداجانؒ دودھ کا بھرا ہوا گلاس لائے اور حضرت والد صاحب مدظلہ کو پلایا اور دودھ کا پلانا ظاہر ہے کہ اس کی تعبیر ومصداق علم وروحانیت ہی ہے!

۸۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است

قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کئی مرتبہ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور کے اجتماع میں شریک ہوئے تو حضرت والد صاحب

مدظلہ کے تعلیمی، تدریسی، تبلیغی، تصنیفی، سیاسی کام کو دیکھا اور اسٹیج پر آپ کی علمی خطیبانہ گفتگو کو سنا تو بے اختیار پکار اٹھے۔ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔

یہ سارا گھرانہ ہی سورج کی مانند روشن ہے

۹۔تیسری نسل میں آپ ہی خاندان درخواستی کے نمائندہ اور وارث ہیں

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ جب حضرت دادا جانؒ کی تعزیت کیلئے جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور تشریف لائے تو حضرت والدصاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ارشاد فرمایا کہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستیؒ کی وفات کے بعد آپ ہی تیسری نسل میں درخواستی خاندان کے نمائندہ اور وارث ہیں۔

۱۰۔خانپور کی وجہ شہرت حدیث وتفسیر ہے

قائد اہلسنت الجماعت حضرت علامہ مولانا علی شیر حیدری صاحبؒ جب حضرت دادا جانؒ کی تعزیت کیلئے جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور میں تشریف لائے تو حضرت والدصاحب برکاتہم العالیہ سے ارشاد فرمایا کہ خانپور کی وجہ شہرت حدیث وتفسیر ہے اوّلاً حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستیؒ نے عمر بھر خدمت قرآن وحدیث کا فریضہ سرانجام دیا۔ثانیاً شیخ الاسلام حضرت درخواستی کے علمی جانشین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستیؒ نے عمر بھر خدمت قرآن وحدیث کا فریضہ نبھایا اور حق جانشینی ادا کیا۔ثالثاً۔شیخ الحدیث حضرت

درخواستیؒ کے جانشین ہونے کی حیثیت سے اب عمر بھر خدمت واشاعت قرآن وحدیث کا فریضہ نبھانا اور حق جانشینی ادا کرنا آپ کی ذمہ داری ہے!

۱۱۔والدین کی محبت

حضرت والد صاحب مدظلہ کیلئے اعزاز اور خوش نصیبی کی بات ہے کہ آپ کو آباؤ اجداد کا خصوصی پیار اور شفقت حاصل رہی خصوصاً والدین مکرمین مرحومین کی محبت اور تربیت جو آپ کیلئے سرمایہ افتخار ہے اور دنیا کیلئے باعث استعجاب ہے

۱۲۔والدین کی وصیت

حضرت والد صاحب مدظلہ کیلئے اعزاز اور خوش نصیبی کی بات ہے کہ آپکے والدین مکرمین مرحومین نے وصیت فرمائی کہ ہمارا جنازہ ہمارا بیٹا مولوی حماداللہ درخواستی پڑھائیگا۔

اور ظاہر ہے کہ ایک بیٹے کیلئے اس سے بڑھ کر اعزاز اور سرمایہ افتخار اور کیا ہوسکتا ہے!

☆......☆......☆

حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ المحدثین والمفسرین حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ
کی ۱۵۰ سالہ دینی۔ تعلیمی۔ تدریسی۔ تبلیغی۔ فقہی۔ تصنیفی۔ سیاسی۔ اصلاحی۔ اخلاقی
اور اشاعتِ قرآن وحدیث پر مشتمل خدمات کو منظر عام پر لانے کا امین

مکتبہ شیخ درخواستی

مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

بیاد

شیخ الاسلام والمسلمین۔ امام المحدثین والمفسرین۔ حافظ القرآن والحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ

بانی

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشین

شیخ المحدثین والمفسرین۔ امام العلماء والصلحاء۔ شیخ الحدیث والتفسیر۔ شیخ طریقت

حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی** نور اللہ مرقدہٗ

مدیر

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت
حضرت مولانا **حماد اللہ صاحب درخواستی** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

منجانب **مکتبہ شیخ درخواستی** مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور گرین ٹاؤن ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5

Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

زیرِ طبع کتب

مکتبہ شیخ درخواستی

مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی و روحانی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی** نوراللہ مرقدہٗ
بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
بانی۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے علمی و روحانی جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ صاحب درخواستی** مدظلہ
امین و ناشر علوم درخواستی
مدیر۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مدیر۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

مضامین القرآن للدّرخواستی	تفسیرِ درخواستی	تشریحاتِ درخواستی علی صحیح البخاری
تقریر بیضاوی شریف	تقریر جلالین شریف	تقریر مشکوٰۃ شریف
خطباتِ درخواستی جلد سوم (صحابہؓ واہل بیتؓ)	خطباتِ درخواستی جلد چہارم (متفرق اسلامی خطبات)	حیاۃِ درخواستی (سوانح)
زکوٰۃ کے فضائل ومسائل	حج کے فضائل ومسائل	نکاح کے فضائل ومسائل
ائمہ اربعہ	شیخ درخواستی (دائمی جنتری)	اصحاب ثلاثہ

منجانب
مکتبہ شیخ درخواستی مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

مطبوعات
مکتبہ شیخ درخواستی

مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی وروحانی جانشینؒ
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی** نوراللہ مرقدہٗ
بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
بانی۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے علمی وروحانی جانشینؒ
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ صاحب درخواستی** مدظلہ
امین وناشر علوم درخواستی
مدیر۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مدیر۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

- مقدمۃ القرآن للدرخواستی
- مقدمۃ الحدیث للدرخواستی
- خطباتِ درخواستی جلد اوّل (توحید خداوندی)
- خطباتِ درخواستی جلد دوم (سیرت النبی ﷺ)
- فیوضاتِ درخواستی مع مجربات درخواستی
- دروسِ درخواستی
- مجالسِ درخواستی
- فیضانِ درخواستی
- چہل حدیث
- ماہ رمضان المبارک کے فضائل ومسائل
- قربانی کے فضائل ومسائل
- حج وعشق محبت کا سفر
- منزل
- ماہ رمضان المبارک کے فضائل ومسائل (چارٹ)
- ماہ ذوالحج کے فضائل ومسائل (چارٹ)
- میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم